Muhsin, Muhsin ʻAli

کُلیاتِ مُحسن

Kulliyāt-i Muhsin

از

مُحسن کاکوروی

مطبوعہ

جُون ۱۹۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
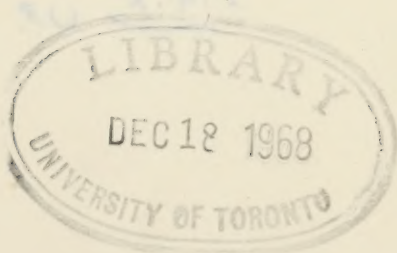
حامداً و مصلیاً

اسمین کلام نہین ہے کہ ہندوستان مین نعت کی داغ بیل فارسی شاعری نے ڈالی اگرچہ بھاشا مین ہم ایسے دوہے اور ٹھمریان پاتے ہین جو مذاق تصوف کے عام کرنے مین خاص اثر رکھتی ہین لیکن وہ اس قابل نہین ہین کہ ہم اُن کو نعتیہ کلام کی ابتدا کہ سکین۔

نظم اُردو کا موضوع لہ مضامین عاشقانہ سمجھے جاتے تھے اور اُسمین زبان کی ترقی کے ساتھ ایسی نازکخیالی بڑھ رہی تھی کہ شعرا کو نعت کی جانب توجہ کرنے کا موقع کم ہاتھ آیا نعت مین اگر کسی نے کوئی شعر کہا بھی تو اُسمین وہ دلکش مضمون نہین جسکو کان سُنکر اور زبان پڑھ کر حظ وافر حاصل کر سکے نظم اُردو کی قدردانی اور صلہ کی اُمیدین جن حضرات کے دامن توجہ سے وابستہ تھین اُن کی نظرین رنگین الفاظ۔ مبالغہ آمیز استعارات کو ڈھونڈھتی تھین نعت کی سادگی مین کچھ لطف نہین تھا اور سچ تو یہ ہے کہ نعتیہ کلام کی طرف میلان کی کوئی وجہ بھی نہین تھی

اُس مین وہ مضمون ہی نایاب تھے جن مین متقناطیسی کشش ہو ایک فلاسفر کا مقولہ ہے کہ کلام مین کشش ہونا چاہیے قدردان خود بخود پیدا ہو جاتے ہین۔

حضرت محسن رح کے نعت کے رُجحان کو فیض مبدا فیاض اور اُس خواب متبرک کا اثر کہنا چاہیے. جو اُنھون نے لڑکپن مین دیکھا تھا اور جسکی مسرت کا جوش ابتدا اُنکی شاعری کا ہوا ہے

ازل مین جب ہوئین تقسیم نعمتین محسن کلام نعتیہ رکھا مری زبان کیلئے

اُنکی ذہانت و نازک خیالی حُسن و عشق کے صحن کو محدود سمجھکر ان کو اس وادیِ مقدس مین لیگئی جسکی وسعت کی انتہا ہو نہ عجائب و لطائف کا شمار۔ اُنھون نے شاعرانہ شوخی کو گستاخانہ و خلاف ادب الفاظ سے بچا کر متانت سنجیدگی و نفاست کے ساتھ نعت گوئی مین صرف کیا اور مدح آنحضرت صلعم مین جو کچھ لکھا شوق و اشتیاق نے ادب کے ہاتھون سے لیا حُسن قبول و شہرت عام نے اپنے دلمین جگہ دی۔ ہندوستان مین شعرا کو ایسا قبولیت کا خلعت کم نصیب ہوا ہوگا کہ سخن فہم کلام کو بطور تحفے کے شہر بشہر لیے پھرتے تھے۔ اور طبع ہونے سے پیشتر اشاعت عام ہو جاتی تھی۔

اُمرا و رؤسا کی شان مین قصائد و قطعات تہنیت نہ لکھنے کے دو سبب سمجھ مین آتے ہین۔ اول یہ کہ خدا ے تعالی نے کلام نعتیہ کی برکت سے اُن کو صاحب ثروت و جاہ کیا تھا۔ وہ جو کچھ لکھتے تھے خلوص نیت و حُسن عقیدت سے کسی دُنیاوی دربار سے صلے کی خواہش تھی نہ قدردانی کی آرزو۔ دوسرے یہ کہ اُن کی طبیعت بیہودہ جھوٹی خوشامد سے متنفر تھی۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جنکا شیوا ہے یہ سچ ہی وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا
یہ خواہش ہی کرون مین عمر بھر تیری ہی مداحی نہ اُٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

اس کلیات مین راقم حروف نے جسکی چشم عقیدت کا بزرگون کی ہر بات سرمہ ہے بعض احباب کے اصرار سے مختصر حال جناب والد مرحوم کا اور فٹ نوٹ مین بعض اشعار مشکل کا حل کہین کہین احادیث و آیات قرآنی مع ترجمہ اضافہ کر دیے ہین۔ جو حضرات اس کلام سے حظ حاصل فرمائین جناب والد مرحوم کو فاتحہ خیر سے یاد فرمائین اور خاکسار و برادر عزیز مولوی محمد انوار الحسن سلمہ کے حق مین دُعا فرمائین کہ ارحم الراحمین حضرت محسن مرحوم کی تمام خوبیان ہم دونون بھائیون کو عطا فرمائے۔

محمد نور الحسن وکیل مین پوری

مختصر حال

خاندان

فخر اسلاف گرامی حضرت محسن کاکوردی سیّد علوی تھے انکا سلسلۂ نسب یہ ہی۔ مولوی محمد محسن ابن مولوی حسن بخش۔ ابن مولوی حسین بخش (شہید) بن حضرت شاہ میر محمد قلندر۔ بن شاہ محمد کاشف۔ بن حافظ خلیل الرحمٰن (شہید) بن سیّد عبد الرحمٰن۔ بن حافظ غلام محمد۔ بن سیّد سیف الدین۔ بن سیّد ضیاء اللہ بن مخدوم عبد الکریم۔ بن حافظ شہاب الدین۔ بن حضرت مخدوم نظام الدین قاری (عرف شیخ بھیکہ کاکوروی) بن قاری امیر سیف الدین۔ بن قاری حبیب اللہ نظام الدین (المعروف بہ امیر کلان) بن قاری امیر نصیر الدین دلیل اللہ بن قاری محمد صدیق (المعروف بہ ابو محمد خافی) بن قاری عبد اللہ۔ بن قاری عبد الصمد۔ بن قاری امیر شمس الدین۔ بن قاری عبد المجید (دربان آستانۂ رسول اللہ صلعم) بن حاجی سلطان حسین بن قاری امیر ابراہیم (نبیسہ وخلیفہ سیّد عبد الرزاق خلف وخلیفہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہما) بن قاری سلطان عبد اللطیف۔ بن قاری امیر عبد اللہ۔ بن مولانا شمس الدین صابری بن قاری مجید الدین (خافی) بن قاری امیر سلیمان۔ بن مولانا وجیہ الدین احمد۔ بن قاری محمد۔ بن قاری احمد۔ بن علی۔ بن محمد الحنفیہ۔ بن اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

اُنکے اجداد آستانہ رسول اللہ وارض مقدس حجاز سے جدا ہو کر قصبہ صحرام (توابع خواف) مین جو بغداد و ممالک خراسان کے وسط مین واقع ہی آباد تھے۔ قاری محمد صدیق (المعروف بہ ابو محمد خافی) اِس خاندان مین اوّل شخص ہین جنھون نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت دی۔

اور قاری امیر سیف الدین نے عہد سلطنت سکندر یا ابراہیم لودی مین قصبۂ کاکوری ضلع لکھنؤ مین بود و باش اختیار کی، انکی اولاد کا وطن مالوف اسوقت تک یہی قصبہ ہے۔

بزرگون کا مختصر حال

قاری امیر سیف الدین کے باکمال صاحبزادے حضرت مخدوم نظام الدین قاری جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ زہد و تقوے اُن کا اِس مرتبہ کا تھا کہ صاحب تذکرۃ الاصفیا نے اُنکو "امام اعظم ثانی" کے لقب سے یاد کیا ہے اُنکے فضائل و کمالات بالتفصیل مُلا عبدالرشید ملتانی نے کتاب زاد الآخرۃ مین اور حضرت شاہ تراب علی قلندر نے کشف المتواری فی احوال نظام الدین القاری مین تحریر فرماے ہین۔ اور مُلّا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ مین بزمرۂ علماء عہدِ اکبری اور مولوی وجیہ الدین اشرف نے بحر ذخار مین اُنکے علم و عمل فضل و کمال کے حالات حوالۂ قلم فرمائے ہین۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔

حضرت مخدوم نظام الدین قاری سے جناب محسن تک بارہ پشتین گزرین جنکو سلسلۃ الذہب سے تعبیر کرنا کچھ بیجا نہوگا کیونکہ ان مین سے دو بزرگون[1] نے مرتبہ شہادت پایا تین[2] کو نعمت حفظ کلام مجید، اور چھ[3] دولت لازوال الفقر فخری سے ممتاز زاہد و عابد تارک دنیا ہوے اور حلیہ علم و فضل صلاح و دانش زہد و تقوے سے تو سب ہی آراستہ تھے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

مولوی حسین بخش

مولوی حسین بخش جنکے سایۂ عاطفت مین محسن رح نے ابتداے تعلیم و

---

[1] یعنی حافظ خلیل الرحمٰن و مولوی حسین بخش۔

[2] حافظ شہاب الدین۔ حافظ غلام محمد۔ حافظ خلیل الرحمٰن۔

[3] حافظ شہاب الدین۔ مخدوم عبدالکریم مُلّا ضیاء اللہ۔ حافظ غلام محمد۔ شاہ محمد کاشف۔ شاہ میر محمد قلندر۔

تربیت پائی ۱۲۳۰ھ مین پیدا ہوے۔ اپنے والد حضرت شاہ میر محمد قلندرؒ کے مرید اور صاحب ارشاد و اجازت تھے۔ ابتداءً کسب معاش کے شوق مین سرکار انگریزی کی ملازمت کی لیکن جب ملازمت کی قیدین مطالعۂ کتب علوم و فنون و مشغلۂ تالیف و تصنیف مین خلل انداز معلوم ہوئین تو ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۶۲ء کو عہدۂ منصفی سے کنارہ کش ہوے۔ اور بقیہ زندگی اذکار و اشغال خاندانی و تالیف و تصنیف کے نذر کردی۔ اُنکی تالیفات سے نفحۃ الہند (بزبان عربی بطرز نفحۃ الیمن) آثار باقیہ (در علم الاعداد) ضروریات الادبا (در صنایع و بدایع علم ادب عربی) اختلاف البصریین والکوفیین (در علم نحو) اور دستور الکمالات (در صنایع و بدایع علم ادب فارسی) یادگار ہین۔ ۲۹ جمادی الاولے ۱۲۸۵ھ کو بمقام رسول آباد ضلع اٹاوہ ایک ظالم کے ہاتھ سے عین حالت نماز مین شہید ہوے اور بہ برکت اسم مبارک حضرت شہید کربلا حیات جاوید حاصل کی حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ نے۔

"سر دشمن بریدہ گفت تراب" ۱۲۸۵ھ سال رحلت "شہید اکبر گشت" تاریخ شہادت لکھی۔ والد مرحوم نے اُن کا مزار اٹاوہ مین بنوادیا ہے۔ اور اراضی متعلقۂ مزار مدرسہ اسلامیہ اٹاوہ کو اِس شرط سے وقف کردی ہے کہ کمرہ متصل مزار صرف درس کلام مجید کے کام مین لایا جائے۔

مولوی حسن بخش

حضرت محسن کے والد ماجد مولوی حسن بخش ۲۳ صفر ۱۲۱۶ھ کو پیدا ہوے انکے مفصل حالات ایک قطعۂ تاریخ مین نظم ہین۔ جو اُنکے لوح مزار پر بمقام صحن عیدگاہ مین پوری کندہ ہے اور جسکی نقل اس کلیات کے قطعات تاریخ مین شامل ہے۔ اُنکی ایک ضخیم کتاب تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جس مین حضرت آدمؑ سے آنحضرت سرور کائناتؐ تک مفصل حالات درج ہین۔ عرصہ ہوا شائع ہوکر

مقبول عام ہو چکی ہے۔ آپ کی عمرایں جو زبان زد خاص و عام ہیں آخر کتاب مین درج کیگئی ہین۔ وہ دو باکمال صاحبزادے مولوی محمد محسن و مولوی محمد احسن[1] کو خوش اقبال چھوڑ کر ۱۹ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ کو رحلت کر گئے۔

والد مرحوم کی تعلیم و تربیت

حضرت محسن ۱۲۴۲ھ مین بمقام کاکوری پیدا ہوے۔ سات سال کی عمر سے اپنے جد بزرگوار مولوی حسین بخش شہید کے سایہ عاطفت مین پرورشس پائی

---

[1] مولوی محمد احسن مرحوم چھوٹے بھائی تھے۔ دونون بھائیون مین جو محبت تھی اسکی نظیر اس زمانے مین نایاب ہے والد مرحوم نے شفاعت و نجات کے آخر مین انکا ذکر کیا ہے۔ اور اُن سے ملاقات کی خواہش دلی کو بڑی خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

مولوی محمد احسن ۱۲۴۹ھ مین پیدا ہوے منظور احمد تاریخی نام تھا۔ بڑے بھائی سے تعلیم و تربیت پائی۔ ابتدا مختلف سرکاری عہدون پر رہے۔ جب سب ججی سے پنشن لی ریاست بھوپال مین منجانب گورنمنٹ انگریزی نائب زیر دیوانی و فوجداری مقرر ہوے۔ ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۰۹ھ کو بمقام کاکوری بعارضہ بخار رحلت کی۔ مولوی شاہ عبد الصمد مرحوم مغفور مقیم قصبہ پھپھوند نے آیت قرآن شریف سے مادہ تاریخ نکالا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وہ کبھی کبھی شعر کہتے تھے کلام کا نمونہ یہ ہے

کھیلا الون نے ہنر لی کی　　خال ابرو نے مار ڈالا　　روئے وہ جو بات کی ہنسی کی　　جاتی رہی رسم دل لگی کی

اُسکے جو جی مین تھی وہی کی　　ہمنے وہ کیا جو اُسنے چاہا　　دلنے مرے ساتھ دشمنی کی　　تجھسے دشمن کو دوست سمجھا

کچھ ہمسے کہو تو اپنی جی کی　　احسن کیون چپ ہو کسکی ہے یاد　　صدری ملی ہمکو سوزنی کی　　سینہ ہوا تیر سے مشبک

ایضاً

ہم ہین تری محفل مین گنہگار کی صورت　　گلزار مین رہتے ہین مگر خار کی صورت

رونے پہ مرے کہتے ہین کیا اب ملین گے　　اقرار بھی کرتے ہین تو انکار کی صورت

ابرو کی کجی اور ہے گیسو کی کجی اور　　چھپتی ہے کہین کافر دیندار کی صورت

احسن یہ تمنا ہے دلی ہے کہ دم نزع　　مین آنکھ سے دیکھون شہ ابرار کی صورت

اُنکی تعلیم ابتدائی جس طرز سے ہوئی اُسکو دیکھکر پیران کہن سال کا تجربہ پیشین گوئی کر چکا تھا کہ یہ بچہ صاحب کمال ہوگا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ٹنیس فٹ بال کرکٹ کا نام بھی سننے مین نہین آتا تھا۔ عوام کے بچے گیڑی اور گولی کھیلتے اور شرفا کے لڑکے پتنگ بازی کی دوڑ دھوپ سے ریاضت کے فوائد حاصل کرتے تھے اِنکی پتنگ بازی عملی طریقے سے مذہبی خیالات مذہبی اصول کے دل پر نقش کا نجر بنانے کا ذریعہ تھی۔ تین چار بجے شب سے اُٹھکر نماز تہجد پڑھنا اور تلاوت کلام مجید کے بعد درود شریف پڑھکر ڈور پتنگ پر دم کرنا اس خیال سے کہ اوراد و وظایف کے اثر سے پتنگ نہین کٹے گا۔ مذہبی عقیدت کے رگ و پے مین سرایت کرنے کا ذریعہ تھا۔ عمر بڑھنے کے ساتھ پتنگ بازی کا شوق زائل ہوتا رہا اور شب بیداری و یاد خدا کی عادت محمود نے طبیعت ثانیہ بن کر زندگی بھر ساتھ دیا۔

شاعری کی ابتدا

نو سال کی عمر تھی۔ شب کو اپنے جدِ امجد کے پہلو مین سوتے تھے۔ خواب مین زیارت جمال مبارک حضرت محبوب خدا صلعم سے مشرف ہوئے۔ اِس خواب کا حال فارسی عبارت مین ایک مجموعہ قلمی کے صفحہ اول پر اُسی زمانے کا لکھا ہوا ہے جسکو مین بجنسہ نقل کرتا ہون۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

نوح کے طوفان کی ہے لہر اپنے ہر آنسو مین آج
طفل اشک آیا ہی دریا کو لیے چُلّو مین آج

سب نماز درد زہ حسن رکھدیا بالائے طاق
سر جھکایا مین نے محراب خم ابرو مین آج

ایضاً

سر کی خواہش ہے کہ ہو جائے ترا نقشِ قدم
پاؤن کہتے ہین کہ آنکھون سے چلین سر کی طرح

نیک و بد دونون ہین سرکار جنون مین مقبول
کانٹے اس باغ کے بکتے ہین گلِ تر کی طرح

"شبے کہ صبح آن روز جمعہ تاریخ نہم ذیقعدہ ۱۲۵۱ھ بود بعمر نہ سالہ وچند ماہ در کنار جد بزرگوار خود بمقام اٹاوہ در خواب دیدم کہ بصحرائے ہمراہ جد بزرگوار خود دست گرفتہ بطرفے می روم، حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم تشریف می آرند، بدست مبارک ایشان تسبیحے ست کہ دانہاے کلان وسیاہ دارد پس دست من وجد بزرگوار من گرفتہ بمکان پرتو، دیا صحنا بردند و رو بقبلہ نشانیدہ اول، جد بزرگوار را مرید کردند۔ بعد ازان مرا بہ مرید می گرفتند، متوجہ بسوی رستم[1] شدہ دست و پالیش شستہ مسلمان کردند، می خواہتند کہ او را نیز مرید نمایند فاما اتفاق نیفتاد بعد ازان بیدار شدم و خود را بکنار جد امجد خود یافتم و شکریۂ این بشارت ادا کردم۔"

اس خواب کو فارسی میں نظم کیا تھا فرماتے تھے کہ وہ سب سے پہلی نظم تھی جو اس متبرک خواب کی خوشی میں میں نے لکھی تھی۔

---

[1] رستم کو مولوی حسین بخش مرحوم نے پرورش کیا تھا۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

آرزو ہے یہی دل کی کہ دم مرگ احسن   جلوہ گر دے خدا بھی ہو پیمبر کی طرح

تاریخ مثنوی صبح تجلی

از معجزات نظم کسانیکہ منکر اند   احسن کلام حضرت محسن ندیدہ اند
صد بار خواندہ اند ہزار آفرین برد   روزی کہ آب و رنگ سخن آفریدہ اند
اُستاد و ہم برادر و ہم قبلۂ من ست   در بارگاہ فکر متش برگزیدہ اند
المختصر کہ سدرہ نشینان اوج فکر   بر شاخ رفعتش ثمر نارسیدہ اند
این نسخہ را بدیدۂ انصاف بنگرند   آنانکہ صاف و دُرد مضامین چشیدہ اند
صبح شد آشکار کہ رنگین طبیعتان   از بادہ ہاے وجد صبوحی کشیدہ اند

استاد

مولوی حسین بخش مرحوم کے جام شہادت نوش فرمانے کے بعد حضرت محسن اپنے والد ماجد مولوی حسن بخش کے ہمراہ مین پوری مین رہے۔ اور تحصیل علم مولوی عبد الرحیم اور اپنے والد سے کی۔

مولوی ہادیعلی اشک مرحوم اُنکے خالہ زاد ماموں ثقہ متقی پرہیزگار عالم باعمل تھے۔ کسب حلال کے شوق مین تصحیح کتب دینیات کا مشغلہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین اختیار کیا تھا۔ اُنکی تالیفات مین شرح منظوم چہل حدیث (مرتبۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) مقبول خاص و عام ہی حضرت اشک طبیعت رنگین اور سنجیدہ مذاق سخن رکھتے تھے تحقیقات لفظی و اصول شاعری پر عبور کامل تھا۔ والد مرحوم نے ابتدا سے کلام اُنکو دکھایا۔ ایک فارسی خط کے ساتھ قطعۂ ذیل بغرض اصلاح استاد کی خدمت مین بھیجا تھا چونکہ یہی قطعہ صرف نمونہ اُس کلام کا ہے جو اصلاح کے واسطے روانہ کیا تھا لہذا نقل کیا جاتا ہے۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔

جوش بہار حسن معانیست در نظر — بیتاب اضطراب دلِ آرمیدہ اند
از خویش رفتگان بہار گلِ سخن — در راہ شوق آمد مضمون و دیدہ اند
زآب صفای بندش و ترکیب دلکشا — بر صفحۂ نگاہ خود آئینہ چیدہ اند
از ہوش طالبان بہار آشنا نمیند — دیوانگانِ صبح گریبان دریدہ اند
تاریخ سال او ز لسان سروش غیب — صبح بہار آمد مضمون رشنیدہ اند

۱۲۸۹

تاریخ چراغ کعبہ

محسن کہ بہار لفظ و معنی — در گلشن طبع او ست گلچین
با اوج دماغش از ثریا — بگزشت گداز شمع بالین
آئینۂ فکر تش صفا خیز — نیرنگ خیال حیرت آئین

قطعہ

دوش کج بحثے بمن این ماجرے اگر ہست گفت | کاین ہمہ سودائے خام شعر گفتن ابلہی ست
خوردن خون جگر مضمون رنگین بستن ست | ناشناسائے لخت دل مقصود لفظ شاعری ست
مصرع تر در ردانیہائے تیغ آبدار | بیت کامل ہم نیام ذوالفقار حیدری ست
کن قبول از نکتہ اگویم ز راہ دوستی | مرد این ہنگامہ نتوان شد کہ با خود دشمنی ست
گفتمش من ہم ز شور بحر مواج سخن | چون لب ساحل خموشم طبع از بس بتدی ست
لیکہ نتوان نا امید رحمت یزدان شدن | کآیۂ لاتقنطوا۔ برہان لطف ایزدی ست
گو نباشد جادہ جز بردم این ذوالفقار | رہ بمنزل میتوان بردن اگر ہادی علی ست

حضرت اشک کی وفات کے بعد کسی سے اصلاح نہین لی۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گذشتہ۔

این مثنوی عجیب بنوشت | در شان عروج سرور دین
بر ہر خسم خامۂ نیاز مش | صد بار ادب نمود تحسین
رنگ شب اگر ز کلک او ریخت | ہر نقطہ گرفت شکل پروین
در وصف بہار اگر سخن گفت | از شاخ قلم نشاند نسرین
از مدحت انبیا عیان کرد | صد معجزہ در نگاہ حق بین
برداشت پئے دعا اگر دست | شد ورد لب فرشتہ آمین
ترکیب لطیف وطرز نازک | معنی نمکین ولفظ شیرین
اولے ہر بعد او زہر قبل | اعلے دو منش از نخستین
از لفظ فسردہ گفت برخیز | از معنی تازہ گفت بنشین
تا عرش برین عروج الفاظ | تا سدرہ بلندی مضامین
احسن بنویس بہر تاریخ | معراج خیالہائے رنگین

ملازمت وکالت مین پوری مین چند روز عہدۂ نظارت پر کام کیا۔ خدا داد قابلیت سے
حکام ضلع رضامند رہے۔ بعض حکام و اکثر احباب کی تحریک سے وکالت ہائیکورٹ
کا امتحان دیکر کامیابی حاصل کی۔ اُس زمانے مین صدر دیوانی عدالت آگرہ مین
تھی بعد کامیابی کے آگرہ مین قیام فرمایا۔

منصفی آگرہ مین قانونی لیاقت کا ایسا سکہ بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ صدر دیوانی کے
حکام نے بغیر خواہش و استمزاج کے متھرا کا منصف مقرر کر دیا۔ اُنکی باریک بینی
و نازک خیالی اہم قانونی مسائل پر عبور کر چکی تھی۔ وکالت کی دن دونی رات چوگنی
ترقی رؤسا و حکام کی قدردانی نے حوصلے و ہمت کو ایسے بلند مرتبے پر پہونچا دیا
تھا کہ ججی و سب ججی کے عہدے بھی آزادی مین خلل انداز نظر پڑتے تھے۔ اُسپر
طرہ یہ تھا کہ حضرت مظفر علی شاہ و حکیم نورالدین مرحوم کے یہان کی رنگین با کیفیت
صحبتین جو اُنکے مذاق طبیعت کے مناسب تھین سوائے آگرے کے دوسری
جگہ محال تھین۔ لھذا اُنھون نے بشکر گزاری تمام عہدۂ منصفی کے قبول کرنے سے
انکار کر دیا۔

بقیہ نٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

آن تازہ نہالے طرز کہن اُستاد و برادر محسن من
تا چرخ ترقی رفعت او تا مہر تجلی فطرت او
در جستن معنی ہاے بعید آغاز طلب انجام طلب
بنوشت رسالۂ ہوش ربا در ذکر معارج خیر دورا
مضمون حدیث متواتر بنمود بصدق بیان ظاہر
ہر بیت خلاصہ بیت ارم ہر نکتہ شگوفہ شاخ قلم
تاریخ بطرز جدید احسن خوش گفت فرشتۂ فکرت من

ایضاً

او صافش خارج حد سخن الطاف بدون انداز خیال
تا سدرہ بلندی فکرت او تا عرش برین تگ و تاز خیال
در بستن مضمونہاے جدید انجام خیالی آغاز خیال
ہر لفظ کرامت فہم رسا ہر معنی نو اعجاز خیال
ہر خار و خس چمن خاطر برداشت صفا پرداز خیال
ہر حرف سعادت بخت رقم ہر مضمون پایۂ ناز خیال
معراج پیمبر پاک سخن معراج فلک پرواز خیال
۱۳۰۱ھ ۱۳۰۱ھ

۱۸۵۷ء

حوادث نگاہ عالم مین ایک حالت سے زندگی بسر کرنا خوشگوار ہو یا نہ ہو محال اور ناممکن ضرور ہے۔ جب ۱۸۵۷ء کی بھڑکتی ہوئی آگ کا اثر آگرہ تک پہونچا تو اُس نے اُن کے خرمن اطمینان کو سوخت کر دیا کبھی تو ذہن مین آتا تھا کہ کچھ ہو تن بتقدیر آگرے مین بسر کرنا چاہیئے اور کبھی یہ خیال گزرتا تھا کہ جسطرح ممکن ہو مع اہل و عیال کے کاکوری پہونچنا چاہیئے۔ احباب سے مشورہ کیا تو سب نے بالاتفاق وطن جانے کی صلاح دی سفر کا انتظام شروع ہو گیا تھا اور ارادہ روانگی مین تصمیم ہو چلی تھی مگر تاریخ روانگی مین عرصہ تھا کہ ایک روز شام کو محلے کے غارت ہونے کی خبر عام ہوئی اور تین بجے شب کو آگرے کو الوداع کہتے ہوے کاکوری کی جانب روانہ ہوے منزل بمنزل اُن مقامات کو بچاتے ہوے جہان بغاوت پھیلی ہوی تھی۔ اکیس بائیس روز مین کاکوری پہونچے۔ چند روز بعد فرد ہونے شورش غدر کے مین پوری تشریف لائے اور یہان مستقل قیام کر کے وکالت کے آزاد پیشہ کو رونق دی۔

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

خمسہ بر غزل حضرت محسنؒ

کسی منکر کی نہ انکار و ابا چلتی ہے
کسی طالب کی نہ تسلیم و رضا چلتی ہے
نئی چالین مرے قاتل کی ادا چلتی ہے
دشمن و دوست پہ شمشیر جفا چلتی ہے
آج کچھ اور ہی مقتل مین ہوا چلتی ہے

چال سیدھی جو زمانے کی ادا چلتی ہے
کجروی پھر فلک پیر کی کیا چلتی ہے
دیکھیے اب رہ اُلفت مین وفا چلتی ہے
گل و بلبل کو لیے ساتھ صبا چلتی ہے
کچھ عجب رنگ کی گلشن مین ہوا چلتی ہے

تھے جو عشاق ترے عقل و خرد کو کھوئے
باہمی رشک سے جبتک جیے جی بھر نہ لے

وکالت کی حالت

اُنکی خوش بیانی خوبی تحریر نازکخیالی عالیدماغی کی شہرت تھی۔ حکام اُنکی تقریر کے ہر ہر لفظ کو بغور سنتے تھے۔ آواز کی خستگی سے تقریر مین ملائمت کا لطف دوبالا ہوگیا تھا۔ جس قانونی مسئلے پر بحث کرتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جس پہلو کو وہ اختیار کرتے ہین اسی کا لحاظ کر کے ممبران لیجسلیٹو کونسل نے الفاظ قانونی لکھے ہین۔ جس بات نے اُنکی شہرت کو معراج کمال تک پہونچایا وہ اُنکی دیانت داری راستبازی صفائی معاملت تھی کہ فریق مخالف بھی طرز عمل پر کبھی حرف زن نہین ہوسکا۔ صوبے کے حکام خاص عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ضلع کے یورپین حکام بھی دوستانہ طریقے سے ملاقات کے لیے آتے تھے۔

ترک مشاغل دُنیاوی

برادر عزیز مولوی انوار الحسن سلمہ اللہ و راقم حروف کی کامیابی امتحان ایل ایل بی کے بعد مقدمات کی پیروی اور کچہری کی آمد و رفت کا سلسلہ موقوف کردیا تھا۔ کبھی کبھی احباب رؤسا کے اصرار سے مجبور ہو کر اُنکے معاملات مین مشورہ دیتے تھے۔ لیکن انتقال سے تین سال پیشتر شغلہ وکالت و کاروبار زمینداری سے

بقیہ فٹ نوٹ صفحۂ گزشتہ

چین سے بعد فنا بھی نہ لحد مین سوئے ‎ ‎ نوک مژگان کے تصور نے یہ کانٹے بوئے

کہ چُھری آج سیانِ شہدا چلتی ہے

کیا بُری گزری مری عمر گرامی اوقات ‎ ‎ کٹ گئی باتون ہی باتون مین جوانی کی رات

یہی دو چار نفس اور ہین باقی ہیہات ‎ ‎ جھلملاتی نظر آتی ہے مجھے شمع حیات

صبح پیری ہے عیان بادِ فنا چلتی ہے

کون کہتا ہے کہ تھوڑی بہت اب طاقت ہے ‎ ‎ غش پہ غش آتے ہین واللہ یہ کیفیت ہے

کیسی امید فقط یاس ہے اور حسرت ہے ‎ ‎ اے مسیحا ترے بیمار کی یہ حالت ہے

قطعاً بے تعلقی اختیار کر لی تھی۔حضرت محی الدین ابن عربی کی فصوص الحکم اکثر مطالعے مین رہتی تھی اور حصن حصین کا روزانہ ختم پڑھتے تھے۔

مولوی حسین بخش مرحوم نے اپنے دادا سے بیعت کی تھی۔چونکہ اُنکی شہادت بیعت ایسے وقت مین ہوئی جو اُنکا سن رشد بھی نہین تھا لہذا حضرت شاہ کرامت علی قلندر سے تجدید بیعت کی پیر و مرشد کی حیات مین جو کچھ خدمت خلوص عقیدت سے کی ہو اُسکا حال معلوم نہین ہے مگر وفات کے بعد اُنکا خوشنما مزار کا کوری مین بنوا دیا اور عرس کے لیے ایک رقم معقول ہر سال نذر کرتے تھے۔

حضرات مندرجۂ ذیل اکثر بغرض اصلاح کلام بھیجتے تھے۔مولوی محمد احسن احسن مرحوم۔منشی عبد المجید سحر مرحوم۔مولوی نعیم الدین نعیم مرحوم۔منشی عبد الوحید تیر نگ سلمہ اللہ۔مولوی احسن اللہ خان ثاقب سلمہ اللہ۔مولوی رضی علی اخگر سلمہ اللہ

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

نہ دوا چلتی ہے اُسپر نہ دعا چلتی ہے

کوئی لایا تو نہین کھینچ کے احسن بالجبر | دو گھڑی اور بھی تنہائی پہ کرنا تھا صبر
آنے دیتے انھین جنکے لیے آتا ہے ابر | حشر مین آئے عبث چھوڑ کے تہ خانۂ قبر

کیا خبر تھی کہ ابھی گرم ہوا چلتی ہے

گرچہ تنہائی سے ہے وحشت خاطر لیکن | ایسی آفت مین نکلنا بھی تو ہے نا ممکن
دھوپ اُتر جائے خدا کیلیئے ڈھلجائے دن | کیون نکلنے ہو ابھی کنج لحد سے محسن

حشر کا دن ہے بہت گرم ہوا چلتی ہے

نوٹ مولوی محمد احسن مرحوم کا۔قاعدہ بُرہان جسمین خاص عمل سے لفظ احد احمدؐ سے اور احمدؐ احد سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ ہر لفظ سے احد و احمدؐ نکلتا ہے بہت مشہور ہے مین اُسکو نقل کرتا ہون۔

اسے خلوتیان پردۂ راز | گوشے کہ چہ میدہد صدا ساز

وفات

۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو بہاول کبدی ہو گیا تھا اشتہا بالکل ساقط تھی۔ علاج و معالجہ سے افاقہ نہیں ہوتا تھا طبیعت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی۔ ۲۲۔ اپریل ۱۹۰۵ء روز یکشنبہ کو بعد نماز ظہر ارشاد فرمایا کہ "اب ہمارا آخری وقت ہے تجہیز و تکفین کی تیاری کرو کل کوچ ہے" بعد نماز مغرب جب راقم حروف و برادر عزیز مولوی انوار الحسین سلمہ اللہ بہمراہی دیگر خدام کے ہاتھ پاؤں سہلاتے تھے۔ خاکسار کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں بطون کو درجہ شہادت نصیب ہونے کا حکم ہے اسکا حال مفصل کسی کتاب سے نکالکر پڑھو۔ خاکسار نے درمختار سے باب الشہید نکالکر سنایا سنکر سکوت فرمایا شب کو مرض میں اشتداد ہوا دوشنبہ ۱۰؍ صفر ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو علی الصباح ارشاد فرمایا کہ "اب ہمارا کوچ ہے" یہ کہکر یاد حق میں مشغول ہوئے پاس انفاس جاری تھا حالت تلقین میں ہر بار بطریق استشہاد والا ہو پر انگشت شہادت اٹھاتے تھے۔ اسی حالت میں دس بجے دن کو

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ

اعراض و جواہر آنچہ بود ست ۔۔۔ آئینۂ وحدت وجود ست

رنگین چمن جہان دانیم ۔۔۔ رنگے بود از بہار تنزیہ

ہر قطرہ لباس بحر پوشش ۔۔۔ ہر ذرہ بہار مہر در جوشش

در عالم وحدت آشنائی ۔۔۔ تاج سر بندگی خدائی

آرستہ زدن حقیقت آگاہ ۔۔۔ خوش گفت ہر آنکہ گفت واللہ

خاصان خدا خدا نباشند ۔۔۔ لیکن ز خدا جدا نباشند

آہنگ سرائی از سرو دشم ۔۔۔ در گوش رسید و برد ہوشم

پیدا شو د از نواے این نے ۔۔۔ احمد مشکل احد زہر شے

پیش نظرت ظہور گیرد ۔۔۔ احمد ز احد احد ز احمد

اِس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قطعات تاریخ بکثرت لکھے گئے ہین۔ جناب مولوی حکیم الدین صاحب نائب وزیر ریاست بھوپال نے عربی عبارت مین بمثیل مادہ تاریخ لکھا "ادخلہ مالک الملک فی الفردوس" اور منشی زین العابدین فرجاد سلمہ اللہ نے آیت قرآن شریف سے مادہ تاریخ نکالا ہے۔ اِنہ سفی الآخرۃ لمن الصالحین۔ مزار بمقام مین پوری متصل مزار مولوی حسین بخش مرحوم کے ہے۔

خاص حالات وطبعی عادات

حلیہ

والد مرحوم میانہ قد گندمی رنگ چہرے پر چند داغ چیچک کے تھے اور وہ بھی ایسے کہ بہت غور سے چہرے پر نظر ڈالی جائے تو دکھائی دین۔ چہرہ گول پیشتر خشخشی ڈاڑہی رکھتے تھے اور خضاب کرتے تھے۔ چند سال سے ڈاڑھی بڑھالی تھی خضاب ترک کردیا تھا۔ ہر معاملے مین متانت وسنجیدگی سے کام لیتے تھے

لہ منشی احمد علی شبون مرحوم نے خستگی آواز کا شفاعت و نجات کی تاریخ مین اِسطرح ذکر کیا ہے

نہین آواز خستہ بلکہ ہر اک لفظ کہتا ہے — کہ گر نکلون ترے لب سے تو پھر جاؤن کہان محسن

اگر توصیف ختم الانبیا نے یہ شرف بخشا — کہ تھی لکنت سے پیاری جیسے موسیٰ کی زبان محسن

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گزشتہ

پس ہر لفظے کہ خواہی ایجان — اعدادش کن چہار چندان

یک کم کن وضرب دہ بچارش — کن طرح بہ ہشت وبر شمارش

بنیاد عمل بود ازینجا — یعنی پس طرح مابقی را

درسہ بزن وزیادہ کن یک — حاصل شود ت احد بلا شک

وز بہر حصول احمد آن را — زن در احد واحد بیفزا

بر فکر تو احسن آفرین باد — احسنت زمعنی آفرین باد

آواز مین نرمی و ملائمت خلقی تھی پینتیس[۳۵] سال سے معدے کے علاج مین کسی دوالے تیز نے حنجرہ کو خشک کر دیا تھا آواز پڑ گئی تھی۔ ایک مرتبہ گاڑی پر سوار تھے گھوڑے نے شرارت کی گاڑی سے کود پڑے۔ دست راست کی ہڈی اُکھڑ گئی تھی معالجہ سے ہڈی اپنی جگہ پر آگئی تھی۔ بے تکلف ہاتھ سے کام لیتے تھے۔ مگر ہاتھ کے بلند کرنے مین کسیقدر تکلیف محسوس ہوتی تھی۔

اطاعت والدین — اطاعت والدین مین وہ خود اپنی نظیر تھے اور لا تقل لہما اُف انکا طرز عمل تھا۔ تمام عمر مولوی حسن بخش مرحوم کی کسی راے سے بھی اختلاف نہین کیا چنانچہ تفریح الاذکیا مین مولوی حسن بخش مرحوم نے بضمن تشریح باقیات الصالحین کے اپنے دونون صاحبزادون مولوی محمد محسن و مولوی محمد احسن کی صلاحیت و اطاعت و سعادتمندی کا ذکر فرمایا ہے۔

مزاج — ہر شخص سے بخندہ پیشانی ملتے تھے اور اُسی کا یہ نتیجہ تھا کہ تمام شہر اُنکو مربی و سرپرست و دلی خیرخواہ سمجھتا تھا۔ بلا قید مذہب و ملت ہر شخص کے درد و دُکھ کے شریک ہوتے تھے۔ اور دامے درمے سخنے قدمے اعانت و ہمدردی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ انکسار اُنکا جوہر طبعی تھا۔ عیب پوشی کا یہ حال تھا کہ ملازمون کارندون سے بھی اگر کوئی حرکت صریحی خلاف دیانت داری ظاہر ہوتی تو اُس سے چشم پوشی فرماتے تھے۔

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات ۔ بخواست جام مے و گفت عیب پوشیدن

وضعداری — پُرانی وضعداری اور ایشیائی مروت کا وہ بے مثل نمونہ تھے۔ جسمین حکمت عملی ضرورت وقت اور پالسی کا گزر نہ تھا جس شخص سے جو برتاؤ ہو جاتا تھا اسمین فرق

بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ

از بہر حصول احمد آن را	زان را احد احمد بیفزا
بر فکر تو احسن آفرین باد	احسنت ز معنی آفرین باد

نہین آنے دیتے تھے۔ اکثر فرماتے تھے کہ "شکستن دلِ دوستان جہل ست و کفارۂ آن نہ سہل" ایک فارسی خط مین جناب مولوی امجد علی صاحب مدظلہ العالی کو لکھتے ہین۔
"بیقین تصور فرمایند کہ رشتۂ محبت گرہے نمی خورد و سلسلۂ نیاز ننگ کوتہی برنمی دارد آنچہ بودم ہستم و ہرچہ ہستم خواہم بود نشۂ محبتے کہ داشتم و وبالاست وہمان نیازے کہ بود و دوش تا زندگی تسلسل پیماید"

لباس

سفید و صاف کپڑا پسند تھا قیمتی لباس پہنکر کبھی خوش نہین ہوتے تھے اور سچ یہ ہے کہ اس کپڑے کے پہننے مین تکلیف ہی جسکی حفاظت کی فکر کرنا پڑے فرماتے تھے۔ کہ مولوی حسین بخش مرحوم نے لڑکپن مین قیمتی کپڑے کی وقعت میرے دل سے مٹادی اپنے خدمتگارون کو بیش بہا لباس پہناتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ بیش بہا اور رنگین کپڑا شرفا نہین پہنتے ہین۔ **لطیفہ** ایک روز تحصیلدار صاحب اٹاوہ مکلف بیش بہا رنگین لباس پہنے ہوے مولانا حسین بخش کی ملاقات کو آئے مولوی صاحب نے انکو سرقد تعظیم دیکر اپنے برابر بٹھا لیا۔ والد مرحوم اُسوقت گود مین بیٹھے تھے کان مین کہنے لگے کہ "تحصیلدار صاحب شریف نہین ہین آپ ان کو برابر کیون بٹھاتے ہین"

سخاوت

اُنکی سخاوت ضرب المثل تھی۔ احباب و اعزہ بلکہ غائبانہ دوستون کی اعانت قرض لیکر کرتے تھے اور اسکو خفیہ رکھتے تھے۔

ارواح انبیا و بزرگوں کی توجہ

جس زمانے مین مولوی حسن بخش مرحوم تفریح الاذکیا کی تالیف مین مصروف تھے ایک شب انکو زیارت جمال مبارک حضرت یوسف علیہ السلام خواب مین نصیب ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام نے شیرینی دیکر ارشاد فرمایا کہ "محمد محسن کو ہماری طرف سے دیدینا" فقرا و کامل بھی متوجہ رہتے تھے غدر کے زمانے مین جب وہ آگرے سے کالوری جاتے تھے مُنہ مین چھالے پڑگئے جنکے سبب سے غذا بالکل ترک ہوگئی سفر مین اور سفر بھی کیسا غدر کے زمانے کا حکیم نورالدین کہان جو دوا تجویز کرین اطمینان کسکو نصیب کہ

کہ دو ابنانے کی زحمت گوارا کرے مرض قدیم تھا تیسرے چوتھے مہینے دورے ہوا کرتے تھے اور حکیم نورالدین مرحوم کے معالجے سے صحت ہوتی تھی جو دوائین تیار رکھی تھین اضطراب کی حالت مین کس کو یاد رہ سکتی تھین کہ ہمراہ رکھ لیتا۔ بے آب و دانہ سفر کی صعوبت برداشت کرتے ہوے منزلین طے کر رہے تھے۔ تین روز اسی حالت مین گزر گئے ایک مسجد مین جو لب سڑک واقع تھی بیٹھے ہوے تھے ایک صاحب دل درویش نے آ کر اِن سے بات چیت کرنا چاہی یہ بول نہ سکے اشارے سے جواب دیا تو درویش نے پوچھا کیا تم گونگے ہو۔ اِنھون نے اپنا مُنہ دکھایا اور اشارون سے چھالون کی تکلیف ظاہر کی۔ درویش چلے گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد چند پتیان لا کر دین اور کہا کہ اِنکو چبا کر رال نکال ڈالو۔ ان پتیون کے استعمال سے فوراً تسکین ہوگئی۔ چھالونکی تکلیف دفع ہوئی شب بھر مین مرض بالکل جاتا رہا اور پھر تمام عمر اُس کی شکایت نہین ہوئی۔

رسائی ذہن

مولوی حسین بخش مرحوم جس زمانے مین دستورالکملات کا رسالہ علم معما مرتب کرتے تھے اوقات فرصت مین والد مرحوم کو علم معما کے اصول وضوابط سمجھاتے تھے۔ ایک روز ذہانت کی آزمائش کی غرض سے ایک مشکل معما حل کرنے کے واسطے دیا معما یہ تھا۔

معما باسم مرشد

کرم کن کہ ہر کس کہ وارد کرم ۔۔۔ کرم دار دش درجہان محترم

اُس زمانے مین جناب والد مرحوم کی عمر نو دس سال کی تھی باوجود کمسنی کے ان کی نازک خیالی نے اِس پیچیدہ معمے کو حل کر دیا۔ حل یہ تھا کہ دوسرے مصرع مین کرم دار دش کو عربی مین پڑھین کرمہ دار دش یعنی مثل رم کے دش بھی مقلوب ہوا)

بدیہہ گوئی

حضرت امیر مینائی مرحوم کو جب سراپاے رسول اکرم کی نقل بھیجی تو قطعۂ ذیل اسیوقت لکھا تھا۔

گر دمش تحفہ پئے خدمت خدّام امیر | کہ براوجِ سخنش ہمتِ سحبان نرسد
سخن آخر بر داز بہر سخندان محسن | حیف برجانِ سخن گر بسخندان نرسد

طبع اول مدح خیر المرسلین مین شعر ذیل تھا۔

صلاحیت طبع

ہاتھ اُٹھائے ہی مناجات کو ہر شاہ وگدا | سر جھکائے ہوے سجدے مین سلیمان ونمل

اس شعر پر یہ اعتراض ہوا کہ نمل بمعنی چیونٹی کے بسکون میم ہے نہ بفتح میم اگرچہ اس اعتراض کا جواب بعض ذی علم شعرانے بڑی قابلیت سے لکھا اور شعرا کے واسطے ایسے اختیارات جائز ہونا ثابت کیے اور سند مین حضرت امیر خسرو دہلوی کے اِس مصرع کو پیش کیا جسمین کئی زبانون کے ہم معنی الفاظ جمع ہین۔

مور میان چونٹی نمل

فارسی ترکی اُردو عربی

لیکن والد مرحوم نے عجز شاعرانہ کو گوارا نہ فرماکر وہ شعر ہی قصیدے سے خارج کر دیا۔

مولوی افضل علی مرحوم (کاکوروی) نے فارسی خطوط جو والد مرحوم نے اپنے احباب کو لکھے تھے جمع کیے ہین۔ خطوط راقم حروف کے پاس موجود ہین لیکن امتداد زمانہ کے سبب سے اُنکی حالت اِس قابل نہین ہے کہ مین اُن مین سے دو چار خط بھی ناظرین کی خدمت مین پیش کر سکون ایک خط جو راقم حروف کے نام کاکوری روانہ کیا تھا اور دوسرا خط جو شفیق مکرم مولوی احسن اللہ خان ثاقب کے نام بھیجا تھا اور جس کے ساتھ ثاقب سلمہ اللہ کے اصرار سے نقل خط موسومہ مولوی محمد امجد علی بلگرامی مدظلہ العالی روانہ کی تھی اور تقریظ مخمس نعتیہ انداز تحریر نثر فارسی دکھانے کی غرض سے نقل کرتا ہون۔

خط[۱]

بادا نور دانوار و اکرام بخیر — بہرہ عمر خضر و انجام بخیر

خرمن آرزوئے دل دریا دشما بر قہادر کمین دارد رحمت باری اطفای نائرہ اشتعالش باد۔ ابر دریا بارا شکے چند بر زمین ریختہ اجزاء حارہ ارضی را باہتزاز درآورد۔ موسم گرما گرم تر گردیدہ ہوائے جہنم اثر وزیدن آغاز کرد۔ ابرے کہ بر آسمان بنظر می آید چشم پر آب بیش نیست۔ ظاہرا آرزوئے دیرینہ ام مہلتے دیگر میخواہد۔

خط

برخوردار سعادت پناہ رشادت دستگاہ مولوی احسن اللہ خان ثاقب سلمہ اللہ عمریست کہ از انفعال غفلت تحریر چون تحریر تازہ سراپا عرق بودم واز دیر فرستادن مکتوب مطلوب تبیچ وتاب نداستے برخود میفزودم بسبب آنکہ شدت امراض و نومیدی صحت در غفلتم نشانیدہ بود للہ الحمد تقاضا بر تقاضا آن یکرنگ صفاکدہ اتحاد از طوفان عمر قم بکنار رسانیدہ واز پیچ وتاب گرداب نداستم دارہانید نقل یک صحیفہ موسومۂ مولوی امجد علی صاحب تلیخ کہ در زمانۂ قدیم ڈپٹی کلکٹر اٹیہ وین پوری بودہ اند میفرستم رشحیشۂ خاطر بکیفیات سعادت و اقبال متضمن نفحات محبت صادق در بر زدۂ دل متمکن باد۔ ۱۲ فروری ۱۹۰۵ء

---

[۱] یہ عبارت پوسٹ کارڈ پر لکھی تھی۔

[۲] شیخ اکرام علی مرحوم والد مرحوم کے ماموں زاد بھائی تھے خاکسار و برادر عزیز مولوی محمد انوار الحسن کے ساتھ کتب درسی عربی و فارسی مین ہم سبق تھے انکی تعلیم و تربیت بھی مثل ہم دونوں بھائیوں کے والد مرحوم نے اپنے ذمے لی تھی۔

نامہ

اے آنکہ بہار بیخزان سخنت	صبح امید فرقدوان سخنت
گل کردۂ رنگ غنچۂ طبع رنگین	نخل بلند گلستان سخنت

سحر نگار بہای خامۂ معنی ایجاد در بستن طلسم الفاظ موزون سرمایۂ اعجاز ست و
اعجاز پردازی طبیعت خداداد در کشادن ابواب دقت مضمون حیرت طراز۔ ہرچہ
از خامہ ات نقشے گیرد نقش قبول بکرسی نشاند۔ و آنچہ از طبیعت گل کند پایۂ عروج
بعرش رساند۔ در بزم زباندانی انوری لقبان معذور شمع خموشی افروختن۔ و در
بہارستان رنگینی فردوسی طبیعتان مجبور بداغ افسردگی سوختن۔ فلک پردازی
اندیشہ در تسخیر نکات انجم آیات از رشتۂ کہکشان کمند فروش۔ و نازک بلندی
خیال در صیادی بلبلان معانی از رگ گل دام بردوش۔ معما بتکافی دقت سخن
گرہ از موے کشادن۔ و بہمرسانی مضمون نایاب گرہ برموے میان دادن۔ جوش
طبیعت از آب گوہر طوفانے بپا کردن۔ و بلندی فکریت از پیراہن ذرہ آفتاب
برآوردن۔ مظہر این کیفیات عنبرین نامۂ مشکین سواد ست کہ ہر لفظش از کمال
موزونی مصرع سرو لیست در بوستان سخن۔ و ہر مضمون از وقت آرائی قفل معما
نکشودہ غنچہ دہن۔ چمن پیراے خامہ از تخم ہر نقطہ بہار ارم رویانیدہ۔ و آبیاری
طبیعت ریشۂ ہر خط بطوبے رسانیدہ۔ شبستان الفاظ از روشنی معانی در پنبہ زار
دعوی زباندانان شعلہ افگن۔ و گلستان معنی از شوخی الفاظ در پیراہن شگفتہ طبعان
خارشکن۔ جوہر تقریر از نکتہ طرازی اندیشہ نمک بر دیدۂ انجم۔ و رنگینی تحریر از بہار پیراے
خیال مانند سحر لبریز تبسم۔ گفتگوے شبنم از دقت پسندی اندیشہ سلک گوہر و
بیان گوہر از گرہ کشای خیال شبنم اثر۔ امواج سطور از گوہر الفاظ انجمن آراے

انجم و کہکشان۔ و رونق الفاظ در سلسلہ سطور ہجوم ذرہ در شعاع خورشید درخشان

لراقمہ

ہر معنی رنگ انتخابے دارد — ہر لفظ تو مضمون کتابے دارد

ہم پلۂ آسمان زمین سخن ست — ہر ذرہ نقطۂ آفتابے دارد

ازانجا کہ در انجام رسانی این گفتگو بحکم بے پایانی عرصۂ آرزو نامہ مانند دائرہ معذور بر خود گردیدن ست۔ و در گرد آوری این ستایش بمقتضائے ہجوم مضامین شوق طبیعت مانند نقطۂ مجبور در قفس دائرہ طپیدن رجوع بمرکز مدعا باید کرد۔ باعث تامل در تحریر جواب عنایت نامہ آن بود کہ از اقامت ملازمان بدلیل یقین راسے نمی کشود گاہے شانہ کشی طرۂ شام غربت در سواد شہر اٹاوہ دریافتہ مشاطگی زلف پریشانی داشتم گاہے غازہ پیرائے رخسار صبح وطن در خیابان گلزار پور شنیدہ گلدستہ ہائے جمعیت غنیمت می پنداشتم۔ نہ امر اول گمان اعتبارے داشت و رنہ خبر ثانی مضمون اشتہاری۔

لراقمہ

عمرے بسودائے حیرتے بود بمن — کان یار عزیز ست کجا جلوہ فگن

لیکن اکنون سروش غیبی فرمود — کامجد علی بلیغ رفتہ بوطن [۱۴۰]

پس بعد تحقیق مضمون ثانی از بیان ملہم غیب سلسلۂ گمانہا بیقین انجامید و تحریر این دو سہ حرف پریشان سرمایہ نیاز گردید۔ اکنون ترصد آن دارم کہ مانند آفتاب آئین مہر و الطاف در دوری و نزدیکی یکسان دارند و روشن داشتن شبستان تحریر صبح بہار ذرہ پروری شمارند۔

تقریظ مخمس نعتیہ حضرت امیر مینائی مرحوم

سلہ گلزار پور قدیم نام کاکوری کا ہے۔

رُباعی

جز احمدؐ بے میم نہ غیبے نہ شہودے ‏ جز احمدؐ با میم نہ بودے نہ نمودے
از قطرہ چکیدن خوش واز دانہ دمیدن ‏ سر باد وسجودی و دہن باد درودے

امابعد صدف گوش از گہر لبریز۔ و دامان نگہ از چمن مالامال۔ کہ سواد گیسوے عبارت را در پردۂ ابر سیہ مست جوشیدن ست۔ وصفاے عارض معنی را آئینۂ صبح بہار گردیدن۔ لآلی الفاظ آبدار را طلسم محیط در گرہ بستن ست۔ و ازہار مضامین پر بہار را رونق بازار ارم شکستن۔ شاہد بندش نازک را مالاے مروارید صفا در گلو۔ و حسن ترکیب شگفتہ را زیور گل رنگ۔ و بو۔ نقاش صورت این آئینہ زار تجلیات اعجاز نماے ید بیضاے منشی امیر احمد ابن مولوی کرم محمد مینائی ست کہ چرخ مینا کار در حملۂ فکر بلندش شیشۂ خرد بر طاق نسیان می گذارد۔ و فلک نیلگون در چمنستان طبیعت عالیش حکم سبزۂ بیگانہ دارد۔ خیالش را در شیشۂ خانہ نازک ادائی نیرنگ بال پریست۔ و خامہ اش را در بزم افسون طرازی خرام جادوگری سرپنجۂ زور دستش در شکار کبک دری شاہباز و تیغ ہندی زبانش در معرکۂ اژدہنگامہ طراز مشکل پسندی دقت تلاش دلبر سخن را تہمت دہن۔ و معانشگانی بہار تصور غنچۂ معنی را منشور شگفتن۔ ترجیع بند لفافہ سش از تواتر درد مضامین مسلسل و مصرع لیش از جوش نشۂ معانی پیمانہ مستزاد در بغل۔ غزال غزل برجستہ را سواد تحریرش ختن۔ و عقیق آبدار قطعہ را از رنگینی تقریرش یمن۔ بفیض خلعت تضمینش حرف ناسنجیدہ فقیر محسن قامت موزونی آراست۔ و سبزۂ خوابیدۂ نشست الفاظ بناز ک ادائی ہا برخاست۔ اکنون گرمی آن شرار افسردہ کانون خیال از بنیاد آتشکدۂ بخاک آمیختن ست۔ و روانی آن قطرۂ عرق انفعال از ابروے بحر در غبار ساحل ریختن۔ الغرض نشۂ صہباے کمالش را در میکدۂ ناقص پسندی

جوش بدر در هلال ست مهرش را از فضاے ذرهٔ نوازی تاثیر آفتاب در جبال

رباعی

اشعار مرا مجمّعے گردانید — جوش اثر آنکه سخندانش دید
گویا هر ریشهٔ زمین سخنم — بر خود بالید و سنبلستان گردید

سنجیده نظمی که خامهٔ معنی تشبیه اگر از تمکین آب گوهر شکل مستقبلش کشد نیم رخ آید و کلک سبزه از تخیل اگر از رنگینی گل نقشے بر دارد بهارش خزان گردد. بلندی مصرعهایش جبین سخن را ابر دست؛ صفای ترکیبش عارض نظم را آبروے صبح رخسار لفظ از بندش تمکین و رشک خنده. و طرهٔ کاکل مضمون از گره بندی تضمین مرغوله بند درستی سلسلهٔ شوخی از شکست گیسوی عبارت چست. و شکستن کلاه گوشهٔ عبارت به بهانهٔ شوخی درست. نظر باز معنی را از صورت الفاظ محجوبی در پرده صورت الفاظ را از صفای معنی آئینه در نظر. پنجهٔ خورشید بر دامان حسن انگشت نماست صبح مثالش صادق نیاید. و خمسهٔ پنجره شکستهٔ حیرت منسوب در پلهٔ وزنش سنجیدن نشاید. طبیعت مشکل پسند که تصور نظم پر دین سر به آسمان میکشید گره بر جبین ست. و فکر نازک بند که بخیال پنجهٔ گلرخان ناخنی بدل پسند دل پشت دست بر زمین. ساز مقدس نغمات هند با آهنگ حجازه در طرب ست. در رنگینی امرود سے مطلع جلوه فروش شهنشاه عرب. و ودائع گوهرهاے قبول از خزینهٔ رحمت نثار پرداز. و روائح گلهاے درود از چمنستان مکرمت در اهتزاز. رباعی

این نظم اعجاز اصطفای سخن ست — پیغمبر اوج کبریاے سخن ست
حقا که در مدینهٔ علم امیر — تاج پیمبر خدائے سخن ست

بسم الله طبع موزونش چون دیباچهٔ نسخهٔ ابجد تاریخ گردید. مخمس نعتیه را فاتحه طراز درود[۱] نمود را

---

(۱) مخمس نعتیه کے آخر مین جو درود لکھا ہے اُسکی طرف اشارا ہے۔

خاتمہ پرداز گردانید۔ ہانا تاریخ اولین از مفتاح الف خانۂ جاد و طراز ش قفل حیرت
کشود و مادہ دوم از صاد صل علی کہ بچشم قبول استادازل طغرا سے عنوانش گرد جلوہ
نمودیارب در دامان قاف قیامت کہ جزا را شرط عمل کنند نفی افعال ماضی ما ہر
نقطہ این نامہ مرکز کاف کرامت۔ و ذرانۂ شین شفاعت ممدوح و تشدید نون تاکید
مستقبل مغفرت باد۔

چونکہ نعتیہ کلام سے شہرت و عزت یا شاعرانہ دقعت و دنیاوی صلے کی کلام کے
خواہش نہین تھی اِسلیے اُنکی نظم سے خلوص عقیدت کا رنگ ٹپکتا ہے۔ گُل و بلبل خصوصیات
اکے مبش با افتادہ مضامین سے ذہانت اُنکو دور رکھتی تھی وہ مضمون نکالتے تھے قرآن
پاک اور حدیث شریف سے اور اُسکو مذاق شاعرانہ مین اِس خوش اسلوبی
سے کھپاتے تھے کہ سامعین ادب سے سنتے اور درد کے نعرے بلند کرتے
ہین اُنکے نادر الکلام ہونے کا بین ثبوت اور قوی دلیل یہ ہے کہ بیان حکایت مین
شاعرانہ شوخی حدود تہذیب و متانت سے ایک قدم آگے نہین بڑھتی ہے اور
مبالغے کے استعارات صلاحیت کا جوہر اپنے ساتھ لیے رہتے ہین جہان کوئی
امر مناسب موقع ہے اور حدیث شریف مین اسکی تصریح نہین ہے تو اُسکو
اِس انداز سے لکھتے ہین کہ پڑھنے والے کو صاف تمیز ہو جاتی ہے کہ اِس قدر
مضمون جزو حدیث نہین ہے بلکہ کلام بزبان حال ہے۔ اُن کی سدا بہار طبیعت
حسرت و یاس کے مضامین سے الگ رہتی ہے۔ شگفتگی طبع اور زندہ دلی کی برقی
روشنی ہر بیان مین اپنی چمک دکھاتی ہے مضامین کی بلند پروازی الفاظ کا
شان و شکوہ بندش کی چستی اُنکا خاصہ طبیعت ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ مثنوی
صبح تجلی و چراغ کعبہ مین بھی قصائد کا لطف پایا جاتا ہے تشبیب و گریز لکھنا اُن کا
حصہ تھا۔ خاتمہ و مناجات مین وہ طرز خاص کے موجد تھے۔ اسمین شبہ نہین ہے کہ

بوجہ دقت مضامین و بلندی خیالات و تلمیحات قصہ طلب کے اُنکا کلام کم استعداد حضرات کی سمجھ سے باہر ہے لیکن بندش الفاظ کا اثر سمجھو یا قبولیت عام کا نتیجہ کہ سخن فہم و نافہم دونون لطف حاصل کرتے ہین اور داد دیتے ہین۔

قبولیت

مین چند واقعات لکھتا ہون جنسے معلوم ہوگا کہ قبولیت اُنکے کلام مین خدا داد ہے۔

(۱) منشی احمد علی شیون مرحوم شاگرد مرزا حاتم علی مہر نے ایک متبرک خواب[1] مین یہ شعر سُنا تھا۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
ہند سے کہکے یہ لایا ہی قصیدہ محسن

[1] شیون مرحوم نے اِس خواب کو نظم کیا ہی اور اسکا نام تاریخی خواب مسرت رکھا ہی۔

مسند بزم سخن ہے تجھے زیبا محسن
شرق سے غرب تلک ہی ترا شہرہ محسن

اور رتبہ ہو فزون اسکے سوا کیا محسن
عالم و مح سرائے شہ والا محسن

عندلیب چمن شرب دلطحا محسن

ہو مبارک تجھے اے عاشق شیدائے رسول
نعت مین نظم کیا خوب کلام مقبول

تجھپہ نازل رہے اللہ کرے شان قبول
تجھسے ہو دولت دارین شرفیاب حصول

رتبہ ہو اور زیادہ سے زیاد محسن

ہی عجب واقعہ بیداری طالع کی قسم
تھی شب جمعہ و بست و یک ماہ ماتم

کنج تنہائی تھی اور مجھ سا گرفتار الم
یاد آنے لگے سب رہروِ اقلیم عدم

انمین مخدوم تھا اپنا کوئی اپنا محسن

کیا کہے ہائے وہ یاران عزیز و رفقا
ایکدم مثل تن و روح نہوتے تھے جدا

ڈھونڈھے ہی ملتا نہین اب اُن کا نشان کہہ بپا
کیون گریبان نکرون چاک بصد آہ بکا

(۲) عبداللہ شاہ ایک کامل درویش آگرہ مین حضرت والد مرحوم کے پاس کبھی کبھی تشریف لاتے تھے۔ ایک روز شاہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا جو نذر کی ہے وفا کرو دریافت کیا نذر کیسی۔ فرمایا جو تم نے لکھنا شروع کیا ہے اُسکو ختم کرو دربار آنحضرت صلعم مین انتظار ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت والد مرحوم نے قصیدہ ابیات نعت لکھنا شروع کیا تھا۔

بقیہ خواب مسرت

منہ کو کس طرح سے آئے نہ کلیجا محسن

رنج تھا عالم پیری کی گنہگاری کا | شب دیجور جوانی کی سیہ کاری کا
گزرا غفلت مین زمانہ مری ہشیاری کا | حاشیہ اُسپہ ہے بے برگی و ناداری کا

کہ مرے ہاتھ مین ہے دین نہ دُنیا محسن

کس نے بالکاری مین دیکھا اثر بیکاری | کسکے اوپر ہے یہ آفت یہ مصیبت طاری
کس کے دن رات رہا کرتے ہین آنسو جاری | زندگی کسکو ہوئی میری طرح سے بھاری

کون بیمار شب و روز ہے مجھ سا محسن

الغرض رات تھی وہ روز قیامت سے دراز | کہ نہ انجام تھا معلوم نہ اس کا آغاز
بستر غم پہ پڑا تھا مین بصد سوز و گداز | آتی ہر سمت سے نیرنگ جہان کی آواز

تھا کہین جشن کہین نوحہ تھا غم کا محسن

رہنمون بخت ہوا بر سر یاری اقبال | آیا اُسدم مجھے میلاد محمد کا خیال
رنج و غم بھول گیا مجھپہ جو کچھ تھے نہ بحال | فرحت از بس تو بشاشت تھی مرے دل کو کمال

شکل گل جامے مین پھولا نہ سمایا محسن

رنج و غم ہو گئے اِس دہیان مین فوراً مفقود | ورد تھی حمد و ثنا دل سے زبان پر تھا درود
ناگہان ہونے لگا خواب کا آنکھو مین ورود | نیند آتے ہی نظر آگئی شانِ معبود

(۲) ایک خط مولوی عبد الحق صاحب کانپوری نے والد مرحوم کے نام بھیجا تھا اُسکو مین بلفظہ نقل کرتا ہون۔

بقیہ خواب مسرت۔

بخت بیدار نے وہ خواب دکھایا محسن

یعنی مجکو نظر آیا وہ تحیر کا مقام	تھے جہان شان خدا جلوہ کے حضار تمام
فہم و ادراک نہ سمجھے کہ جو باہم تھے کلام	مشکل کا کسکی نشان دیجیے کیا لیجیے نام

خیرہ ہوتی تھی نظر نور تھا ایسا محسن

کیا جگہ تھی وہ جہان لیگئی مجکو تقدیر	نہ کھنچے مانی و بہزاد سے جسکی تصویر
دشت وہ گلشن فردوس نہین جسکی نظیر	نور وہ وادی ایمن مین نہ تھی جو تنویر

دیکھین حیرت سے جسے حضرت موسیٰ محسن

ہوا مجکو یہ تصور کہ ہے دربار نبیؐ	منزل جلوہ گہ نور رسول عربیؐ
آفتاب فلک رفعت عالی نسبی	وہ قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

دل بھر آتا جو مرا خواب مین رویا محسن

پھر یہ کی عرض کہ اے ختم رسل ہادی دین	شافع روز جزا بادشہ عرش نشین
کوئی اب تیرے سوا میرا دو عالم مین نہین	نہ سہارا ہے کسی کا نہ ٹھکانا ہے کہین

نہ ملا ہے نہ ملے گا مجھے ایسا محسن

اے شہ کون و مکان صاحب معراج مدد	اے شہ عرش نشین عرش کے سرتاج مدد
کردے فرد اے قیامت کی طرح آج مدد	تجھسے کہتے ہین بمنت ترے محتاج مدد

مجھسا ہے بندۂ احسان نہ تجھسا محسن

بالیقین تھی وہ جگہ رونق نور ادل	جسکے میدان کے تھے گرد ابد اور ازل
آئی آواز مین جسوقت گرا سر کے بل	سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

"آپ کو مین ایک خوشخبری سناتا ہون کہ جب مدینہ طیبہ مین دراقدس پر حاضر تھا اُس زمانے مین میرے دوست مولوی محمد مظفر الدین صاحب حیدرآبادی نے اپنا خواب بیان کیا جسکو مین آپ کی خدمت مین عرض کرتا ہون، ایک شب مجلس با برکت حضرت سرور کائنات صلعم مین باریابی ہوئی تو دیکھا شہیدی اپنا قصیدہ سُنا رہے ہین اسپر جناب سرور کائنات صلعم نے ارشاد فرمایا کہ محسن کا سراپا سُناؤ وہ بہت اچھا ہے اور ہمارے یہان مقبول ہے"

عبدالحق ۵ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ

بقیہ خواب مسرت۔

نعت مین کہکے یہ لایا ہی قصیدا محسن

شعر یہ سُنتے ہی فی الفور ہوا دل کو یقین	ہو گئی غیب سے تصدیق جو تھا ذہن نشین
یہ جگہ وہ ہی جو ہے رشک دہ خلد برین	آستان بوسی کو آتے تھے جہان روح امین

وحی قرآن جسے امتہ نے بھیجا محسن

الغرض آنکھ کھلی صورت اختر اُسدم	شکل آئینہ کے مین رہگیا ششدر اُسدم
بخت یاور تھا مرا مثل سکندر اُسدم	ہو گیا مصرع ثانی بھی جو از بر اُسدم

ملہم غیب نے کیا مژدہ سُنایا محسن

مین بھی اب تمکو سناتا ہون یہ مژدا محسن	ہے قصیدا یہ قبول شہ والا محسن
ہند سے چلیے سو یثرب و بطحا محسن	رنج دیتی ہی بہت گردش دنیا محسن

اُٹھ نہین سکتا ہی دنرات کا صدما محسن

یہ جو شیون پہ ہوا غیب سے احسان سخن	اک وہی شعر تھا بس سلسلہ جنبان سخن
اُسکے حصہ مین نہین ہی نمک خوان سخن	نہ میسر اُسے گلگشت گلستان سخن

یعنے ادنے سے ہو کیا مدحت اعلیٰ محسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلدستۂ کلامِ رحمت

سنہ ۱۲۵۸ھ

یہ قصیدہ نعتیہ ۱۶ سال کی عمر مین لکھا تھا پہلا قصیدہ ہی نظرِ ثانی سے محروم رہا مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین اسکا پتہ چلا پُرانی بیاض ہے کہین کہین الفاظ پڑھے نہین گئے اسواسطے چند اشعار چھوڑ دیے گئے

پھر بہار آئی کہ ہونے لگے صحرا گلشن — غنچہ ہے نامِ خدا نافۂ آہوے ختن

فیض تاثیر ہوا ہے کہ ہوا جاتا ہے — روکش باغِ خلیل ابکی سراپا گلخن

جملۂ انبتہُ اللہ نباتاً حسناً — اِن دنون فصلِ بہاری مین ہی طغراے چمن

رشکِ شمشاد اُگا کرتے ہین نخلِ قامت — سروِ گلزار زمین پر جو ہوا سایہ فگن

خطِ گلزار ہوا جس نے لکھا خطِ غبار — ہوگیا کاغذِ مکتوب زمین گلشن

کیون نہ پروانہ کرے شورِ فغانِ بلبل — گُل ہوی جاتی ہی اِس فصل مین شمع روشن

خرمی بخشی زمانے کو گیا دُورِ الم — واہ کیا بادِ بہاری نے سکھایا ہی چلن

عاشقون کو نہین معشوق کی خواہش باقی — یاد آتے نہین فرقت کے کبھی رنج و محن

دم اُفعی ہی سراسر اُنھین اب نگہتِ زلف — جب سے آئے ہین نظر سنبل و ریحانِ چمن

اب نہین رنج سے ہی سر بگریبان کوئی — سر جھکاتے نہین شاعر بھی پےِ فکرِ سخن

کسکی کاکل کے تصور مین پریشان ہو نین — کون سے آئینہ رخ پر ہو نین حیران ہمہ تن

کسکی آنکھون کا ہون بیمار اطبانے جو آج
میرے تلوُون سے ملا دیدۂ آہوئے ختن

آج کسکے لبِ دندان کا تصوّر ہے مجھے
جس سے دامن ہے مرا لعل گہر کا معدن

آج کس صاحبِ شوکت کی مین تکتا ہون راہ
کہ فرشتے ہین اُٹھائے مرے در کی چلمن

رنگ و بو کس گلِ رعنا کی پسند آئی ہے
نہ مجھے خواہشِ گلشن ہے نہ پروائے چمن

یاد کرتا ہون کفِ پائے مصفّا کس کے
روندتا ہون جو مین پاؤن سے گلون کا خرمن

تنگ ہون سیر گلستان سے مین کسکے باعث
کونسا پردۂ اسرار مین ہے غنچہ دہن

یاد آتی ہے مجھے کس کی شمیمِ اخلاق
سرد ہے دمِ سرد مرا رشکِ نسیمِ گلشن

ہان مین مفتون ہون اُسی رشکِ چمن کا کہ چمن
مطلع جسکی صورت سے ہے صد خار ندامت در تن

اُسکو بیجا ہے گلستان کا مشبہ کہنا
کیسے کہیے کہ وہ ہے لالہ رُخ و نسرین تن

سرو کہنا قدِ موزون کو نہین راست کبھی
تنگیِ دل ہے جو کہیے کہ وہ ہے غنچہ دہن

اُسکی توصیف نزاکت کی گلستان مین کبھی
فال لینا نہین زیبا ہے باوراقِ سمن

اُسکے عارض کو مین گلزار سے نسبت کیا دون
کہ نہین عقل کے نزدیک کبھی مستحسن

کیا عجب اُس رُخِ زیبا کی جو توصیف لکھون
ہون گہر ہائے نقط حضرتِ یوسف کا ثمن

ثانی اُسکا تو کہان عکس بھی پایا نہ کبھی
گرچہ آئینہ بنا چرخ پہ مہر روشن

ماہ نے آنکھ لڑائی تو اُٹھائے سوز ختم
شمع نے سر جو اُٹھایا ہوئی اپنی دشمن

کاکل اس آیۂ رحمت کی جو ہو مشک افشان
کیا عجب دل ہو مرا نافۂ آہوئے ختن

کرلیا شیر خدا بندہ و فرمانبردار
دلِ وحشی کو کیا رام بلا حیلہ و فن

وصفِ ابرو مین کوئی بیت لکھون بسم اللہ
چلکے محراب عبادت مین جھکاؤن گردن

جائے حیرت ہے کہ خورشید مین ہے قوس قزح
دیکھیے چہرۂ زیبا مین اِس ابرو کی پھبن

زلف ہے لعبتِ چین چشم سیہ گوشہ نشین
ہو گران وصفِ نزاکت سے وہ پاکیزہ بدن

اُسکی توصیف مین اک شمہ ہے قرآن شریف
کہ لکھا خامہ قدرت نے بوجہ احسن

شمس وصفِ رُخ و یٰسین ہی وصفِ دندان — والضحےٰ وصفِ جبین نور ہی وصفِ گردن

یعنی وہ جسکی ہوئی ذات سراپا برکات — باعثِ خلقِ زمان موجبِ ایجادِ زمن

پیشوائے رُسل و سیّدِ نسلِ آدم — جلوۂ حضرتِ حق نورِ مجسم ہمہ تن

جسکی توصیف مین خود خامۂ نقاشِ ازل — لکھ چکا مطلعِ ایجاد بوجہِ احسن

جسکی ہی شرعِ متین ناسخِ ادیان و ملل — مثبتِ حق و یقین کاشفِ ہر شبہہ و ظن

نہین ذرات پلک مارتے جانباز کہین — مطلقاً منع کیا شرع نے جو ضرب زدن

تا بہ گردن جو کبھی شیر کا ناخن پہونچے — سمجھے تعویذ حفاظت کے لیے اسکو ہرن

شیر آہو پہ نہ ڈالے نظرِ بد ہرگز — آہوے چشمِ بتان بلکہ ہی اب شیر افگن

اب زمانے مین نہین رسمِ عداوت باقی — بلکہ ظاہر ہین عجب انس و محبت کے چلن

عاشقون سے ہی موافق بخدا دورِ فلک — اب تو اضداد کو ہے شوق بہم پیوستن

دستِ گلچین اگر آزردہ کرے گل کو کبھی — تو سزا ہو کہ بنے ہار ہی طوقِ گردن

سُرمگین چشم سے ہی معشوق کی اس معنی مین — شرع نے ڈالی ہے زنجیر بپاے رہزن

اب کسی ڈھب سے ذرا اسکو مخاطب کریے — کہ نہین چین مجھے اے مری طبعِ روشن

اے محمدؐ ہے بلاشک تری ذات حسن — جسکی توصیف مین عالم کی زبان ہی الکن

یہ نہین بے ادبی مجھسے نہ ہوتی ہرگز — مجکو گستاخ نہ کرتا جو ترا عشقِ کہن

ہے گزارش یہی محسن کی بامیدِ قبول — ہو معاف اب نظرِ لطف سے بیساختہ پن

یادِ مژگان مین تری خارِ لحد کرکے قبول — چادرِ گل کو نہ منظور کرون بہرِ کفن

مجھ سیہ بخت کو ہو عشق لبِ رنگین کا — مہر سے لعل کو پیدا کرے کانِ آہن

نہ رہے چشمۂ کوثر کی تمنّا مجکو — اسطرح کر لے تو اپنا مجھے مفتون دہن

یاد مین جلوۂ رخسار کے ہو حشر مرا — صبحِ محشر کو یہ سمجھون کہ وہ ہے صبحِ وطن

سراپای رسولِ اکرم

حلیۂ اشرفِ نسلِ آدم (۱۲۶۶ھ) صلے اللہ علیہ وسلم

للہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر
مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر
مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر
بارک اللہ طبیعت کا ہے رنگِ دگر
گر نہو پاسِ ادب تو مجھے کچھ دعوا ہے
سجدہ کرتے ہین ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکان تک لیے جاتی ہے مجھے طبعِ رسا
لڑ گیا عرش سے پائے سخن کا پایا
ہو رہا ہے صفِ ارواح مین میرا چرچا
خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا
بزمِ قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہون مین
ملک آنکھون پہ بٹھاتے ہین وہ انسان ہون مین

آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہین
مسندین فکر کی محفل مین بچھا جاتے ہین
تنگیِ بزمِ جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا اُٹھواتے ہین
جشن کا روز ہے معنی کے شہِ اقدس کا[۱]
اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے
عالمِ نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے
حل کیے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عقدِ پروین سے کھلے ہم نے معمے کتنے
سادہ کاغذ ورقِ مہرِ درخشان ہے آج
دستِ پُر نورِ عطارد مین قلمدان ہے آج

یون خرامندہ بشوخی قلمِ رعنا ہے
موج ہے جس سے خجل غرقِ عرق دریا ہے
بالِ پرواز پری چٹکیون مین اُڑتا ہے
آہوے شوخ ہے کیا کبکِ خرامان کیا ہے
کوئی شاخ آہوؤن کی جلوہ گری مین تو نہین
کوئی سرخاب کا پر کبکِ دری مین تو نہین

رنگ گلزارِ معانی کا عجب عالم ہے
غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہے
برگِ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے
سروِ رعنا نہین آئینۂ قدِ آدم ہے

---

[۱] یعنی شاہِ معنی کے جشن کا دن ہے۔

ہر شجر شمع تجلی ہی لگن بھاے ہین — نارِ ظلمت نہین ئے کی اُن پہان لائے ہین

سطرِ سنبل گل تر حرف ہے غنچہ نقطا — کاغذِ مشق ہی اِک سبزہ چمن کا تختا

طوطی بولا مرے خامے کا میان شعرا — کیون نہو آج مین لکھتا ہون سراپا کسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے — خندۂ صبح بہارِ احدیت کہیے

گیسوے حورِ قلم ہو کے بنے خامۂ مو — کہ ہون آراستہ تصویرِ سخن کے گیسو

کہو رضوان سے کہ لادے مجھے شاخِ شبو — کہ شبِ فکر مین ہو نکہتِ مشکین ہر سو

منشی دفترِ اعلیٰ کا کرم کافی ہے — مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دُود — جسکی ترتیب کو جبریل امین ہین موجود

گوند ہو شجرۂ طوبے کا بقدرِ مقصود — پانی لین چشمۂ کوثر سے مگر پڑھکے دُرود

صورتِ دیدۂ موسیٰ ہو پر انوار کھرل ف۱ — شمع سے طورِ معلّی کے اُڑائین کاجل

رنگِ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجیے — لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجیے

خضر کو سالکِ آب ازپے مرجان کیجیے — لعل کے واسطے تسخیرِ بدخشان کیجیے

وقت ہی برہمی انجمنِ گردون کا — کہ شفق پر بھی ارادہ ہی مرا شبخون کا

اور کاغذ کا تو ہمنے عجب انداز کیا — پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا

کھینچی تصویر اُسے جلوہ گہ ناز کیا — چوم لون ہاتھ مین اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ یہ کھنچا نقشا ہے — ف۲ خاکہ انگارہ کفِ دستِ یدِ بیضا ہے

ف۱ نسخۂ مطبوعۂ اول مین کھرل دیدۂ یعقوب تھا طبع ثانی نے وقت بجا دیدۂ یعقوب کے دیدۂ موسیٰ لکھا گیا شمع طور کا کاجل اور دیدۂ موسیٰ کا کھرل نہایت مناسب ہے متتبع سخن پر پوشیدہ نہین ہی کہ تشبیہ کا پلہ ہمیشہ اعلیٰ کیطرف جاتا ہی محبوبِ خدا سے اعلیٰ سوائے خدا کے کوئی نہین ہی ایسے مقام کے استعارات بھی وہین سے لینا چاہیے جہان تشبیہ عین تنزیہ ہی گل کی نسبت بہار سے ہی نہ رہگذر کے خس و خاشاک سے شاہ کی مشابہت شاہنشاہ سے ہی نہ کسی گداے دریا فقیر روسیاہ سے۔

ف۲ یعنی خاکہ انگارہ ہی تلمیح ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی جب آپکے سامنے ایامِ طفلی مین فرعون نے اشرفیان اور آگ رکھدی او حضرت موسیٰ نے انگارہ ہاتھ مین لے لیا جس سے ہاتھ جل گیا جو بعد کو یدِ بیضا ہوگیا۔

کیون نہ سو جان سے ہو گلزارِ بہارِ معنی — محوِ نگہِ کسینی تصویرِ سراپائے نبیؐ
یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی — تھی یہی شکلِ مقدس کہ ازل مین جو کھنچی
نازسے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے مین — بول اُٹھا عارضِ پُر نور کہ اللہ رے مین
کیسی تصویر کہ ہے صبحِ بہارِ امکان — کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پردازِ جہان
کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشان — کیسی تصویر کہ ہے کلکِ مصورِ نازان
کیسی تصویر کہ سب صلِّ علیٰ کہتے ہین — کیسی تصویر کہ سب جلّ و علا کہتے ہین
کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل — خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین ہے تو افضل
تیری صورت سے کھلے معنی ماقلّ و دل [۱] — انبیا شرح مفصل ہین تو متن مجمل
تو ہی خورشید ترے سامنے انجم ہین نبیؐ — [۲] تو ہے شمسیہ تصور مین تو سب مین قطبی
تو ہے داؤدؑ نغم تو ہے سلیمانؑ خاتم — فکر یحییٰؑ ہے تو ذکر زکریاؑ ہر دم
خلّت خاصِ خلیل و برکاتِ آدم — شکرِ یعقوبیؑ و صبرِ دلِ ایوبؑ بہم
حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری — انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
بولے جبریل کہ تجھپر ہوی ختم تکمیل — آدم و نوح کے بخشے تجھے اوصاف جمیل
خضرؑ و الیاسؑ کا رتبہ شرفِ اسمٰعیلؑ — اور سوا اسکے بھی لے سروِ قدِ باغِ خلیل
حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری — اُنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
دین پکارا کہ مرے گھر مین اُجالا کر دے — طالعِ خفتہ کو ہمچو غمِ زلیخا کر دے
مثلِ مردے کے پڑا ہون مجھے زندا کر دے — دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے
حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری — انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
کنوئین جھانکا کرون کنعان کے تو سوا ہی مجھے — طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہی مجھے

۱ ماقلّ و دل عبارت از کلام قلیل کہ دلالت کند بر مراد و مدعاے بسیار۔

۲ شمسیہ درسی کتاب منطق کی جسکی شرح قطبی مشہور ہے تصور و تصدیق اصطلاحات معقولیون کے ہین۔

خبط ہے گر سرِ اعجاز مسیحا ہے مجھے | سچ تو یہ ہی کہ ترے گھر مین کمی کیا ہے مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری | آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر | ہے دل و جان رسل فخر امم یہ تصویر

بس کہ آئینۂ وحدت مین ہی ضم یہ تصویر | عالم نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر

سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لیے | روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لیے

جسم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہے | سایۂ حق وہ شہ منزلت طٰہٰ سے ہے

اسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی | سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے

لاکھ عاشق ہون مگر لطف دو محبوب نہین | ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہین

قد کے اوصاف لکھو یاد نہ بھولو بخدا | سجدۂ سہو نہین ایسی عبادت مین روا

آب آئینۂ باطن سے وضو کر کے ذرا | انی وجہت کرو نیت صادق سے ادا

اٹھ کھڑے ہو پئے تعظیم و ہم طاعت ہے | یہی تکبیر مین عشاق کی قد قامت ہے

عرش پر کرسی بچھائے ہے مرادہن رسا | اب یہان آمد مضمون ہی کہ وحی یوحیٰ

اے فلک فکر باندازۂ ہمت ہی بجا | تو د طوبےٰ دمن و قامت محبوب خدا

قد بے سایہ مری چشم تمنا مین رہے | سایہ طوبیٰ کا ترے عالم بالا مین رہے

راستی جوہر آئینۂ ایمان سے ہے ولا | کہدے ایمان سے کہ وہ قد ہی الف ایمان کا

دیکھے دونون الف اسکے تو کھلا یہ نکتا | ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سہر تیان حدوث وقدم اول کو عبور | دوسرا وادی ایمن مین ہی شمع سر طور

سر اقدس ہے حباب لب دریائے قدم | درۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم

میم احمد کا ہے دامان احد سے منضم | یون حدوث او رقدم آکے ہوے این باہم

سلے یمان یعنی دو دریا اگر یمان پر الف زیادہ کیا جاے تو ایمان ہوتا ہی اور اگر لفظ این پر بعد میم کے الف زیادہ کیا جاے تو ایمان ہوتا ہے۔

قطرہ بگریست کہ از بحر جدا ئیم ہمہ — بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لیے امت کے گناہ آپنے اپنے سر پر — بخشش حق ہو نہ ہمپر متوجہ کیون کر

دن گنے جاتے ہین کب روز شمار آئے نظر — زلف مشکین کو دکھا کر جو کہین پیغمبر

ہان چلو حشر کے بازار کا سواد دیکھو — [1] نقد سرمایۂ اُمّت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہی فرق ہمایون پہ جناب حق کا — پر دبال افسر شہ پہ نہین کھولے ہی ہما

عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما — نہین سرکار یہ سلطان حبش کی حاشا

کشور کاکل پُر پیچ و خم سرور ہے — [2] نہ ختن ہی نہ خطا ہی نہ یہ عنبر سر ہے

خوشنویس ازلی کا ہے وہ پُر زور قلم — کہ ہر اک حرف ہے اسکا سند مستحکم

اہل ایمان کے لیے موے سر شاہ امم — خط گلزار ہین ہے سر خط گلزار ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا مین — غوب فردوسیہ لکھا ہی خط طغرا مین

رُخ پر نور کا ہے کاکل شبگون سے ظہور — دیکھ لو دامن موے کے تلے شعلۂ طور

سنبلے مین ہے عیان جلوہ ماہ پُر نور — ابر رحمت مین ہے خورشید قیامت مستور

شب معراج مین ہے شمع تجلی روشن — لیلۃ القدر مین ہے نور الٰہی روشن

وصف پیشانی مین ہوتا ہے قلم سرزمین — لوح بسم اللہ ابرد جسے کہیے بیقین

مصحف گل ہی رُخ خاتمۂ نسخۂ دین — سورۂ فاتحۂ مصحف گل ہے وہ جبین

گلشن عالم تنزیہ رخ زیبا ہے — [3] اُس گلستان مقدس کا دیباچا ہے

ہین دو ابروے سیہ زیب جبین انور — طاق یا خانۂ خورشید کے آتے ہین نظر

نقشہ ابرو کا دکھاے جو عطارد لکھ کر — مہ نو تیغ سے مریخ کے ہو دو پیکر

---

[1] مناسبت زلف مشکین کی سیاہہ سرمایہ امت سے خاص لطف رکھتی ہی۔

[2] عنبر سر یہ لفظ اصل مین امرت سر ہی مگر طغرائے مشہدی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسیون نے بلفظ عنبر سر استعمال کیا ہی [3] دیباچہ گلستان سعدی مشہور ہی۔

خواب مین بھی جو وہ ہو رُخ سے جبین پیش آئے [1] مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوے پیشانیِ انور ابرو ہین اِسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو

آبروے دمِ خنجر ہین مقرّر ابرو موج دریاے شجاعت ہین سراسر ابرو

مہ کامل مین مہ نو کی یہ تصویرین ہین یا کھنچی معرکۂ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی مابین دو ابروئے سیاہ کہ نظر آتی ہی وقتِ غضب شاہنشاہ

طرفہ تشبیہ یہ پہونچی ہی سخندان کی نگاہ الفِ اسم چھپائے ہوے ہی بسم اللہ

لفظ و معنی مین عجب ابروؤن کے طاق ہوے [2] الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوے

رگ جو کانٹا ہے تو شاہین ترازو ابرو مردمک سنگ ہے اور پلّہ ہے چشمِ دلجو

آنکھ پڑ جائے اگر جانبِ اُمت سرِ مو صاف رکھی رہے میزانِ قیامت یکسو

آپ پلّہ پہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا ہی مردمِ چشم کہین ہمنے اِسے تولا ہی

طرفہ مضمون ہی مجھے پیش نظر ہو آگاہ منظرِ چشمِ نبی پر بھی ذرا کیجیے نگاہ

ایسی نرگس کہین دیکھی ہی نہ بادامِ سیاہ چشم بد دور عجب آنکھ ہی ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ کہے [3] چشمکین مارے سخنگو نظر فیہ کہے

اِک نیا نسخہ نکالون مین دِلِ پُر جوہر سے صفحے پر سیم کے لکھین جسے آبِ زر سے

پلکین اکسیر کی بوٹی ہین سُنا اکثر سے [4] بوتۂ چشم پہ ہے آنچ رُخِ انور سے

صدقے اے طالع بیدار ترے سونے کے ڈھیلے آنکھون کے نہین ڈھیلے ہین یہ سونے کے

---

[1] اشارہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا اللہ اللہ کیا ادب ہے منشا یہ ہی کہ اگر خواب مین زیارت جمال مبارک حضرت یوسف علیہ السلام کو ہو تو وہ حیران و پریشان ہو جائین اہل نجوم کی اصطلاح مین طالع مشتری اور طالع زحل منحوس ہے۔

[2] طاق کے عدد ایک سو دس ہین ایک کم ہونے سے (ایک سو نو) رہے

[3] فیہ نظر یا نظر فیہ اس جگہ استعمال کرتے ہین جو محل اعتراض ہوتی۔

[4] بوتہ بواو مجہول نام ظرف کو ہے کہ از گل سازند دران طلا و نقرہ گدازند۔

گوشِ پُرنور تہِ زلفِ شب آسا مستور
کہیں دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور

رنگ کا اسکے صبا سُنکے چمن میں مذکور
کہے گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر میرے حضور

گوہرِ وصف سے گر دامنِ دریا پُر ہو
یوں صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دُر ہو

گوشِ در قطبِ فلک گرچہ یہ تشبیہ سے ہے تیز [1]
چشم کا ہے یہ اشارہ کہ کرو اِس سے گریز

ہے زمین کعبۂ ابرو کی بہت مردم خیز
رُخ کے میدان میں ہر اک ذرہ ہے شمس تبریز

گوشِ بینی کو ہی دیکھ کے سب کہتے ہیں
قطب ادھر صاحبِ انفاس یہاں کہتے ہیں

بینیِ اقدسِ شاہنشہِ عالی منظر
آبِ آئینۂ رخسار کی موجِ انور

خوبروئی اسکا بلندی پہ ہمایون اختر
یوسفِ حسن کی معراج ہے یا پیشِ نظر

صفحۂ خد مبارک پہ الف بینی ہے [2]
دیکھنا عارضِ انور کا خدا بینی ہے

صورتِ چشمۂ کوثر ہے لبِ جان پرور
نخل بادام وہ بینی ہے لبِ کوثر پر

شاخ اس نخل کی ابروئے جنابِ اطہر
اور اُس شاخ میں عینین مبارک ہیں ثمر

دلِ عارف اُسی کے سائے میں دم لیتا ہے
نورِ ایمان اسی سائے کے قدم لیتا ہے

چشمۂ مہر سے اِس بحر میں آبِ رونق ہے
صفحۂ ماہِ تمام انگشتِ قلم سے شق ہے

وصفِ رخسار ادا کرنے کا مجھپر حق ہے
رنگِ رخسارِ سحر سامنے جسکے فق ہے

مطلعِ صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے [3]
حسنِ مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو
شمع کے بھی دھوئیں اُڑ جائیں جو کچھ دعوا ہو

شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو
صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں
چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائیں

---

[1] ناک سے دم جاری رہتا ہے اسی رعایت سے لفظ صاحبِ انفاس استعمال کیا گیا ہے۔

[2] لفظ خد کے بعد اگر الف اضافہ کیا جائے تو خدا ہوتا ہے۔

[3] مطلع کے بعد کے شعر کو اصطلاحِ شعرا میں حسنِ مطلع کہتے ہیں۔ رعایت لفظ حسن کی ہے۔

روبرو جلوۂ خورشید کے سایا کیا ہے
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے

عاقبت عارضِ نو سے دیکھو کہ یہ نکلا کیا ہے
اُلٹی ہونے میں بھلا آپکے قبضا کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نورِ رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی

لب جانبخش کی تشبیہ دمِ عیسیٰ سے
دی یا نہ دم تشبیہ سے ہے گرچہ مسیحا بھی مجھے

آبِ حیوان نہ کیا خضر نے کہ چھینٹے دیے
اب نقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے چھینٹے

کون یاقوت تھے وہ باتیں یہاں پائیں نہیں
لعل سمجھوں اُسے آنکھیں مری پتھرائیں نہیں

فکرِ وصفِ دُرِ دندان میں کٹا سارا دن
رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن

جسکی تشبیہ ہو اُسکی صفت کیا ممکن [1]
یوں تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن

غور سے دیکھیے تو شیشے کے چھالے ہیں
یا لبِ ساغرِ افلاک کے تبخالے ہیں

قطرہ جب سائلِ تشبیہ ہوا دردِ گہر
آیا دامن میں لیے گردِ یتیمی گوہر

پانی پانی میں ہوا جوشِ مروت سے گہر
معنیِ تازہ طبیعت سے کھلے یوں دل پر

کہ زہے قطرۂ سائل کہ لا تنہر نیست [2]
دُر نے دُرِّ یتیم آیہ لا تقہر نیست

اک تبسم ہی کلیدِ درِ جنت ہے یہاں
ہو جو غفار کے دندانہ تشدید عیاں

نامۂ بخشش اُمت ہے جو حضرت کی زبان
لفظ اللہ سرِ نامہ ہے سلکِ دندان

نامہ ملفوف لبِ غنچہ ہے بطرزِ دلخواہ
ہے لفافے یہ خطِ پشتِ لب انشاء اللہ

اے سخندان کیے اسرارِ دہن کس نے بیان
مل گیا خاک میں جو چشمۂ آبِ حیوان

ہو سکے ہیں حقۂ گوہر کے جگر تک دندان
درجِ یاقوت میں ہے آتشِ حسرت کا دھوان

رنگ غنچے کا اُڑا گل کی تعلی چھوٹی
منہ پہ پستے کے ہوائی یہ ہوائی چھوٹی

---

[1] جو ستارہ متحرک رہتا ہے اور اپنی جگہ تبدیل کرتا ہے اُسکو سیارہ کہتے ہیں اور جو ستارہ ایک ہی جگہ قائم رہتا ہے اُسکو ثابت کہتے ہیں

[2] اشارہ بر آیت قرآن پاک کہ اما الیتیم فلا تقہر و اما السائل فلا تنہر مناسبت قطرہ با سائل لطفے دارد در دُرِّ یتیم مروارید بزرگ آبدار کہ در صدف ہمین یکدانہ تنہا پیدا شدہ باشد۔ سائل خواہندہ و روان شوندہ

کوئی کہتا ہے کہ اسکو شکرستان کہیے — کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکدان کہیے
خضر بولے کہ اسے چشمۂ حیوان کہیے — اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیے
ہر جگہ مشتہر اسکا لقب تازہ کیا — حق تعالٰی نے اُسے صاحبِ آوازہ کیا

غنچے نے پیش کیے گرچہ ہزاروں مضمون — گفتگو اسمین ہے بولی مری طبع موزون
مین شگافِ قلم شمع اُسے کیون نہ کہون — جس سے ظاہر ہوا سرِ نخفی کن فیکون
شعرا نے اسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا — اسم اعظم کا مگر ہمنے معما سمجھا

ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے — کششِ خطِ شکستِ دل اعدا کہیے
سرِ فرمانِ خدا اسکا خطِ طغرا کہیے — کلکِ تقدیر کا یا خطِ شفیعا کہیے
اسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہمکو — ہے شفاعت کی سند خطِ شفیعا ہمکو

رُخ پرنور ہے قرآن کا پہلا نسخا — ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
مشکل ازبسکہ تھا مضمونِ دہن کا نکتا — اسلیے حاشیہ لکھا ہے خطِ رنگین کا
رُخ جو ایمان ہے تو اک جزو ہے یہ ایمان کا ١ — ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ ہے قرآن کا

نگہ پاک الف صاد ہے چشم زیبا — لام گیسو ہے سرمو نہین کچھ فرق اصلا
چہرے پر ہے خط گلزار سے یعنے لکھا — کہ وہ ہے اصل پےِ خلقتِ دین و دُنیا
جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجیے — دیکھین تضمینین بہت اک نئی تضمین کیجیے

پردہ کعبہ ہے گیسوے حبیب یزدان — اور محراب حرم کا ہے اُس ابرو پہ گمان
اُسمین پاکیزہ مُصلا ہے نگہ کا دامان — مردم چشم ہے بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان
زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف ٢ — رحل ہے جسپہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف
لو لگائے ہے یہی روشنی طبع دلا — شمع کافوری گردن کا دکھائے جلوا

١ منہیہ اس حاشیہ کو کہتے ہین جو خود مصنف نے لکھا ہو۔

٢ یہ شعر مولوی اکرم احمد مینائی کا ہے بند سابق مین اسی تضمین کا اشارہ ہے

نہیں پروانگی پاتی ہے مگر فکرِ رسا — پر یہان جلتے ہین جبریل کے اندیشہ کجا

سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہی [1] — آتشِ حسنِ گلوسوز کا یہ شعلہ ہی

بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور — جس سے ڈوبی عرقِ شرم مین ہی شمعِ طور

کسی محفل کی صراحی کا یہان کیا مذکور — بزمِ تنزیہ کی کہیے اسے سرجوشِ سرور

جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن مین نہ آئے — خلد مین شربتِ دیدارِ حق اچھو ہو جائے

بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن — کہ شبِ فکر مین افروختہ ہے شمعِ سخن

ہے سمجھے کس لیے اے خامۂ ایجادِ سخن — انتخابی ہین سب اشعار بیاضِ گردن

ہر شب دروزچہ آشفتہ بسر می بری — تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

صفتِ مُہرِ نبوت کا بیان ہو کیونکر — خامشی مُہرِ دہن اور سخن ہے ششدر

مُہر کی پشت سے فقرون سے یہ حق نے لکھکر — کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اسپر

ہوے پھر بھی جو سیہ دل متبنی گمراہ [2] — ختم اللہ علی قلب ہم اناللہ

مُہرِ انور کے جو معلوم ہوے حرف تمام — کلمہ اُس سے نمایان تھا نہین اسمین کلام

راست ہی دعوے مقبولیِ دینِ اسلام — ایک ہی مُہرِ شہادت مین لکھے ہین دو نام

نئے انداز کی یہ مُہر ہوی عالم گیر — ایک سکے مین کھدا نامِ شہنشاہ و وزیر

دستِ رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہی — شاخین نکلین جو کہون شاخِ گلِ رعنا ہی

طوطیِ ناطقہ اس باغ مین چپ رہتا ہی — بلبلِ طبع کو غنچہ کی طرح سکتا ہی

ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہین — دستِ گلچین کو یہان دستۂ گل کہتے ہین

ہاتھ کھینچے ہوئے ہی رنگ ہی مانی کا فق [3] — قلم انگشتِ ششم ہے کفِ افسوس ورق

---

[1] حسنِ گلوسوز بہت صاف رنگ کو کہتے ہین مناسبت شعلہ با حسن گلوسوز بلحاظ لفظ سوز ظاہر۔

[2] اشارہ ہی آیت ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوہ کیطرف اناللہ کلمہ تاسف۔

[3] چھٹی انگلی بیکار ہوتی ہے۔

کلکِ مداح نے جب صفحے کو بخشی رونق
سینۂ کلکِ عطارد ہوا حسرت سے شق

رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہو کر
میرے ہاتھوں پہ تصدق ہوئی گجرا ہو کر

بند دست آپ کا ہی یا کوئی خمسے کا بند
طبعِ اُستادِ ازل بھی ہی عجب نازک بند

انگلی ہر ایک ہی وہ مصرعِ موزون و بلند
انگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند

مجکو فخرِ صفتِ پنجۂ اقدس بس ہی
اِس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہی

گو کفِ دستِ منور کو مین کہتا ہون ماہ
غور کیجے تو یہ تشبیہ نہین خاطر خواہ

مہرِ انور ہے ہتھیلی مہِ نو ناخنِ شاہ
دونون جسوقت مقابل ہوے اللہ اللہ

ہم نے یہ معجزۂ عقدِ انامل دیکھا
اک گھڑی مین مہِ نو کو مہِ کامل دیکھا

کون لکھے صفتِ سینۂ صافِ سرور
دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر

اور کہتے ہین فرشتے بھی حیران ہو کر
لوحِ محفوظ ہے یا عرشِ خدا پیشِ نظر

صدرِ ایوانِ رسالت کا عجب سینہ ہی
صورتِ علمِ لدُنی کا یہ آئینہ ہی

صاف و بے مو ہے نبیؐ کا برِ سیمین شفّاف
جیسے نقطون سے حروف لک صدرک ہین صاف

ہان مگر سینہ سے ہی اِک خطِ مشکین تا ناف
جسکو کہتا ہی سخنور کششِ مرکزِ کاف

صدرِ پرنور کے شق ہونے کی تمثال ہی یہ
عقل کہتی ہی وہ آئینہ ہی اور بال ہی یہ

مخزنِ گوہرِ اسرارِ شبِ اسری ہے
شرحِ صدرِ شہِ عالی کا یہ اِک نکتا ہے

جو کہ لبریزِ لطافت ہے یہ وہ چشمہ ہے
[۱] جسمین مواج لطائف ہین یہ وہ دریا ہے

خط نہین سینے مین شاہنشہِ بحر و بر کے
عنبرین موج ہی یہ بحر مین گویا بر کے

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہے بالِ جبریل
[۲] اور احیائی مضامین مین ہی فکر اسرافیل

نہ ملی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل
ہو گیا ہم عدد لفظِ عدم لفظِ عزریل

---

۱ لطائف اصطلاح صوفیہ ہی ۲ یعنی اندیشہ پرواز مین جبریل اور فکر بوجہ زندہ کرنے مضامین کے اسرافیل ہے تلمیح ہے واقعہ حشر کی جب اسرافیل صور پھونکین گے مردے زندہ ہو جاوین گے۔

قافت تک ہم نے بہت کاٹ کمر ڈھونڈھا ہی
کمرین دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہے

ہیچ اسکا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اُسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور

تا کمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور
سامنے اُسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سنکے اوصاف شجاعان عرب گھبرائین
چھپتے میدان مین جو آئین تو ہرن جائین

لا خطِ نسخ مین لکھو تو کہون اِک نکتا
لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صلِّ علےٰ

واہ کیسا کمرون پر یہ خطِ نسخ کھچا
کمرِ یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سے اثبات بھی
یہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بچا الّا بھی

سرِ عالم ہے فدائے قدمِ پاکِ نبی
وصف مین جسکے سخندان کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نبی
نہین چلتا ہے لگی پاے قلم مین منہدی

سر بزانوے ادب آکے سخنگو بیٹھین
فکر عالی سے فرشتے بھی دو زانو بیٹھین

دیکھیے کیا لے ہے شمشاد و صنوبر سے مثال
چمنستان ارم اُسکے قدم سے ہی نہال

سروِ جنت سے نکل آئین پے استقبال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجے پامال

مثلِ بلبل کے سرِ راہ بچھائین گل چشم
فرشِ فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہی عالمِ بالا پہ ترے قدِ رعنا کا
سرِ افلاک ہے فدیہ قدمِ والا کا

ساق ہے نخل تمنا ملاءِ اعلےٰ کا
خاکِ پا غازہ ہے حورونکے رخِ زیبا کا

رکھدیا آپنے جس فرش پہ اِک بار قدم
بڑھگیا پایے مین وہ عرش سے بھی چار قدم

بزم مین تذکرۂ گریۂ نبی سن پائے
شمع گو رشک سے جلجائے مگر سر نہ اُٹھائے

ناخنِ پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے
گرہِ ابرِ سے خوبانکی حقیقت کھلجائے

ماہِ نو گر کہین ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنہ چشمِ فلک مین خلشِ تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسیِ حضرتِ محسن
کسکو ہوتی ہی نصیب ایسی سعادت محسن

اب نہین باقی ہی کچھ خواہشِ ہمت محسن
آرزو اتنی ہے بس روزِ قیامت محسن

سر کے بل جاؤن جو نقش قدم سرور پہ | سارے محشر کی زمین گھومون اُٹھا کر سر پر
...سے ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازار نشور | یون کہے بادشہ بارگہ عالم نور
...لو سراپا ہمین تم در عوض حور و قصور | مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوٹے دامون سے بکے یوسف کی یہ تصویر نہین

ابیاتِ نعت

۱۲۷۴ھ

مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب وجد کا
دبستانِ محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا

الٰہی کسکے غم مین نکلے آنسو چشم فتان سے
کہ عطر فتنہ[1] مین ڈوبا ہی رومال اُس سہی قد کا

کہان ہی آتش یاقوت لب مین وہ بھڑک باقی
کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

سلہ یہ تاریخ صفت نبر بینہ مین ہے اس قصیدہ پر حضرت امیر مینائی مرحوم کی تضمین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے غدر کے بعد والد مرحوم اور حضرت امیر کا قیام چند روز کاکوری مین رہا اسی زمانے مین یہ تضمین جسکا نام تاریخی مخمس نعتیہ (۱۲۷۵ھ) ہے لکھی گئی تھی۔ مین اسکو درج کرتا ہون۔

مین بسم اللہ آزادی ہون سر پر تاج ہی مد کا
الف آوارگی کا راست نقشہ ہی مرے قد کا

تجرد تختۂ اوّل ہے میری مشقِ بیجد کا
مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب وجد کا

دبستان محبت مین سبق تھا مجکو ابجد کا

یہ کسکو بیخطا مارا ہے اس نے تیر مژگان سے
کہ آیا جوش مین طوفان خجلت آب پیکان سے

پریشانی عیان ہی سر بسر زلف پریشان سے
الٰہی کسکے غم مین نکلے آنسو چشم فتان سے

کہ عطر فتنہ مین ڈوبا ہی رومال اس سہی قد کا

مئے بے درد جسن صاف تک ہی ساری مشاقی
گیا وہ دور اب ٹوٹنے کیون ہی اتنی ناچاقی

پھٹندی گرمیان رکھ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی
کہان ہی آتش یاقوت لب مین وہ بھڑک باقی

کہ خطِ سبز[2] نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

سلہ[1] اشکاب چشم فتان با عطر فتنہ لفظاً مناسبت دارد منہ رح

سلہ[2] جسطرح چھینٹا دینے سے آگ کی بھڑک اور تیزی کم ہو جاتی ہے اسی طرح چہرے کی رونق خط نکلنے سے کم ہو گئی۔

کنارے پر بٹھالے مجکو ظالم اپنی محفل مین [1] گناہ شوقِ بیحد سے جو مین ہون مستحق حد کا
بنایا خامۂ مو کو ہمارے دستِ لاغر سے کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اُس سہی قد کا
اُڑینگے چٹکیون مین تیر ترکش سے جدا ہوکر [2] ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بیحد کا
چھپے تم مجھ سے کیون سب ہنستے ہین شاخین نکلتی ہین [3] تمھارے پردہ مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

صفِ اغیار ہے مجلس نشین پہلوی قاتل مین کوئی کہدے کہ مجکو کیون بٹھا رکھا ہے مشکل مین
یہی تعزیر ہے اتنی تو ہو میری جگہ دل مین کنارے پر بٹھانے مجکو ظالم اپنی محفل مین
گناہِ شوق بیحد سے جو مین ہون مستحق حد کا

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونون ہاتھ خنجر سے سراپا اسکا تو کھینچے گا مرتڑ اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اس قد کو کیا تمری کے شہپر سے بنایا خامۂ مو کو ہمارے دست لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصور اُس سہی قد کا

یہ اسباب جفا مٹجائینگے نقشِ فنا ہوکر کمند اے ترک ہوجائے گی آہِ نارسا ہوکر
کمان بل کھائے گی اترے گا چلّہ بدنما ہوکر اڑین گے چٹکیون مین تیر ترکش سے جدا ہوکر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بیحد کا

زبانین خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہین کلیجے پر برابر برچھیان طعنزدن کی چلتی ہین
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتین تمکو پھلتی ہین چھپے تم مجھسے کیون سب ہنستے ہین شاخین نکلتی ہین
تمھارے پردے مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغام اجل کا جانِ مضطر کو الف آسا بنایا مدّ زاید جسم لاغر کو
مٹایا نیستی سے یک قلم ہستی کے دفتر کو موا مین ناتوان سنکر صدا اے یار سے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ وصل اسکی آمد کا

[1] حد در لغت کنار چیزے وادب کردن گنہگار تا بار دیگر گناہ نکند۔
[2] چٹکیون مین اڑانا یعنی بیوقعت ہوجانا تیر ترکش سے جدا ہوکر بالکل بیوقعت سمجھے جائین گے تو تیرا ظلم اور بڑھے گا۔
[3] تمھارے چھپنے پر لوگ اعتراض کرتے ہین۔ سدّ ذوالقرنین بنام دیوار قہقہہ مشہور ہے ذوالقرنین (یعنی دو شاخ) لقب سکندر کا ہے۔

ہوا مین ناتوان سُنکر صدا ے پاے دلبر کو [۱] مجھے کھٹکا تھا شل ہمزۂ وصل اُسکی آمد کا

لکھے سو ورق کے مضمون بیکسی کے دشتِ غربت مین — زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

تری بازار مین ایمان فروشی رکن طاعت ہی [۲] دم سودا بنا سنگِ ترازو سنگ اسود کا

تری کیا بات ہی اے شاہدِ پاکِ سخن واللہ [۳] عجب انداز ہی ناز و ادا کا چال کا قد کا

جو فکر شعر کی سوجھ آگئی صحرا ے وحشت مین — گیا جی ڈوب ڈوبے اتھاہ دریا ے فکرت مین
دُرِ معنی نہ پایا اور کوئی جوش رقت مین — لکھے سو ورق کے مضمون بیکسی کے دشت غربت مین

زمین شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

دُوکانِ حسن جبکی بندۂ بیدام خلقت ہو — تہ محراب ابرو سجدہ اب عین عبادت ہے
خریداری تری جی بیچکر حکم شریعت ہے — ترے بازار مین ایمان فروشی رکن طاعت ہے

دم سودا بنا سنگِ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمین مین گڑ گیا سرو چمن واللہ — خرامان تو ہوا ایک دری بھولا چلن واللہ
غضب گرمی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ — تری کیا بات ہی اے شاہد پاکِ سخن واللہ

عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھین کیونکر نہ خوبان جہان یکسر — نہین ہی کوئی تجھسا تا قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظرون سے حسنِ نوخطان زیر و زبر ہوکر — مقابل تیرے سو حرف آئے خوبانِ نگارین پر

ادا و ناز مین موجد ہے تو طرزِ عجب کا

---

[۱] قاعدہ عربی زبان کا ہے کہ ہمزہ وصل بحالت وصل کلام کے تلفظ مین نہین آتا ہے (مطلب) میری ناتوانی کا یہ حال ہے کہ یار کے آنے کی خوشی کو بھی برداشت نہین کرسکتا ہون کہ صدا ے پاے دلبر سُنتے ہی اور میرا وصال ہوا۔

[۲] وقت معاملہ بیع کے سنگ اسود نے سنگ ترازو ہو کر وزن بتانے کا کام دیا رعایت سودا و سنگ اسود ظاہر ہے۔

[۳] خطاب شاہد سخن کیطرف ہے اور اسی کا سراپا لکھا گیا ہے۔

مقابل تیرے سو حرف آئے خوبان نگارین پر ادا و ناز مین موجد ہے تو طرز مجدد کا
مری طبع روان ہر یا تری رفتار موزون ہر مرا مصرع ہر یا سید ہا سا مضمون ترے قد کا
تری زلف رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہر کرشمہ ہر غزل تیری غزال چشم اسود کا
لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کے سویدا پر تصور جسکے دلمین خال خال آیا ترے قد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیرے مضمون ہر مری رنگین بیانی یا ترا رخسار گلگون ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھون کا افسون ہر مری طبع روان ہر یا تری رفتار موزون ہر
مرا مصرع ہر یا سید ہا سا مضمون ہر ترے قد کا

مخمس تیری یا پانچون انگلیونکا ایک حنا کا ہر رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشا ہے
جو رنگین قطعہ ہر یا توت لب کا ایک ٹکڑا ہر تری زلف رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہے
کرشمہ ہر غزل تیری غزال چشم اسود کا

ترانے بلبل شیراز کے دلکش نہون کیونکر کہ تیری بوستان حسن ساری ہر اُسے از بر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثل لالۂ احمر لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کا سویدا پر
تصور جسکے دلمین خال خال آیا ترے قد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحف ناطق تجھے سمجھے ہوے ہین معنی و الشمس روشن پر تو رخ سے
سواد زلف سے حل مو بمو واللیل کے عقدے بعینہ افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہیے
جو ابروے کشیدہ مین ہر نقشہ صاد کی مد کا

مضامین شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھیے ہوے ہین اخذ رنگین بیانی لعل لب تیرے
سر رشتے ترے سربستہ نکلے یک قلم سکتے نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل نے
معما نام رکھا ہر ترے موے معقد کا

شب معراج کا مضمون ملا آنکھونکے کاجل سے ہوے حل معنی مازاغ چیتمان کمحل سے
کیا واقف دہان تنگ نے اسرار لا حل سے نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

بعینہٖ افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہئیے [1] جو ابروے کشیدہ مین ہی نقشہ صاد کی مد کا
نکالی چیستان چوٹی کی گیسوے مسلسل سے [2] معما نام رکھا ہے تری موے معقد کا
یہ سب باتین ہین لیکن ہی دہن مین گفتگو بیشک [3] کرین کیا ہمکو حق نے منھ نہین بخشا خوشامد کا
محل گفتگو مین کیا حساب خاموشی سمجھین مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہی ندارد کا

سواد خط ریحان ہی یہ سنبل زار مو بیشک گل مضمون نے پائی ہی گل عارض سے بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک یہ سب باتین ہین لیکن ہی دہن مین گفتگو بیشک
کرین کیا ہمکو حق نے منہ نہین بخشا خوشامد کا

سخندان غیب دان بھی ہون تو یہ از حقی سمجھین مٹا ئین حرف ہستی کو تو حال نیستی سمجھین
سمجھ حق نے جنھین دی ہی معما یہ ہی سمجھین محل گفتگو مین کیا حساب خاموشی سمجھین
مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہی ندارد کا

دہن کے مدعی ہین بےخود صہبا ے نادانی جب اُتریگا یہ نشہ آپ کھنچین گے پشیمانی
نہین اتنا سمجھتے سیکشان بزم حیرانی دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیون پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو کے مرکز دور میم مدح احمد کا

وہ احمد جسکے پرتو سے ہی دل آئینۂ معنی ثنا سے جسکی صندوق جواہر سینۂ معنی
مرصع دست کاتب مین بڑی دستینۂ معنی ملا ہی لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی
زبان نے رتبہ پایا ہے کلید قفل ابجد کا

---

[1] سورۂ صاد شروع ہی ص سے اور اسی ص کو شاہد سخن کی آنکھ سے تشبیہ دی ہی جو مد ص پر ہی اُس کو ابروے کشیدہ سے تشبیہ دی ہی لفظ بعینہٖ (عین بمعنی چشم) آنکھ کے ذکر مین خاص لطف رکھتا ہی۔

[2] چوٹی کی چیستان یعنی اعلےٰ درجہ کی چیستان مناسبت چوٹی کے گیسو سے ظاہر ہے۔

[3] یعنی دہن گفتگو کے واسطے ہوتا ہی ایسے مقام پر خاموشی کیسی دہن کی تشبیہ صفر سے ہی اور صفر علامت ہونے کی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ شاہد سخن کے دہن نہین ہی کیونکہ اگر دہن ہوتا تو مدح حضرت پیغمبر خدا صلعم کی کرتا۔

دہن ہوتا تو پھر کرتا نہ کیون پیمانہ گردانی ۱ ؎ یہ نقطہ ہو کے مرکز دور سیم مح احمدؐ کا
ملا ہی لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی ۲ ؎ زبان نے رتبہ پایا ہی کلید قفل ابجد کا
بچھا کر فرش اطلس کو جا کر عرش و کرسی کو ازل سے انتظار اللہ کو تھا اُسکی آمد کا
قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان امکان مین ہوا ہی یوسف کنعان لقب حسن مقید کا

بٹھا کر صف بصف جا بجا بو نطرف انبوہ قدسی کو چراغان کے عوض جمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو بچھا کر فرش اطلس کو جا کر عرش و کرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جسکی دبستان مین سلامت نوح جسکی کوشش الفت سے طوفان مین
گدا اور بش جسکے کوچہ چاک گریبان مین قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان امکان مین
ہوا ہے یوسف کنعان لقب حُسن مقید کا

بچھائے آنکھین جسکے خواہین آنیکو ہر شیدا کیا ہی جسنے دامان شفاعت پردہ عصیان کا
حمایت پر ہے جسکی امت مرحوم کو تکیا ہمارا خواب غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا
بروز حشر بنکر خواب مخمل جسکی مسند کا

فروغ اُس سے شریعت کا ہی زیبایش حقیقت کی وہ ہی زنگ رُخ ناسوت شمع بزم لاہوتی
وہی ہی رونق ظاہر وہی ہی زینت مخفی بیاض عارض صورت سواد گیسوے معنی
جواہر سرمہ چشم گردش چرخ زبرجد کا

۱ ؎ اگر دہن ہوتا تو یہ نقطۂ دہن مرکز دور سیم مح ہو جاتا تاکہ پیمانہ گردانی جو دہن کے واسطے نعمت ہے میسر ہوتی رعایت دور و پیمانہ گردانی ظاہر۔

۲ ؎ اس شعر سے نعت کی ابتدا ہی قفل ابجد اُس قفل کو کہتے ہین جسمین چند حلقے پہلو دار ہوتے ہین اور ہر پہلو پر حرف ابجد کندہ ہوتے ہین جب وہ حلقے اس ترتیب سے آجاتے ہین کہ حروف ابجد بہ ترتیب پڑھے جائین قفل کھلجاتا ہی (مطلب) جسکے سبب سے لب کو خزانہ معنی کا ملا اور زبان قفل ابجد یعنی دہن کی کنجی ہو گئی مناسبت گنجینہ و قفل ظاہر۔

ہمارا خواب غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا ؎۱ بروز حشر بنکر خواب مخمل جسکی مسند کا
بیاض عارض صورت سواد گیسوے معنی ؎۲ جواہر سرمہ چشم گردش چرخ زبرجد کا
جلاے کن فکان روشنگر آئینۂ عالم ؎۳ سعادت ہی شرف ہے نیر نور مجرد کا
مے انگوری الفقر فخری کی حلال اُسنے لڑا ہی جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

عجب صورت سے چمکا اختر آئینۂ عالم صفا پاتا ہی اُس سے جوہر آئینۂ عالم
ہوی خاک قدم خاکستر آئینۂ عالم جلاے کن فکان روشنگر آئینۂ عالم
سعادت ہے شرف ہے نیر نور مجرد کا

گرادی قیمت جام شراب پرتکال اُسنے جدا کی ساغر افلاس سے دُرد ملال اُسنے
نکالا اپنے مستونکے لیے گدڑی سے لال اُسنے مے انگوری الفقر فخری کی حلال اُسنے
لڑا ہی جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

سوا اللہ کے دامن کشش اُونکے توسل سے نہ اُسکو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تجمل سے
شہنشہ دونون عالم کا مگر نفرت تجمل سے سریر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکل سے
حریم ناز مین تکیہ خدا پر اُس کی مسند کا

؎۱ ہمارا خواب غفلت مخمل مسند آنحضرت کا خواب بنکر بروز حشر تکیہ گاہ مغفرت قرار پاے گا۔ مناسبت مسند و تکیہ و خواب مخمل و خواب غفلت ظاہر۔

؎۲ جواہر سرمہ اضافت مقلوب یعنی کحل الجواہر آنحضرت صلعم کی صفت ہے کہ آپ عارض صورت کی بیاض گیسوے معنی کے سواد اور چشم گردش چرخ کے کحل الجواہر ہین۔

؎۳ یعنی آپ وجود خلق کی رونق آئینہ عالم کے منور کرنے والے اور ماہتاب نور کے شرف ہین الفاظ سعادت و شرف برعایت نیر کہے ہین۔

؎۴ فخر انگور کی قسم۔ اُسکی شراب کو فخری کہتے ہین (مطلب) آپ کا مقصد فقر تھا اور شاہانہ شان و شوکت کو مٹا دینا سنگ مقصود ایک قسم کا پتھر ہے۔

ہر پر جاہ پر فخر اسکو دیہیم توکل سے — حریم نازمین تکیہ خدا پر اسکی مسند کا
کھنچی ہے رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل ۱؎ — تعالی اللہ رنگ عارض اس نور مجرد کا
ہر تاکید منظور خدا ہی لام کاکل سے ۲؎ — ہوا اظہار دو ابرو سے اک نون مشدد کا
تصور کرنے والے آپکے بے شبہہ ناجی ہین — بھروسہ ہے ہمین اللہ کے قول موکد کا

چمک مین ہی رخ روشن کہین خورشید سے افضل — یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اول
شبیہ مصطفے ہو کیون نہ ہر مخلوق سے اکمل — کھنچی ہر رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اس نور مجسد کا

قیامت گرچہ رحمت کیلیے ہر مظہر کامل — مگر فی الحال تسکین طاعت بیاسی ہر حائل
خفیفہ سے ثقیلہ تک نہین اذکار بار دل — کھنچی ہر رحمت یزدان کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اس نور مجرد کا

نہین گو کام عین نام رحمت کو تغافل سے — خصوصیت کی جاو آنکھین ہین گر دکھو تامل سے
دکھین کیون گنہگار ونکو وہ چشم تفضل سے — ہر تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے

ہوا اظہار دو ابرو سے اک نون مشدد کا

وہ صورت وہیان مین کہتے ہین ہم ہر چند عاصی ہین — ہمین ورثے جنت کی گھڑیان انتظار کی ہوتی ہین
بھلا آپ کو بھولے ہین طاعت پر جو نازی ہین — تصور کرنے والے آپکے بے شبہہ ناجی ہین

بھروسہ ہے ہمین اللہ کے قول موکد کا

۱-۲؎ مستقبل پوری تصویر کو کہتے ہین علاوہ شاعرانہ مضمون کی خوبیون کے ان دو اشعار سے بقاعدہ علم معا لفظ الرحمن ظاہر ہوتا ہے پہلے شعر مین رحمت سے مستقبل (مضارع) کا صیغہ یرحم ہوتا ہے۔ دوسرے شعر مین لام یرحم کی اول مین اضافہ کرکے نون مشدد آخر مین بڑھایا مطلب یہ ہے کہ عارض انور سے لیرحمن ظاہر ہوتا ہے۔

ہدف ہو ہو گیا زورِ کماندارِ نبوت سے [1] مقامِ قاب قوسین اکثر ادنیٰ تیر مقصد کا
کشش جب قادرِ انداز ازل کے زور دکھلائے [2] کمان حا سے چلہ کیون نہ اُترے میم احمد کا
احد کو کیجیئے یا احمدِ بے میم کو سجدا عجب مشکل ہے مضمون میرے مفہوم مردد کا
دوئی بھی عین وحدت ہی محمد[3] نص ناطق ہی مفسّر ہے یہ جملہ آیہ میم مشدد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہِ طور تک پہونچے بڑا اللہ کیا عیسیٰ نے کھینچے چرخ پر چلّے
نشانے دونون تھے اسکے نشانے سے کہین نیچے ہدف ہو ہو گیا زورِ کماندارِ نبوت سے

مقامِ قاب قوسین اکثر ادنیٰ تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کے اگر پائے کمان رکھدے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے کشش جب قادرِ انداز ازل کے زور دکھلائے

کمان حا سے چلہ کیون نہ اترے میم احمد کا

مدینے کیطرف جائین کہ ہم کعبہ کا لین رستا نظر آتا ہی ان دونون گھرون مین ایک ہی جلوا
کہان اب جبہہ سائی کیجیے کچھ بن نہین پڑتا احد کو کیجیئے یا احمدِ بے میم کو سجدا

عجب مشکل ہی مضمون میرے مفہوم مردد کا

احد احمد ہی ایک اِن دونون کا مضمون مطابق ہی ہر اک اُنمین سے ہی معشوق ہر اک اُنمین عاشق ہی
نہین مطلق دوئی کو دخل دعوا یہ صادق ہی دوئی بھی عین وحدت ہی محمد نصِ ناطق ہی

مفسّر ہے یہ جملہ آیہ میم مشدد کا

---

[1] یعنی کماندار نبوت کا زور یہ تھا کہ ادنیٰ قسم کے تیر مقصد سے بھی اکثر مقام قاب قوسین ہدف ہو گیا رعایت کماندار و قوسین و تیر و ہدف ظاہر۔

[2] کمان کو مشابہت ح سے اور چلہ یعنی چہل کو مناسبت میم سے ہی جسکے عدد ۴۰ ہین یعنی احمد سے میم نکلجائے تو احد ہو۔

[3] دوئی کے عین وحدت ہونے کی دلیل خود لفظ محمد ہی کہ میم در حقیقت ایک حرف ہی لیکن بوجہ تشدید کے دو بار پڑھا جاتا ہی گویا میم مشدد کی تفسیر یہ ہی کہ "دوئی بھی عین وحدت ہے"

ملا نون نبوت سب کو سیم عمر کھونے پر ف۱ یہان گھٹ جانے مین اسکے احد ہوتا ہی احمد کا
ہوا رتبہ مین افزون قاف قلت کا نون کثرت سے ف۲ معما پا گئی چشم تامل صاد سے صد کا
چڑھا قاف قدم تک اور اترا کاف امکان مین ف۳ ہے شور اس قلزم معجز نما کے جزر کا مد کا
ہوئی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا مہ نو خوب چمکا بر زمین تیغ محمدؐ کا

نبیؐ ذی رتبہ سب ہین آپ لیکن سب سے ہین برتر — یہ برہان اپنے دعوے پر ہی کافی اے خرد پرور
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہین پیغمبر — ملا میم نبوت سب کو سیم عمر کھونے پر

یہان گھٹ جانے مین اسکے احد ہوتا ہی احمدؐ کا

گھٹے اعداد سیم احمدی جب عمر حضرت سے — نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایہ نبوت سے
ہوئے ہمنام باری بخت چمکا نور وحدت سے — ہوا رتبہ مین افزون قاف قلت کا ن کثرت سے

معما پا گئی چشم تامل صاد سے صد کا

جو پہونچا موجزن ہو کر تجلی گاہ یزدان مین — بھرے سب قدسیون نے گوہر مقصود دامان مین
سراپا دونون عالم غرق ہین اُس بحر عرفان مین — چڑھا قاف قدم تک اور اترا کاف امکان مین

ہی شور اُس قلزم معجز نما کے جزر کا مد کا

دم جنگ آپنے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا — سیہ کارون نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سر دین پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا — ہوئی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا

مہ نو خوب چمکا بر زمین تیغ محمدؐ کا

ف۱ انبیا علیہم السلام کو بعد چالیس برس کی عمر سے مرتبۂ نبوت ملا لیکن اگر احمد سے سیم (۴۰) نکالا جائے تو احد ہوتا ہے۔

ف۲ عدد صاد کے نوے ہین اگر الف صاد سے نکالا جائے تو صد ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر احمد سے میم نکالا جائے تو باعث ترقی رتبہ کا ہے۔

ف۳ عالم قدم و عالم امکان دریاے حقیقت محمدی کے جزر و مد ہین۔

اُتارا کاسہ سر باڑھ کے ڈولے نے دم بھر مین ۱ ہوا چاک اس سے گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا
عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے اُلفت ۲ سبب ہی شعلہ سیل آب شمشیر مہند کا
عجب کیا ہی جو خواب ناز مین سوتی رہے ناگن ۳ نہ کھولے آنکھ گر چھینٹا نہ دین آب زمرد کا
نہین حیرت کے قابل گر کہون مین اڑہ و اصل ہے ۴ بیان ہی یہ لب تشدید سے حرف مشدد کا

ہوا اسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر مین ۔ آل کا بربادی ہی تھی اُسکے مقدر مین
پھرا جو اس سے آیا گردش قسمت سے چکر مین ۔ آتارا کاسہ سر باڑھ کے ڈولے نے دم بھر مین
ہوا چاک اس سے گر برگشتہ ہو کر قلب مرتد کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا ہی وہ شفقت ۔ عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہانتک پھیلی اُسکے گلشن اخلاق کی نکہت ۔ عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے الفت
سبب ہے شعلہ سیل آب شمشیر مہند کا

---

۱ باڑھ بمعنی دھار و نیز بمعنی ترقی (مطلب) باڑھ کے ڈولے نے مرتد کا سر کاٹ دیا مناسب کاسہ و چاک و برگشتہ دم مرتد ظاہر۔

۲ آپ کے خلق عام کا یہ اثر ہوا کہ عداوت اُلفت ہو گئی اور کسی چیز مین ضد باقی نہین رہا کہ شعلہ سبب ہوا شمشیر پر آب دینے کا حالانکہ آب و شعلہ مین عداوت ہی۔

۳ یہ ثبوت اس بات کا ہے کہ جن چیزون مین عداوت تھی الفت ہو گئی مقصود یہ ہی کہ یہ اثر ایسا عام ہے کہ کچھ عجب نہین اگر ناگن پر آب زمرد کا چھینٹا دین تو وہ آنکھ کھو لدے حالانکہ آب زمرد قاتل ہے یا یہ مطلب ہے کہ آب و تاب زمرد سانپ کو مغلوب و غافل کر دیتے ہین مگر اب ہوشیاری کا سبب ہے کیونکہ چھینٹا دینے سے غفلت جاتی رہتی ہے غالب کے شعر مین بھی یہی مضمون ہے ؎

سبزۂ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا ۔ یہ زمرد بھی حریف دم افعی نہ ہوا

۴ اڑہ کا کام کاٹ کر جدا کرنے کا ہی تشدید (ّ) کی صورت اڑہ سے مشابہ ہے تشدید کی وجہ سے ایک حرف دوسرے حرف سے ملجاتا ہے۔

وصال حق سے حاصل ہر بقاء دائمی اسکی — بیان ہر واصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا
پڑا لرزہ زمین مین جسم اطہر جب اُسے سونپا — سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا
عجب کیا ہر اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے — کرے ہمچشمی یعقوب دیدہ سنگ اسود کا
صریر خامہ سے اِس غم مین گرہو مرثیہ خوانی — قلم کو بیگمان بازو ملے اللہ کے مد کا [1]

شرار برق خاطف سے ہون دو دانے خرمن — پڑے پانی تو حقِ آتش نوانین ہو روغن
کرے بادِ سحر شام سحر کو پھونک کر روشن — عجب کیا ہر کہ خواب نازنین سوتی ہر ناگن
نہ کھولے آنکھ گر چھینٹا نہ دین آبِ زمرد کا

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے — جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہر جو ظالم تھا وہ عادل ہر
کہان اب دیدۂ احول دوئی ہر شئی سے زائل ہے — نہین حیرت کہ قابل گر کہون مین آ کہ واصل ہر
بیان ہر یہ لب تشدید سے حرفِ مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھکر ہے کیا کہیے نبی اُسکو — فضیلت فرد فرد انبیا پر حق نے دی اُسکو
خدا کا فضل روز افزون ہر جب پر کیا کمی اُسکو — وصالِ حق سے حاصل ہر بقاء دائمی اُسکو
بیان ہے واصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سامان جسد م روح و قالب کی جدائی کا — جگر سشق ہو گئے ہنگامۂ محشر ہوا برپا
زبس تھا آسمانِ عزّ و تمکین پیکرِ والا — پڑا لرزہ زمین مین جسم اطہر جب اُسی سونپا
سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروبِ مہر انور سے — اُڑا ہائی آسمان کو نیلگون چادر اسی غم نے
عزیز مصر مکہ تھے مہ کنعانِ بطحا تھے — عجب کیا ہر اگر کعبہ لباسِ ماتمی پہنے
کرے ہمچشمی یعقوبؑ دیدہ سنگ اسود کا

[1] بازو اُس شخص کو کہتے ہین جو ہمراہ مرثیہ خوان کے آواز ملاتا ہی۔

شب و روز آسمان ہوتے ہین قربان اُسکے روضہ پر | کہ ہی نو دائرون مین ایک مرکز کاف گنبد کا
بیان ہو کس سے شان روضۂ پر نور احمدؐ کا | کہ جسپر اک غلاف سبز ہی چرخ زبرجد کا
لکھون اک مختصر جملہ کہ روضہ ہی محمدؐ کا مطلع[۱] | یہی مسند الیہ اچھا سبب ہی رفع مسند کا
نہ گردون کا غبارہ تا غبار آستان پہونچا تھا [۳ بند] | اثر پیدا ہوا آخر زحل سے کے طالع بد کا

غم جانسوز حضرت سے فرشتون سے ہین دل بانی | قلم کی سینہ چاکی کچھ نہین ہے جاے حیرانی
نہ ہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی | صریر خامہ سے اس غم مین گر ہو مرثیہ خوانی

قلم کو بیگمان بازو ملے اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زمین پر جب سے خط روضۂ انور | شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثواب طوف حج پاتے ہین قدسی گرد پھر پھر کر | شب و روز آسمان ہوتے ہین قربان اسکے روضہ پر

کہ ہے نو دائرون مین ایک مرکز کاف گنبد کا

نہین برج قمر بقعہ ہے انوار موبد کا | برابر رات دن فیضان ہی نور مجرد کا
عجب عالم کلس کا ہی عجب جلوہ ہی گنبد کا | بیان ہو کس سے شان روضۂ پرنور احمدؐ کا

کہ جسپر اک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

کرون وصف بنا یا وصف رفعت اُسکے مشہد کا | فلک کہنا سبب ہوتا ہی کسر شان گنبد کا
نہین کرسی نشین قبہ جو سمجھون عرش امجد کا | لکھون اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمدؐ کا

یہی مسند الیہ اچھا سبب ہی رفع مسند کا

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہان پہونچا | تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحان پہونچا
نہ تا قندیل در نور چراغ آسمان پہونچا | نہ گردون کا غبارہ تا غبار آستان پہونچا

اثر پیدا ہوا آخر زحل سے کے طالع بد کا

---

۱ قاعدہ علم نحو یہ ہی کہ جملہ اسمیہ مین مسند الیہ سبب رفع مسند کا ہوتا ہی "روضہ ہی محمدؐ کا" جملہ اسمیہ ہی جسمین "محمدؐ" مسند الیہ "روضہ ہی" مسند ہی منشا یہ ہی کہ بلندی روضہ کی تعریف مین اسیقدر کہنا کافی ہی کہ وہ محمدؐ کا روضہ ہی یعنی یہی نسبت بلندی رفع روضہ کیلیے کافی ہی

کرہ آتش کا کوسون رہگیا پیچھے یہ حیرت ہے | کہ سر سوے فلک کیون شعلہ ہے قندیل گنبد کا
مناجاتی کا آنسو ڈھل سکے کر اُسکے آستانے سے | ہوا ہے ذرۃ التاج سعادت فرق فرقد کا
فلک اب کوکبِ دُ دار کی جھاڑو اُٹھا رکھے | ملائک ڈھونڈتے پھرتے ہین سُرخاکِ مرقد کا
جبین عرش ایزد پر ہے خاک آستان صندل | ہر اک ذرہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقد کا [1]
زمین تا آسمان پہونچی مکان تا لامکان پہونچا | کہان تک اوج لکھیئے اُسکی خاکِ پاک مرقد کا

تنزل ہے محال اسکا ترقی جسکی فطرت ہے | یہ دعویٰ ہے یہی فلسفی کیون گرم حجت ہے
توجہ جانب مرکز اگر شانِ طبیعت ہے | کرہ آتش کا کوسون رہگیا پیچھے یہ حیرت ہے

کہ سر سوے فلک کیون شعلہ ہے قندیل گنبد کا

کہو نکلے نہ نسر طائر اپنے آشیانے سے | تھکے بازوے مرغِ سدرہ اس رفعت پہ آنے سے
فلک کا اختر تقدیر جھکا سر جھکانے سے | مناجاتی کا آنسو ڈھلکے اُسکے آستانے سے

ہوا ہے دُرۃ التاجِ سعادت فرق فرقد کا

یہان کی گرد ہے کحل الجواہر اسکو بہنے دے | نہ پائین گے لیے قدسی تو در در خاک چھانینگے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اُڑانیسے | فلک اب کوکبِ دُ دار کی جھاڑو اُٹھا رکھے

ملائک ڈھونڈتے پھرتے ہین سرِ خاک مرقد کا

زمین روضۂ انور فلک سے ہے کہین افضل | ہوا ہے روزنِ دیوار چشم جو ہر اوّل
غبار در سے ہے آئینہ خورشید پر صیقل | جبین عرش ایزد پہ ہے خاک آستان صندل

ہر اک ذرہ ستارہ ہے کلاہِ فرق فرقد کا

بلندی مین وہان روضۂ رفعت نشان پہونچا | جہان اُڑکر نہ شہباز خیالِ قدسیان پہونچا
جبین عرش سے آگے وہ سنگ آستان پہونچا | زمین تا آسمان پہونچی مکان تا لامکان پہونچا

کہان تک اوج لکھیئے اسکی خاکِ پاک مرقد کا

[1] فرقد یکے از دو ستارہ کہ نزدیک قطب اند فرق بمعنی سر

عیان ہی کہکشان یا نقش محراب منقش سے ہے — فلک ہی یا کلس رکھا ہی چھوٹا سا زمرد کا

ملا ذ جن و انسان مرجع قدوسیان کہیے — [1] کہین سے ہے قبلۂ حاجت کہین ہی کعبہ مقصد کا

سلام حق کو لیکر دمبدم جبریل آتے ہین — عجب مضمون کھپا اس بیت[1] مین آورد آمد کا

ہی جی مین اس زمین کو تختۂ سرو روان کیجیے — قیامت ایک سیدھا سا ملا ہی قافیہ قد کا

تصور مین ترے جنت ہی گوشہ اپنے مرقد کا مطلع — کہ تھا لا میری چشم تر کا ہی طوبیٰ ترے قد کا

بلا گردان ملک ہین عالم ارواح کو غش ہی — زمین پر چاندنی یا سایۂ قصر پر یوش ہی

فلک پر شمس ہی یا شمسۂ ایوان دلکش ہی — عیان سے ہے کہکشان یا نقش محراب منقش ہی

فلک ہے یا کلس رکھا ہے چھوٹا سا زمرد کا

ترے روضہ کو مسجود زمین و آسمان کہیے — عبادت خانۂ عالم مطاع دو جہان کہیے

پناہ پست و بالا مامن کون و مکان کہیے — ملاذ جن و انسان مرجع قدوسیان کہیے

کہین ہی قبلۂ حاجت کہین ہی کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے دربار ایزد مین جو پاتے ہین — پئے کسب سعادت سر پہ اپنے رکھ لے لاتے ہین

پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہین — سلام حق کو لیکر دمبدم جبریل آتے ہین

عجب مضمون کھپا اس بیت مین آورد و آمد کا

صفات اُس سرور بالا کے بہت بڑھکر بیان کیجیے — بلند ایسے بندھین مضمون نہ مین کو آسمان کیجیے

قلم کو فاختہ کے مثل سرگرم فغان کیجیے — ہی جی مین اس زمین کو تختۂ سرو روان کیجیے

قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت مین ہی کیا دھڑکا سواد دفتر بد کا — نظر مین نور ہی تیری بیاض صفحۂ خد کا

دماغ اب عرش پر کیونکر نہ پہونچی خاک مشہد کا مطلع — تصور مین ترے جنت ہی گوشہ اپنے مرقد کا

کہ تھا لا میری چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

---

[1] بیت بمعنی شعر و خانہ۔ آورد و آمد شعرا کی اصطلاح ہے۔

محمدؐ مصطفےٰ پُتلا ہے تو نورِ مجرد کا ہوا خورشید اقلیم عدم سایہ ترے قد کا

سواد تبت تشبیہ کہئیے تیرے گیسو کو بہار گلشن تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

میسر ایک جلوہ مین مجھے لطفِ دوبالا ہو کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت مین نکیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا

بنا یا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجھکو ہوا خضر سرراہ عدم سایہ ترے قد کا

نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو جو روشن بزم وحدت مین ہوا اکا ترے قد کا

کہین شمس و قمر سے بڑھکے ہے جلوہ ترے قد کا ترے پرتو سے چمکا اخترِ تقدیر فرقد کا

دو عالم مین ہے پھیلا نور تیری ذات ارشد کا محمدؐ مصطفےٰ پتلا ہے تو نورِ مجرد کا

ہوا خورشید اقلیمِ عدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافۂ مشکِ ختن ہو نافِ آہو کو گلستان سے کہو کہ چھوڑے اپنے سرو دلجو کو

نہ یہ موزون نہ پہونچے اُسکی نگہتِ عنبرین مو کو سوادِ تبت تشبیہ کہیے تیرے گیسو کو

بہارِ گلشن تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دوچار آنکھین ہین تجھسے دو عالم سے کنارا ہو دوبینی سے دو روزہ زیست مین ہر اِک تماشا ہو

مزا دونا ہو سروِ خلد کے پہلو مین طوبیٰ ہو میسر ایک جلوے مین مجھے لطفِ دوبالا ہو

کرون مین دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھون کیا مدحتِ خطِ لبِ جان بخش حضرت مین کہ ہے وہ حسنِ مطلع صفحۂ مہرِ قیامت مین

بلند اک بیت ابرو فردِ کلیات فطرت مین بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت مین

نکیلا مطلع ایجاد مین مصرع ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سبکو ہدایت ہو مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو

زہے حکمت کہ آئے راہ پر گم گشتہ تھے جو جو بنا یا رہنما جب عالمِ ایجاد کا تجھ کو

ہوا خضرِ سرِ راہِ عدم سایہ ترے قد کا

کلام ناطق آیات قرآن حقیقت مین — سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا
خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی — لگایا قد آدم آئینہ اسمین ترے قد کا
مٹا ڈالین بناکر صورتین آدم سے تا عیسےٰ — تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا
مقابل مجھ سے کیا ہو مرد میدان سخن محسن — کہ جوہر ہی مری تیغ زبان مین وصف احمدؐ کا
فضا سے تنگ میدان قلم مین نقطہ او خط سے — بڑے اُستاد نے مجھکو سکھایا ہی بھری گد کا

دوئی سے کیون تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو — بنایا نور یکتائی سے سرتاپا ہے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو — نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو

جو روشن بزم وحدت مین ہوا اکتا ترے قد کا

بیان شان بسم اللہ ہی ابرو کی آیت مین — خلاصہ سورۂ والشمس کا ہی تیری صورت مین
تری باتین شریعت مین ترا جلوہ طریقت مین — کلام ناطق آیات قرآن حقیقت مین

سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہین ہے تجھسے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی — تجلی دو جہان کی تونے اپنی ذات مین دیکھی
ازل سے ہی تری تقدیر اے محبوب حق چمکی — خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی

لگایا اُس مین قد آدم آئینہ ترے قد کا

بہت پُر زور تھا ہر چند خامہ دست قدرت کا — نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت مین کھنچا خاکا — مٹا ڈالین بناکر صورتین آدمؑ سے تا عیسیٰؑ

تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا

اُڑا لینا بہت دشوار ہی میرا چلن محسن — ٹھہر سکتے نہین آگے مرے ارباب فن محسن
مجلا دیتا ہون ہین دم بھر مین سارا بانکپن محسن — ق — مقابل مجھسے کیا ہو مرد میدان سخن محسن

کہ جوہر ہے مری تیغ زبان مین وصف احمدؐ کا

ف۱ قد عربی زبان مین کبھی بمعنی تحقیق اور کبھی بمعنی تقلیل کے آتا ہے۔

سزا حاسد کو ہی دار قلم سے اس قلمرو مین — کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا مؤید کا

کیا شیراز کو پامال اردوے معلی نے — گیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند[1] کا

عصا موسوی خامہ ورق ہی وادی ایمن — ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہی مرے ید کا

پڑا ہی طور کی چوٹی مین موباف زری بنکر — لکھا جو شعر وصف روے تابان محمد کا

امیر اسکا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے — جھکائے وہ سر تسلیم میرے پاؤن پر پہلے

عجائب ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشک[2] سے مینے — فضاے تنگ میدان قلم مین نقطہ وخط سے

بڑے استاد نے مجکو سکھایا ہے بھری گد کا

نہ مدح غیر سے مطلب نہ ذم سے اس قلمرو مین — سزا حاسد کو ہی دار قلم سے اس قلمرو مین

حسد کرکے کہان جائیگا ہمسے اس قلمرو مین — قلم جاری ہی احد کے کرم سے اس قلمرو مین

کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا مؤید کا

زبان تیز کے جوہر زباندان ہو تو پہچانے — ولایت مین صفین کین صاف اس تیغ مصفا نے

گرہی کٹ کٹ کر دست فکر ہیر تر کو نکے دستانے — کیا شیراز کو پامال اردوے معلی نے

گیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہون نعت مین اعجاز ہی روشن — سواد ہر رقم ہے دود شمع طور کا مخزن

قلمدان جیب کوہ طور بستہ طور کا دامن — عصاے موسوی خامہ ورق ہی وادی ایمن

ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دبیر آسمان سی ہی کہین میرا بلند اختر — ہر اک صفحہ مرے دیوان مین رشک مہ انور

چمک ہر معنی روشن کی طرہ ہی تجلی پر — پڑا ہی طور کی چوٹی مین موباف زری بنکر

لکھا جو شعر وصف روے تابان محمد کا

---

[1] تیغ مہند تیغ ساختہ ہند در ملک عرب ایران تیغ ہندی اعتبار تمام دارد ۱۲

[2] اشک تخلص مولوی ہادی علی مرحوم استاد حضرت محسن ۱۲

زمین شعر پر نازل ہی قرآن سخن مجھسے | کتاب آسمان اک نسخہ ہی لوح زبرجد کا
سخن میرے قلم کی نے سواری سے کہان پہونچا | کہ کاہے کو سون سبزہ رہ گیا چرخ زبرجد کا
مری طبع روان کا پھر اُسی گھاٹ اب اُتارا ہے | تماشا دیکھیئے بحر سخن کے جزر کا مد کا
احد کا غیب مین مورد شہادت مین تو احمد کا | مطلع ہی مشہود ایک ہی بیشک دوچشمی ہاے اشہد کا

ہوسے ہین منتظم یہ چار ارکان سخن مجھسے | منور ہی چراغ طاقِ ایوان سخن مجھسے
جہان مین ہی فروغ نور ایمان سخن مجھسے | زمین شعر پر نازل ہی قرآن سخن مجھسے
کتاب آسمان اک نسخہ سے ہے لوح زبرجد کا

فلک کب ہمعنانِ توسنِ طبع روان پہونچا | فرشتون کے جہان پر جلتے ہین اکثر وہان پہونچا
بھرے ایسے ترارے تا فضاے لامکان پہونچا | سخن میرے قلم کی نے سواری سے کہان پہونچا
کہ کاہے کو سون سبزہ رہ گیا چرخ زبرجد کا

تعلّی حد سے بڑھکر ہو چکی لازم کنارا ہے | لکھون پھر شعر تر مدحت مین فکر کا اشارا ہی
طبیعت باڑھ پر آئی ہی دلنے جوش مارا ہے | مری طبع روان کا پھر اُسی گھاٹ اب اُتارا ہی
تماشا دیکھیے بحر سخن کے جزر کا مد کا

وجوب امکان دونون مین ہی جلوہ نور بیچد کا | وہ اک غنچہ یہ اک گل ہی ترے گلزار مقصد کا
کہین مصداق مطلق کا کہین مظہر مقید کا | احد کا غیب مین مورد شہادت مین تو احمد کا
ہی مشہود ایک ہی بیشک دوچشمی ہاے اشہد کا

ہوا جب قصد پیر النعت مین موزون قصیدہ ہو | لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو
نہین آتا ہی مجبیر حرف گر انصاف سے دیکھو | بمجبوری لکھا اَیِّد کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی اَحد کا

ف۱ لوح زبرجد سے مراد توریت ہی جو قرآن شریف سے منسوخ ہوئی۔

ف۲ مراد از اشہد کلمہ شہادت و شہادت ضد غیب۔

بمجبوری لکھا الید کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمدؐ کا

یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل شہادت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

کہ دست صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجادِ مقید کا

ترے رشتہ سے مثلِ شمع کی آتش سے گلبازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوان محشر میں
صحیح آسکے نہ میزان میں سیاہہ دفتر بد کا

کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو
یہ مضمون صلوٰت روشن ہی اگر چشم بصیرت ہو

موخر انبیا سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو
یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیلِ نبوت ہو

خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر میں گر غور سے دیکھے
کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہجاتے

نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے
کہ دست صنع گر فارغ ہوا مقصود اصلی سے

مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی کارپردازی
لگائی تجھ سے لو لے گرمی بازار طنازی

ہوے انگارے سب غنچے بھبوکی شعلوں کی سرفرازی
ترے رشتے سے مثل شمع کی آتش سے گلبازی

ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہو دفتر آئین کاتب اعمال جیکر میں
مدین نیکی ہی کی رہجائیں باقی سارے دفتر میں

بدی کی جو رقم ہو جا پڑے نسیان کے گھر میں
محاسب ہو شفاعت تیری جب دیوان محشر میں

صحیح آسکے نہ میزان میں سیاہہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہیں سب تیری فطرت سے
ملک جن بشر کوئی نہیں واقف حقیقت سے

مقدم ایک کی خلقت نہیں ہے تیری خلقت سے
کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے

ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

ترے ابرو کی ہی محراب لازم طاق عرفان کو — در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

تجمل کا ترے ماہی مراتب مہ سے تا ماہی — ثریٰ سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

الم مصروف تیرے دشمنون کی غمگساری مین [1] — خوشی کو کام ہی تیرے محبون کی خوشامد کا

ستایش کے لیے تو واسطے تیرے ستایش ہی — کہ ہے مذکور قرآن مین ترے اوصاف بیحد کا

سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے — یہ سچ ہی وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا

مناسب ہی تری مژگان کی چلمن بیت یزدان کو — مزین ہی ترے خط کا کتابہ عرش سبحان کو

ترے عارض کا شمسہ چاہیے ایوان ایمان کو — ترے ابرو کی ہی محراب لازم طاق عرفان کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسر و انجم نہ مجکو آسمان جاہی — مری نظرون مین ہی اک گردہ یہ چتر شہنشاہی

ہوی تیرے مراتب سی کماہی کسکو آگاہی — تجمل کا ترے ماہی مراتب مہ سے تا ماہی

ثریٰ سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گزرے کیون تری اعدا کی ذلت اور خواری مین — محب کیونکر نہ پائین حظ تری خدمتگزاری مین

غم و شادی ہین دونون محو تیری پاسداری مین — الم مصروف تیرے دشمنون کی غمگساری مین

خوشی کو کام ہی تیرے محبون کی خوشامد کا

طبیعت کے سخنور اونکو منظور آزمایش ہی — وگرنہ اونکی مداحی سے کب تیری نمایش ہی

بہت دشوار باب نعت و مدحت کی کشایش ہی — ستایش کے لیے تو واسطے تیرے ستایش ہی

کہ ہی مذکور قرآن مین ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوے نازل ہر اک مین ذکر تیرا ہے

جو ہو تیری ثنا پر بند ہم مین سے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جنکا شیوا ہے

یہ سچ ہی وہ لیے پھرتے ہین جھوٹا قفل ابجد کا

[1] شہیدی شب و روز اسکے صاحبزادون کا گہوارہ جنبان تھا: عجب ڈھب یاد تھا، روح الامین کو بھی خوشامد کا:

یہ خواہش ہے کرون مین عمر بھر تیری ہی مداحی — نہ اُٹھے بوجھ مجھسے اہل دنیا کی خوشامد کا

چمک ہو درد کی دلمین خیال روئے تابان سے [1] — ستارہ اوج پر ہو جسم کے برج مشید کا

کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا [2] — جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائر روح مقید کا

تری خدمت مین ای حاجت روا ب غرض ہے اپنی — روا ہون حاجتین تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
ثنا سے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زبان میری — یہ خواہش ہے کرون مین عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اُٹھے بوجھ مجھسے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز درونی داغ عشق فتنہ سامان سے — تماشا ہو کہ چمکے بخت نور مہر عرفان سے
شرر نکلین اُٹھین شعلے ہو ابرق لمعان سے — چمک ہو درد کی دلمین خیال روئے تابان سے
ستارہ اوج پر ہو جسم کے برج مشید کا

پھنسائے دام گیسوے مسلسل مین مجھے ایسا — یہان جبتک ہے آب و دانہ تجھپر پھڑکے دم میرا
رہو مین رشتہ بر پا جب قفس چھوڑون عناصر کا — کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگا طائر روح مقید کا

بنا دے مجکو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے — کہ ہو مے سے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
دل وحشی کرے رم دونون عالم کی تمنا سے — ہرن ہو نشہ سیر انشا ہین دین و دنیا سے
رہون خائف تصور کر کے مین دو دال سے دد کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر — مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک مین امتحان کے پیشگاہ حضرت داور — بہ رنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر
اُٹھون مین قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

---

[1] مشید یعنی بلند

[2] ڈور کا پھندا نہ چھوٹے بلکہ کمند دل رہے۔

ہرن ہو نشہ سیر النشا تین دین و دنیا سے [1] رہون خائف تصور کر کے مین دوال سے دد کا
بزنگ زرد چڑھے ہے سونا مرا میزان محشر مین — اُٹھون مین قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا
فرشتے دیکھکر مجھ کو کہین دیوان محشر مین — جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد کا
تُلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت مین — بطرز تازہ ہو وزن اسپنے اشعار مجدد کا
ترے دربار مین ہر وقت رہنے کی اجازت ہو — مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

کرے بنیا بیان میرے لیے ہر موج کوثر مین — جگہ مجکو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر مین
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور مین — فرشتے دیکھکر مجکو کہین دیوان محشر مین
جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد کا

لکھا ہو اس قصیدے کو جو مینے وصف حضرت مین — عوض ہر بیت کے پاؤن سکونت قصر جنت مین
کیے ہین بسکہ اکثر شعر جمع اوصاف قامت مین — تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت مین
بطرز تازہ ہو وزن اسپنے اشعار مجدد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہی صلہ اسکا عنایت ہو — اُٹھاتا ہون دُعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
بغل مین یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو — ترے دربار مین ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

نہ سمجھو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھون — ظہور شان مطلق کا مین تجکو واسطا سمجھون
حق آئینہ ہو دل بر صاف اصلی مدعا سمجھون — ترے عارض کو مین آئینہ نور خدا سمجھون
کہ فہم سر وحدت ہی الف ایمان کے ابجد کا

قمر سمجھون رخ تابان کو یا مہر سا سمجھون — کلف انہین جلن انمین ہی مین سمجھون تو کیا سمجھون
یہ تشبیہین ہین ہر عکس ایک مزحق نما سمجھون — ترے عارض کو مین آئینہ نور خدا سمجھون
کہ فہم سر وحدت ہی الف ایمان کی ابجد کا

[1] دد بمعنی درندہ

ترے عارض کو مین آئینۂ نورِ خدا سمجھوں
کہ فہم سرِّ وحدت ہے الفِ ایمان کی ابجد کا
الٰہی پھیل جاے روشنائی میرے نامہ کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد مین میم احمد کا

دمِ تحریر تیری ذوق سے بڑھجائے تردستی
قلم کے نکلین آنسو ہو یہ جوشِ خندہ و شادی
بیت
شمولِ اشکِ شیرین سے دوات اتنی تو ہو بھیگی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمد کا

کبھی تو کام آئے روشنائی میرے نامے کی
کوئی تو رنگ لائے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظِ احد مین میم احمد کا

تاریخ خمسہ اللھم صل علے محمدٍ عبدک و رسولک النبی الامی وآلہ واصحابہ و ازواجہ دائمًا ابدًا

۱۲۷۵ھ ہجری

سنہ اللھم صل علے محمدٍ عبدک و رسولک النبی الامی وآلہ و ازواجہ اجمعین ۱۲۶۶ھ

چتر شاہنشاہی

۱۲۷۵ھ

یہ مسدس ایک عزیز دوست کی طرف سے واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی مدح مین لکھا تھا جو دربار شاہی مین تخلص تبدیل کر کے متعدد مرتبہ پڑھا گیا۔

عزیزِ مصر جب تک مشتری ہو مہر قیصر ہو
قمر پرویز زہرہ مثل شیرین ناز پرور ہو
دبیر چرخ توقیعات مین کسریٰ کا ہمسر ہو
ہو کیوان مثل کے مریخ بہرام دلاور ہو
الٰہی جانِ عالم بادشاہ ہفت کشور ہو
فلک پر سات اختر ہین زمین پر ایک اختر ہو

ہو جبتک شاخ مین گل گل مین رنگت رنگ مین جوبن
لبو پر نے ہو نے مین نغمہ ہو نغمہ مین دل بردن
بغل مین شیشہ ہو شیشے مین مے سر مین شور افگن
ہو دل پہلو مین دلمین ماہ رو مہرو مین الھڑ پن
تری محفل مین دورِ عیش ہم پیمان ساغر ہو
مے و محبوب ہو مطرب ہو ساقی ہو گل تر ہو

رہے تاثیر حسن پاک جبتک طورِ سینا مین
عزیز مصر سے کنعان رہے مشہور دنیا مین
اُتارا ہو پریزادون کا دلمین چشم مینا مین
ہو ذکر گوپیان گوکل مین بندرابن مین متھرا مین
تو محبوب جہان اے یوسفِ پاکیزہ منظر ہو
کنہیا برج والون مین، پریزادون مین اندر ہو

ہو جبتک تخم زیر خاک جوش اسمین نمو کا ہو
نمو سے ریشہ ہو ہر ریشہ بڑھکر نخل رعنا ہو
نکالے نخل شاخین شاخ کو پل پھر وہ پتا ہو
ہو پتون مین شگوفہ اور اُس سے میوہ پیدا ہو
نہالِ عمر شاہنشہ ہمیشہ تازہ و تر ہو
رہے قائم پھلے پھولے جہان مین سایہ گستر ہو

رہے جبتک بکام تشنہ کامان رحمت باری　　رہے برسات مین ہر جا رسو چھائی ہوئی بدلی
متاع کاروان ابر گوہر بار ہو پانی　　کنوین مین آب شیرین ہو بجاے یوسف مصری

ترا فیض اے سحاب مرحمت ہر دم فزون تر ہو
کنوان ہو، نہر ہو، گنگا ہو، قلزم ہو، سمندر ہو

ہو جبتک کان مین زر اور زر سے اسکی وقعت ہو　　رہے حاجت روا زر اور زر کی سبکو حاجت ہو
ہو گوہر بحر مین اور بحر کو گوہر سے عزت ہو　　رہے گوہر مین آب اور آب سے گوہر کی قیمت ہو

ترے دست کرم کا قبضہ ہر اک بحر و کان پر ہو
ترے ہاتھون سے خالی بحر پر دُر کان پر زر ہو

ہو جبتک کیمیا نایاب تر گوگرد احمر سے　　رخ اہل ہوس ہو زرد تر زرنیخ اخضر سے
رہے چاندی مراد اکسیریون مین ماہ انور سے　　عبارت زہرہ ہو سیماب سے اور شمس ہو زر سے

ترے در پر ہوس کا دامن امید پر زر ہو
ہو سنگ آستان پارس تو دربان کیمیا گر ہو

ہو جبتک ہمت لشکر کشی فغفور و خاقان مین　　رہے خونریزی کا نشہ دماغ کجکلاہان مین
کمال جوہر شمشیر سازی ہو صفاہان مین　　چلے تیغ پری پیکر پری کی چال میدان مین

تو اعدا پر مظفر ہو ترا اللہ یاور ہو
کمر مین ذو الفقار اور بازوءن مین زور حیدر ہو

ہو جبتک بزم مین دل اور دلمین درد اور درد مین زاری　　نہ ابر ہو آنکھ اور آنکھ مین اشک ہون جاری
ہو پانی تیغ مین پانی مین زہر اور زہر ہو کاری　　ہو غش سکتہ مین غش مین بیخودی اور بیخودی طاری

ترے دشمن کو دنیا مین نہ آسایش میسر ہو
ہمیشہ کشتہ و خستہ سراسیمہ و مضطر ہو

رہے جبتک کہ سیر فرقدین اک رنگ جوڑی پر　　فلک پروازیون مین مہر کا نقرہ ہو نام آور

زری کازین پوشِ سبزۂ گردون بنے یکسر ہو شب کی آبنوسی پالکی مین کہکشان جھالر

سواری دیکھکر تیری جہان حیران و ششدر ہو

زبانون پر تعالیٰ شانہ اللہ اکبر ہو

رہے خوشبو مین جبتک فرحت اور خوشبو ہو نسرین مین ہو نسرین باغ مین اور دماغ چشمِ شوقِ گلچین مین

ہو جبتک سنبل مین سنبل کی شباہت زلف مشکین مین رہے نافہ مین مشک اور نافہ نافِ آہوی چین مین

دماغِ جان ترے اخلاقِ عالی سے معطر ہو

شمیمِ نکہتِ عالم نوازی روح پرور ہو

شرف حاصل کرے جبتک سخن سے نفسِ انسانی دہن مین ہو زبان اور ہو زبان مین گوہر افشانی

ہو موزون صحبتِ احباب مین رسمِ غزلخوانی مسلم اِس مسدس سے ہو محسن کی سخندانی

ستایش مین ہو تیری جو سخن جسکی زبان پر ہو

غزل ہو یا قصیدہ یا مخمس یا معشر ہو

صبح تجلی

حال ولادت صبح اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

۹۴۲ سنہ ۱۲۸۹ ۹۴۷

بیضاوی صبح کا بیان ہے [۱] تفسیر کتاب آسمان ہے
ہے خاتمۂ شب دل افروز دیباچہ نگار نسخۂ روز
آثار سحر ہوے نمایان سیپارہ لیے ہوے ہے دوران
واللیل کو ختم کر چکا ہے آمادۂ دورد والضحٰے ہے
عنوان فلک ہے دُرّ منثور لوح زرّین سورۂ نور
اطراف بیاض مطلع صاف والفجر کے حاشیے پہ کشاف
معمورۂ دہر تابیابان ہمطالع کشور بدخشان
ہر دشت ہی مثل دشت ایمن ہر کوہ برنگ طور روشن
عالم مین ہے آفتاب تاثیر [۲] آب حلب وہوائے کشمیر
گردون کے غلاف مین ہی نہان [۳] مشکوٰۃ شریف مہر تابان
آنکھین نظارے کی طلبگار نظارے کا بخت خفتہ بیدار
منظور ہے حسن کا تماشا [۴] ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا

---

۱ بیضاوی در منثور کشاف نام تفسیرون کے ہین منشا یہ ہی کہ رات ختم ہوئی اور صبح صادق کے آثار ہین۔
۲ جسطرح تمام عالم مین آفتاب کی تاثیر پھیلی ہوئی ہی اُسی طرح آب حلب اور ہوائے کشمیر ہر جگہ ہے۔
۳ مشکوٰۃ نام کتاب حدیث شریف۔
۴ ہر دیدہ مثل زلیخا کے مشتاق حسن کا ہے۔

ہے شرق سے غرب تک ہیتان ق[1] | نورِ عینین پیرِ کنعان
وہ سورۂ یوسفِ تجلی | یہ مطبعِ مصر کی عزیزی
پستی کا دماغ آسمان پر ق | اوجِ افلاک مہر گستر
وہ ہے بلغ العلےٰ کی تفسیر[2] | یہ ہے کشف الدجےٰ کی تعبیر
مضمونِ طلوعِ صبح صادق[3] | مشہور روایتِ مشارق
موقوف حدیثِ شب کی تصحیح[4] | رکھ دیجیے طاق پر مصابیح
ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے | انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے | مریخ کی سست مشتری ہے
روپوش دبیرِ چرخِ اخضر[5] | ظلمت کا سیاہہ کرکے ابتر
اہلِ مدِ کہکشان ہے مفرور | پروانہ نویسِ شمع کافور
زہرہ کا سفید ہوگیا رنگ[6] | نظم پرویں کا قافیہ تنگ

---

[1] شرق کو سورۂ یوسف اور غرب کو تفسیر عزیزی قرار دیا ہے مناسبت یوسف و عزیزی و پیر کنعان خاص لطف رکھتی ہے مطلب یہ ہے کہ شرق بجلے قرآن کے ہے اور غرب اسکی تفسیر ہے۔

[2] پستی کی بلندی بلغ العلیٰ اور افلاک کی مہر گستری کشف الدجیٰ۔

[3] مشہور قسم حدیث و مشارق نام کتاب حدیث و جمع مشرق مطلب یہ ہے کہ صبح صادق ہونے مین کوئی شبہہ کا محل نہین ہے۔

[4] موقوف قسم حدیث منشا یہ ہے کہ حدیث شب کی تصحیح موقوف ہوئی یعنی شب تمام ہوئی مصابیح نام کتاب حدیث کا ہے و مصابیح جمع مصباح بمعنی چراغ۔

[5] ظلمت کا سیاہہ ابتر ہو گیا تو دبیر اہلمد پروانہ نویس خائف ہوے کوئی روپوش ہوا کوئی غائب۔

[6] رنگ سفید ہو گیا یعنی رنگ فق ہو گیا نظم پروین برج ثور کے چھ ستارون کا نام ہے یعنی صبح ہوئی تو زہرہ اور نظم پروین غائب ہو گئے۔

ہے فکر سپہر رات بھر کی ؎۱ کیا بات ہے مطلعِ سحر کی
بر مطلعِ صبحِ صادق استاد ؎۲ از دیدہ نوشت صاد بر صاد
ہے وقت اخیرِ شب خلاصا ؎۳ الواح زبرجدِ فلک کا
ہنگام سپیدۂ سحرگاہ ؎۴ ساعات مین روز و شب کی واللہ
اک مخبرِ صادق البیان ہے ؎۵ پیغمبرِ آخر الزمان ہے
کیفیتِ وحی مین ہے بلبل ؎۶ ہے وقت نزولِ مصحفِ گل
سبزہ ہے کنارِ آبجو پر یا خضر ہے مستعد وضو پر
نوبت ہی صداے قمریان کی تیاری ہی باغ مین اذان کی
محوِ تکبیرِ فاختہ ہے ؎۷ قد قامتِ سروِ دلربا ہے
اک شاخ رکوع مین رکی ہے اور دوسری سجدے مین جھکی ہے
سوسن کی زبان پر مناجات جاری لبِ جو سے التحیات
تسبیح شگوفہ یا مصور ؎۸ تحریمۂ تاکِ ربِّ اغفر

۱ سپہر آسمان و تخلص شاعر۔ مطلع شعر اول غزل و قصیدہ و جای طلوع سحر تخلص شاعر و صبح مطلب یہ ہی کہ مطلع سحر سپہر کے رات بھر کا نتیجہ فکر ہے۔

۲ صبح صادق مین دو صاد مین۔ خوشنویس استاد جب کسی دائرہ کی کشش کو بہت پسند کرتے ہین تو دو صاد بناتے ہین۔

۳ جسطرح توریت جسکو الواح زبرجد فلک کہتے ہین منسوخ ہوگئی اسی طرح وقت اخیر شب ختم ہوا اور صبح صادق نمودار ہے۔

۴ سپیدۂ سحرگاہ کو پیغمبر آخرالزمان قرار دیکر ضروریات پیغمبری کا ذکر کیا ہے۔

۵ سپیدۂ صبح پیام رات کے ختم ہونے کا دیتا ہے اسواسطے اسکو پیغمبر آخرالزمان قرار دیا ہی۔

۶ جب وحی آتی تھی آنحضرت کی حالت متغیر ہو جاتی تھی تمام بدن مین رعشہ کی کیفیت ہو جاتی تھی۔

۷ قد قامت یعنی تکبیر ہے ۸ تحریمہ وہ تکبیر جو بعد نیت نماز کے کہکے شروع کرتے ہین۔

پھیلی ہوئی بوئے گُل چمن مین | اور صلّ علےٰ کا غُل چمن مین
غنچے مین ہے خامشی کا عالم | یا صوم سکوت مین ہے مریم
کیاری ہر اک اعتکاف مین ہی | اور آب روان طواف مین ہی
پابند زکوٰۃ نامیہ ہے [۱] | کانٹا زرِ گُل کو تولتا ہے
لایا یہ مجاہدِ صبا رنگ [۲] | نافرمان ہو رہا ہے چو رنگ
سالک ہی چمن مین نہر موزون | مجذوب ہی شاخ بید مجنون
ہے صوفی صاف دل صنوبر | تحریک نسیم حالت آور
ہر تخم بہ خلوت آرمیدہ | ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہین برگ و نخل اوتاد [۳] | ہے نعم العبد سروِ آزاد
خدمت مین بہار کی صبا ہے | سبزہ سنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو | یکسو شب زندہ دار شبّو
ہی استغراق نیلوفر کو [۴] | پاس انفاس ہے سحر کو
سیفی جو زبان خار پر ہے | نرگس کی نگاہ مین اثر ہے
وحدت ہی چمن مین مغز تا پوست | صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نرہا تو گل ہوا ہے [۵] | واصل ہے جسے یہان فنا ہے

[۱] مال نامی پر زکوٰۃ واجب ہی۔ نامیہ بمعنی بڑھنے والا۔ کانٹا اُردو مین بمعنی چھوٹی ترازو کے اور نیز بمعنی خار مستعمل ہی

[۲] جہاد نافرمان پر ہوتا ہے نافرمان قسم پھول کی ہے۔

[۳] ابدال گروہے از اولیاء اللہ کہ حق تعالیٰ زمین را بوجود ایشان قائم دارد یکی از ایشان چون بمیرد دیگرے از مردم جاے او بگیرد مناسبت برگ با ابدال ظاہر۔ اوتاد در اصطلاح سالکان چہار تن اند۔ اولیاء خداے تعالیٰ کہ محافظت جملہ عالم و معموری دنیا از برکت ایشان ست اوتاد جمع وتد بمعنی میخ۔ [۴] نیلوفر پانی مین ڈوبا رہتا ہے اسی رعایت سے لفظ استغراق جو اصطلاح تصوف ہی استعمال کیا گیا ہی [۵] غنچہ مٹ کر گُل ہو جاتا ہی۔

کہتا ہے اشارۂ لجا لو — نُو تُوا مِن قبلِ اَن تموتُوا
خرقہ ہی نصیب یاسمن کو [1] — عمامہ ملا ہے نارون کو
پیرایۂ نور مین سمن ہے — سلطانِ مشائخِ چمن ہے
عطار شمیم گلستان کی [2] — ہمسر مرتبۂ فرید بوٹی
پھولون مین یون گلاب خوش آب — جیسے قطبون مین قطب اقطاب
کیوڑا گلزار پُر فضا مین — غوث الثقلین اولیا مین
ہر شمعِ خموش فکر مین ہے [3] — ہر طائرِ شوخ ذکر مین ہے
شورش مین قلندرانہ قمری [4] — اور چشتی سبز پوش طوطی
ہے خواجۂ نقشبندِ ذیجاہ — طاوس [5] علیہ رحمتہ اللہ
ہر کبکِ دری خلیل آزر [6] — ہُد ہُد نامِ خدا پیمبر
اعجاز نسیم صبحدم ہے — انفاسِ مسیح کی قسم ہے
عالم مین وہی ہوا ہے چلتی [7] — جو صبح الست کو چلی تھی
تنزیہ ہے مستِ نغمۂ ہو — ق — ہنگامۂ لا آکہ ہر سو

[1] نارون بمعنی گلنار فارسی۔

[2] شمیم عطار گلستان کی ہر اور بوٹی ہمرتبہ فرید ہے عطار سے اشارہ شیخ فریدالدین عطار اور فرید سے بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہما کی طرف ہی شمیم ہوا سے خوشبو۔ فرید بوٹی نام بوٹی کا ہے یعنی شمیم عطار اور بوٹی فرید ہے۔

[3] فکر و ذکر اصطلاح تصوف شمع کی خموشی بثبوت فکر کا ہے۔

[4] چشتی سے مراد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح ہین مناسبت سبز پوش با طوطی ظاہر۔

[5] طاوس نام ایک کامل بزرگ کا ہی مناسبت طاوس با نقشبند ظاہر۔

[6] کبک دری پرندہ ایست خوش رفتار و آتش خوار۔ آزر یعنی آتش و نام بت تراش مناسبت خلیل با آزر ظاہر۔ ہد ہد پیام و نامہ حضرت سلیمانؑ کا ملکہ سبا کے پاس لیگیا تھا جسکا ذکر سورۂ نمل مین ہے۔

[7] صبح ازل جب الست بربکم کہا گیا تھا۔

باشان و شکوہ جلوہ فرما [1] شاہنشہ تختگاہِ الّا
سامانِ ظہور کی ہے تمہید قدرت پہ یہ ہو رہی ہے تاکید
فیضِ روح القدس عیان ہو افشائے رموزِ کن فکان ہو
آئینہ ہو چار سوئے عالم لبریزِ تجلیاتِ مبہم
ہر قطرہ ہو جوششِ بحر در بر ہر ذرہ ہو آفتابِ پیکر
وہ شان ہو آج رنگ و بو کی مصداق ہو جلّ شانہ کی
لو ہم نے حباب کو عطا کی [2] آبِ حیوان کی میر بحری
فرمان بقا کے مستند ہون احکام فنا کے مسترد ہون
کثرت وحدت مین ہو کے فانی حاصل کرے عمر جاودانی
مہمان حدوث کا قدم ہو امکان پہ وجوب کا کرم ہو
سیرابی تازہ روپ دکھلائے ہر شاخِ خمیدہ راست ہو جائے
اسرافیل اپنے صور لائین پھر رنگ رمیدہ کو جگائین
عزرائیل اب کرین نہ دورا ناکارہ کے رہین عدم کا
اللہ اللہ کیا سمان ہے ہر شے کو حیاتِ جاودان ہے
سرسبزی ہی باغ مین جنان کی آمد ہے بہارِ بے خزان کی
لوح و قلم ادیبِ تقدیر محو خطِ نسخ عالمِ پیر
ایام کا بخت پھر جوان ہے پھر عہدِ شباب آسمان ہے
ہستی و عدم مین ایک لے ہے [3] لا شے کے بھی لب پہ آج نے ہے

[1] شاہنشہ یعنی اللہ کہ در لا الا اللہ ہست۔
[2] یعنی حباب کو آبِ حیوان (بقائے دائمی) کا امیر البحر مقرر کیا۔
[3] لا کا ترجمہ فارسی مین نے ہے۔

کیفیتِ خرمی سے مسرور	رنگین طبعان محفلِ نور
رضوان نے کہین سبیل رکھی	ہر کوزے مین سلسبیل رکھی
تیار کیے بحکم باری [1]	میکائیل اک طرف نہاری
آئی سبے ساغر و صراحی [2]	کوثر سے کھنچی ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت نے بنا لے [3]	جبریل درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوے ہین خوشی سے پھولے	غلمان لیے ہار حور لجرے
خاکا ہے زمین مین آسمان کا	نقشا ہے مکان مین لامکان کا
گویا اُتر آئی ہے زمین پر	مینا بازارِ چرخِ اخضر
نازل ہوے عرش سے فرشتے	سب حیّ علی الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روحِ پاکِ آدم	دربان نے کہا کہ خیر مقدم
ہمرنگِ ارم زمانہ شگفت	طوبیٰ لک یا ابا البشر گفت
انوار ہین نوحؑ کے نمایان	یا ابر کرم کا جوشِ طوفان
رحمت کے لباس مین چپ و راس	شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ
یمن و برکت لیے ہین موجود	ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ
خاتم پہ لکھے ہوے سلیمانؑ	نقشِ تسخیر جن و انسان
بسم اللہ صادِ صبر ایوبؑ [4]	الحمد کتابِ شکرِ یعقوبؑ

[1] حضرت میکائیل کو خدمت رزق پہونچانے کی سپرد ہے۔ نہاری صبح کا ناشتہ۔

[2] صبوحی وہ شراب جو صبح سویرے پی جاتی ہے۔

[3] حضرت جبریل کو خدمت انبیا پہ سلام و پیام پہونچانے کی ہے۔

[4] سورۂ صاد صبر کی بسم اللہ حضرت ایوب اور کتاب شکر کی الحمد حضرت یعقوب ہین۔

یوسفؑ مع عزت و مناصب [۱] — یونسؑ مع ماہی و مراتب
داؤدؑ لیے زبور پہونچے — موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے
کعبے مین خلیل کا ہے جلوہ — بت کرنے لگے خدا کا سجدہ
اسحقؑ مع ذبیح آئے — لقمانؑ مع مسیح آئے
تھے حسن فروش و جلوہ مشتاق — ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق
انواع محاسن و کمالات (اضافت مقلوب) — اقسام صفات و عمدہ حالات
جو کچھ ابتک ہوا ازل سے — ہونے والا ہے جو کچھ آگے
ہر نکتۂ جانفزا ے ناسوت [۲] — راز ملکوت و سر لاہوت
توحید کی شان راستبازی — تجرید کی وضع بے نیازی
استغنا ہمرکاب تسلیم — اقبال کے ساتھ تخت دیہیم
دانش و انا سے سر مکنون — سرمایۂ نازش فلاطون
وہ نظم فصیح جس کا سحبان — طفل ناخواندۂ دبستان
وہ دولت و جاہ روز افزون — جسکے بندون مین تھا فریدون
حاتم کا وصف جود کامل [۳] — عدل نوشیروان عادل
حکمت مفتاح قفل مقصود — علم آئینۂ وجود معبود
ہر گوہر قلزم ولایت — ہر نیر مطلع ہدایت
صدیقؓ کا صدق و استواری — عثمانؓ کا حلم و بردباری

---

[۱] ماہی مراتب جلوس شاہی۔ مناسبت ماہی با یونس علیہ السلام لطفے دارد۔

[۲] لاہوت عالم ذات الٰہی ست کہ سالک را دران مقام فنا فی اللہ حاصل میشود و مرتبۂ صفات را جبروت و مرتبہ اسمار الملکوت نامند۔ ناسوت عالم اجسام۔

[۳] جود کامل جو حاتم کی خوبی تھی۔

آوازۂ عسکر کی صاحبی کا | اور دبدبہ مرتضےٰ علی کا
ریحانِ بہشت روح پرور | خلقِ حسن شگفتہ منظر
رنگینیِ لالہ زارِ ایمان | جانبازیِ سیدِ شہیدانؓ
آثارِ مجاہدینِ ابرار | انوارِ مہاجرینِ انصار
مقبولیِ بایزیدِ اعظم | محبوبیِ خاصِ غوثِ اعظم
عرفانِ ابوسعید کرخی | روشندلیِ جنید و شبلی
گستاخیِ عاشقانِ مغرور | رسوائیِ دارگیرِ منصور
عشق آفتِ عاشقانِ جانباز ۱؎ | حسن آئینۂ تجلیِ ناز
مجنون وہجومِ حسرتِ دل | لیلےٰ مع سارباں و محمل
القصہ یہ دیکھکر تماشا | حیرت ہوئی آکے جلوہ فرما
کہتی ہوئی کیا ہے آج ساماں | کھلتا نہیں کچھ یہ سرِ پنہاں
خورشیدِ فلک کے سائباں مین | یوسف ہے عمارہ کارواں مین
خلوتگہِ حسن ہے زمانہ | اور جلوۂ صبح شاہدانہ
ڈوبی ہوئی رنگ مین چمن کے ۲؎ | نکھری ہوئی روپ مین دلہن کے
خورشیدِ ظہور کا شرف ہے | ق معراجِ نظر کو ہر طرف ہے
مظہر کا خطاب میرزا ہے ۳؎ | منظر کا لقب ابو العلا ہے
شبنم کو دمِ فلک آبی ۴؎ | مٹی مین کمالِ بوترابی

۱؎ عشق جو عاشقانِ جانباز کے واسطے آفت ہے اور حسن جو تجلی ناز کا آئینہ ہے۔

۲؎ صبح کی صفت ہے یعنی صبح چمن کی رنگ مین ڈوبی ہوئی۔

۳؎ مظہر مرزا مظہر جانجانان رح۔ شاہ ابو العلا رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مین عجیب غریب اثر تھا۔

۴؎ ابوتراب کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہ جسمین تراب کا لفظ ہے جسکے معنی خاک کے ہین۔

ہر قطرے مین آب و تاب گوہر — ہر موج شعاع مہر انور
آفاق مین ہے تجلی نور — یا شانِ نزول جلوۂ طور
کرتا ہے فلک سجود پیہم — مائل بزمین ہے عرش اعظم
اونچی ہوئی یہ مکان کی کرسی — سب کھل گئی لامکان کی قلعی
مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار — آتشکدے گل ہوے جو یکبار
پانی طوبیٰ کی جڑ مین پہونچا — جو خشک ہوا ہے بحرِ ساوا
ہے خاک کی طبع مین روانی — جو دشت سماوہ مین ہے پانی
چلتے ہین یہ کس ہوا کے جھونکے — ہوش اُڑتے ہین جس سے کاہنونکے
باندھا دہ قضا نے لعن کا لام[۱] — ابلیس کی فوج مین ہے کہرام
بُت مہر سکوت بر دہان ہے — بتخانون مین شورِ الامان ہے
کس کی شوکت کا زلزلا ہے — قصرِ کسرے جو ہل رہا ہے
ہے کس کو خطاب ایزدِ پاک[۲] — لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکْ
گم نورِ وجود مین عدم ہے — آغوشِ حدوث مین قدم ہے
ہے فرش یہ عرش کی تجلی — کہتی ہوئی لا اِلٰہ غیری
ہے قبلہ ہر ایک سمت پر نور[۳] — ہر بیت ہے مثل بیت معمور
ہر نقص کمال کا سزاوار — ہر جزو مین عقل کل کے آثار
کیا رنگ قبول جلوہ گر ہے[۴] — ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے
ہے چاندنی ایک ماہ پیکر[۵] — سورج مکھی آفتاب انور

---

[۱] لام باندھنا یعنی لشکر جمع کرنے کے ہین [۲] یہ حدیث لفظاً موضوع اور معنی صحیح ہے صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہین لولا ما غلق الافلاک خالقہا [۳] ہر سمت پر نور قبلہ ہے [۴] ہزار کنایہ از بلبل [۵] گل چاندنی سورج مکھی گل اشرفی گل صدبرگ گل عباسی گل داؤدی مشہور پھولون کے نام ہین۔

اور نگس نشین باغ ہے گل ؎۱ اور ہفت ہزاریون مین بلبل
ذی حکم خزانہ اشرفی ہر صد برگ کا اسم پانصدی ہے
عباسی کو دعوی فتوت ؎۲ داؤدی کو شبہہ نبوت
ہر دانہ ہے عابد سحر خیز ہر ذرۂ خاک شمس تبریز
القاب نسیم دامن دشت مخدوم جہانیان جہان گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر بخشش کا صلائے عام گھر گھر
روے حسنات سوے اخیار چشم رحمت سوِ گنہگار
ہر منکر مین عابد کی طاعت محسنؔ کی تلاش مین شفاعت
جیسی اسدن سحر ہوئی ہے ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے!
این نسخہ چہ انتخاب دارد این صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادت جہان ہے نوروز بہار جاودان ہے
مفتاح خزینہ ہاے اسرار مصباح تجلیات انوار
ہے بدر کمال اوج تشبیہ لبریز جمال مہر تنزیہ
نازل ہے زمین پہ کبریائی بندے کے لباس مین خدائی
اسوقت دیار مین عرب کے مطلع سے تجلیات رب کے
برج شرف قریشیان مین اور ہاشمیون کے خاندان مین
کعبے کی زمین نامور سے اور عبد المطلب کے گھر سے
اسلام کا آفتاب چمکا بے پردہ و بے نقاب چمکا

؎۲ عباسی کو دعوی فتوت کا اور داؤدی کو شبہہ نبوت کا اس رعایت سے ہے کہ حضرت عباس کی فتوت اور حضرت داؤد کی نبوت مشہور ہے

؎۱ ہفت ہزاری منصب ہے اسمین لفظ ہزار ہے جسکے معنی بلبل کے ہین. پانصدی منصب ہے۔

پیدا ہوے سرورِ دو عالم ق پیدا ہوے فخر نوحؑ و آدمؑ
محبوب خدا نبی مرسل[1] صبح دو مین روز اول
شاہنشہ انبیا محمدؐ تاج سر اصفیا محمدؐ

پیدا ہوے حضرت پیمبرؐ ق صبح قدرت کے سعد اکبر
واللیل اشارتے زمویش والشمس عبارتے ز رویش
خورشید سپہر دین محمدؐ نور عین الیقین محمدؐ

پیدا ہوے قبلۂ لطف ق پیدا ہوے کعبۂ حقیقت
مقصود ازل ابد دا علے منظور حضور حق تعالے
سلطان فلک حشم محمدؐ مہر عرب و عجم محمدؐ

پیدا ہوے بادشاہ ذیجاہ ق آرائش تخت لی مع اللہ
عین عرفان و مردم عین ابروے جبین قاب قوسین
جان و دل مرسلین محمدؐ روح روح الامین محمدؐ

پیدا ہوے خاتم النبیینؐ ق مُہرِ فرمان عز و تمکین
با میم احد احد بلا میم شایستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ آئینۂ حق نما محمدؐ
محو رضوان حق ز دانش آل و اصحاب و پیرِ دانش
کیفیت وجد مین ہر اب ذوق کہتا ہے خطیب خامۂ شوق
ہے ذکر ولادت پیمبرؐ ے اَعْلیٰ اَوْلیٰ اَہَمُّ وَ اَکْبَرُ

---

[1] ملاحظہ ہو چراغ کعبہ مین مقام اعلی کے بیان مین آبا سوے بزم لی مع اللہ کا فٹ نوٹ
[2] جمعہ کے دوسرے خطبہ مین آخری فقرہ اعلے اولے اہم و اکبر ہوتا ہے۔

فغانِ محسن

سنہ ۱۲۸۹ھ

یہ مثنوی سچی ہمدردی اور پرانی محبت کا فوٹو ہے حضرت محسن کے ایک دوست پر سرکاری معاملہ مین گرفت ہوئی جسمین اندیشہ تھا کہ انکی عزت و آبرو مین فرق آئے حضرت محسن اپنے دوست کی پریشانی و اضطراب کا صدمہ نہ اُٹھا سکے بیمار ہوگئے جب خدا کے فضل سے وہ معاملہ رفت و گزشت ہوگیا حضرت محسن کو بھی صحت ہوگئی بعد صحت یہ مثنوی لکھی تھی جو نظر ثانی سے محروم رہی -

یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا | تڑپنے لگا دل اُچھلنے لگا
زمین تک مرے آنسو آنے لگے | فلک تک مرے نالے جانے لگے
جگر مین تپش لب پہ شیون ہی کیون | مجھے آپ ہی آپ اُلجھن ہی کیون
مری چشم تر کا یہ کیا حال ہی | کہ دامن سے تا آستین لال ہی
مرا رنگ فق ہوتا جاتا ہی کیون | بدن خود بخود سنسناتا ہی کیون
سبب کیا کہ مین سر کو دُھننے لگا | ہوا کیا کہ مین تنکے چننے لگا
ہنسی مین مرے آنسو بہنے لگے | مجھے لوگ سودائی کہنے لگے
نیا راگ لائی مری بیکسی | چُھٹا دیس جنگل کی دُھن ہو گئی
مرے منہ پہ زردی سی کیون چھا گئی | چمن مین مرے کیون خزان آ گئی
پسینے بھی دیکھے نکلتے ہوے | ہے گھبراہٹ اتنی مجھے کس لیے
گریباں اپنے ہاتھون اُٹھانے چلا | کھلے بند مین قید خانے چلا
چمن سے مجھے شوق صحرا ہوا | نئے رنگ کا مجھکو سودا ہوا
خزان آئے تو دل کو کھٹکا نہین | بہار آئے تو مجھکو پروا نہین

طبیب آئین بالین پہ تو دم گھٹین   جو ہی نبض دیکھین تو نبضین چھٹین
کوئی فصد لے یان اثر تک نہو   کوئی تپ کھنے دے یان خبر تک نہو

عجب طرح کا ہے یہ دیوانہ پن   نہ شوق خموشی نہ ذوقِ سخن
اگر بے محل گفتگو کی ٹھنی   ملا نطق کو خلعتِ سوسنی
خموشی ہوئی گر بجاے سخن   ملا نالہ کو سرمئی پیرہن
جو سوتے مین شب کو رہی بیکلی   تو خواب پریشان سے نیند اُڑ گئی
جو دن کو بھی سوز باطن رہا   تو دن بھر مرا کیا بُرا دن رہا
خوش آتی نہین اب مجھے کوئی شے   نہ دریا نہ گلگشت نہ مینا نہ مے
نہین کوئی سامان مجھے سازوار   نہ ساقی نہ مطرب نہ فصلِ بہار
کبھی میری کیفیت ایسی نہ تھی   یہ شورش یہ سوزش یہ گرمی نہ تھی
نہ ایسی کبھی بیقراری ہوئی   نہ مجھپر غشی ایسی طاری ہوئی
نہ آنکھونکے پردے گلابی ہوے   نہ تار آنسوؤنکے شہابی ہوے
گھڑی بھر مین ہوگیا گرد برد   ستم ہے غضب ہے کلیجے کا درد
نہ کیا کیا ہوس زندگانی کی تھی   مگر موت آنی جوانی کی تھی
کوئی دم مین دم ہی نکلتا ہے آج   کلیجا مرا کوئی ملتا ہے آج
چلی آتی ہین ہچکیان دمبدم   مجھے یاد کرتے ہین اہلِ عدم
اندھیرا مری آنکھون مین چھا گیا   جبین پر تو دیکھو عرق آگیا
تڑپنے مجھے دو نہ بولو ذرا   مرے ہاتھ اور پاؤن کھولو ذرا
نہ للہ مجکو سنبھالے کوئی   مرے منہ مین پانی نہ ڈالے کوئی
سبکروحی یارون کو دکھلاؤنگین   کہ بو ہو کے غنچہ سے اُڑ جاؤنگین
مین کسواسطے خاطر آزار ہون   کسی کے دل و دوش کا بار ہون

ہو آنکھون سے آبِ رواں موجزن [۱] — اسی مین نہاؤن وہی ہو کفن
مرے فاتحہ کو نہ آئے کوئی — جنازہ نہ میرا اُٹھائے کوئی

نہ گل ہو نہ پھول اور نہ میلہ رہے — مرا مردہ سب سے اکیلا رہے
نہ شمعِ لحد کا بھی آنسو بہے — فقط بیکسی مجکو روتی رہے
خفا کر کے محسن نہ پھیرین مجھے — فرشتون سے کہدو نہ گھیرین مجھے
سمجھتا نہین مین حساب و کتاب — یہ رکھتا ہون اک مختصر سا جواب
نہ مین نے کیا کچھ نہ جانا کبھی — مگر سجدۂ آستانِ نبیؐ

خطا بخش بدیو انگہِ کبریا — حبیبِ خدا اشرفِ انبیا
ز اسماے او روز امید و بیم — شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریم

---

[۱] آب رواں ایک قسم کپڑے کی ہے۔

نگارستان الفت

۱۲۹۳ ھ

معروف

پیاری باتین

یہ مثنوی ایک دوست کے اصرار سے لکھی تھی یہ شب کو اُنکے یہان مشاعرہ تھا سہ پہر کو اُنکے اصرار سے مجبور ہو کر صرف ایک گھنٹہ مین یہ مثنوی لکھی نظر ثانی کی نوبت نہین آئی۔ بر سبیل تذکرہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ مثنوی ناتمام ہے۔

اِک نظر مہر کی مجھپر ساقی   ماہرو آئینہ بکر ساقی
مہربان تشنہ لبون پر ہوجا   دل کی لہرون کا سمند رہوجا
کشتی مے نہ چلی میرے بغیر   میرے دریا ترے بیڑے کی خیر
کردے سرشار مجھے جی بھر کے   دے صراحی یہ صراحی بھر کے
گردش جام شراب بے ساقی   دم آبے دم آب بے ساقی
غرق کرتا ہے تلاطم مجھکو   آج للّٰہ کوئی خُم مجھکو
یہ بھی اک وقت ہی بیڈھب ساقی   بار کرتا ہے مخاطب ساقی
چھینٹے سویدے کے رُلاتا ہی مجھے   غیرب بن کے بناتا ہی مجھے
ہین یہ کیا رنگ تمھارے محسن   سُست کیون ہو مرے پیارے محسن
نہ وہ صورت نہ وہ سیرت تیری   یار کیا ہو گئی حالت تیری
اُڑ گیا رنگ ترا بو ہو کر   بہ گیا خونِ دل آنسو ہو کر
حیف حالت تری دکھ پائی ہوئی   ہاے صورت تری مُرجھائی ہوئی

لب پہ آئے ہوئے نالے پیہم　　ڈبڈبائی ہوئی آنکھین ہر دم
چہرہ ڈوبا ہوا حیرانی مین　　عرق آیا ہوا پیشانی مین

زردی چھائی ہوئی رخسار دن پر　　سرسون پھولی ہوئی انگارون پر
مردنی چھائی ہے چہرہ دیکھو　　اپنی جاتی ہوئی دنیا دیکھو
چھپ گیا چاند ستارا ہو کر　　اڑ گیا آئینہ پارا ہو کر
ہر دم اک رنگ بدلتا ہی کیون　　شمع کی طرح سے جلتا ہی کیون
یہ انگرکھے ترے گلکاری کے　　جنکی کلیون مین چبھے ہین کانٹے
کامدانی کا دوپٹا چھوڑا　　لٹ گیا تیرا شہانا جوڑا
رنگ اڑ اڑ کے بکھر جانے لگا　　ناتوانی کو بھی غش آنے لگا
بند آنکھین کیے روتے دیکھا　　رات ہمنے تجھے سوتے دیکھا
کس بلا کا تو ہوا ہے مجنون　　لیلی کہتی ہے بلائین لیلون
کوہ پر جا کے اگر سر مارے　　کوہکن بھی تجھے پتھر مارے
باتین کرتے ہو تو رک جاتے ہو　　آپ ہی چھیڑ کے شرماتے ہو
کبھی ملتے ہو تو بیگانے سے　　کبھی ہنستے ہو تو دیوانے سے
شہر کا سیر و تماشا چھوڑا　　چاندنی چوک کا رستا چھوڑا
رکھدیے موسم گل مین کیونکر　　طاق نسیان پہ سنہرے ساغر
آشنا گل کے نہ سوسن کے رہے　　باغ مین تم تو خزان بنکے رہے
بیٹھے جنگل مین نہ یکسو ہو کر　　کالے کوسون پھرے آہو ہو کر
نجد مین تیرا گلا ہوتا ہے　　قیس لیلے سے خفا ہوتا ہے
کسی بت نے تجھے حیران کیا　　کسی کافر نے مسلمان کیا
بیٹھے بٹھلائے یہ سودا تجکو　　کیا ہوا میرے کنھیا تجکو

دیکھ بھر آئین تری پھر آنکھین یاد آئین کوئی کافر آنکھین
خون مین ڈوبی نگاہین کیسی این مریجان یہ آہین کیسی
بگڑے کیون لے مرے بسمل چتون یاد آئے کوئی قاتل چتون
عشق گیسو نے یہ عقدہ کھولا سر پہ چڑھکر ترے جادو بولا
جال پھیلائے لیے ہین منتر والے بال کھولے ہوئے گھونگر والے
جان لیتے ہین نکھرنے والے تم سلامت رہو مرنے والے
دل لگا ہے تو پشیمانی کیون جان کی فکر مرے جانی کیون
آبرو کی تجھے پروا کب تک ننگ و ناموس کا کھٹکا کب تک
ہوش مین آؤ سمجھ والے ہو تم تو بے مے پیے متوالے ہو
سنو کہین ایک نہ مانی آخر مٹ گئی تیری جوانی آخر
چاندنی پچھلے پہر کی کب تک روشنی شمع سحر کی کب تک
دل ناشاد کو رکھ قابو مین نہ سہی یار نہ ہو پہلو مین
جھوٹی کھاؤ نہ ہزارون قسمین پھینکدو دل جو نہین ہے بس مین
حال دشمن کا دگرگون ہو جائے کیون ترا دل مریجان خون ہو جائے
تھام لے دل تجھے دلبر کی قسم سر اٹھا تجکو مرے سر کی قسم
دوستانہ تجھے سمجھاتے ہین نہین سنتا ہے تو ہم جاتے ہین
بس مجھے آتے ہین چکر ساقی لے مرے ہاتھ سے ساغر ساقی
ہاتھ لینا مجھے غش آتا ہے دل کہین اور لیے جاتا ہے
تیری محفل کا یہی طور رہے دور جبتک ہے یہی دور رہے

مدیح خیر المرسلین

سنہ ۱۲۹۳ھ

اس قصیدے کی تشبیب پر جو اعتراض ہو سکتا ہے اُسکا جواب حضرت امیر مینائی مرحوم نے لکھا تھا وہ بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔

"بادی النظر مین شبہہ ہوتا ہے کہ قصیدہ نعت مین متھرا گوکل و کنہیا کا ذکر بے محل ہے لہذا دفع دخل کیا جاتا ہے کہ نعت مین تشبیب کے معنی ہین ذکر ایام شباب کرنا اور اصطلاح شعرا مین مضامین عشقیہ کا بیان کرنا اساتذہ نے تخصیص مضامین عاشقانہ کی قید بھی نہین رکھی۔ کوئی شکایت زمانہ کی کرتا ہے کوئی متفرق مضامین کی غزل لکھتا ہے کوئی غزل مین کسی طرح کا خاص تلازم ملحوظ رکھتا ہے۔ الغرض متبعان کلام اساتذہ و حقیقت شناسان تشبیب و قصیدہ پر پوشیدہ نہین ہے کہ مضامین تشبیب کے محصور نہین ہین اور نہ کچھ اس مناسبت کی قید ہے کہ حمد و نعت و منقبت مین قصیدہ ہو تو تشبیب مین بھی اسی کی رعایت رہے مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی نے منقبت مین قصیدہ لکھا ہے جسکا مطلع ہے۔

صبح کہ در ہوائے پرستاری وثن   جنبد کلید بتکدہ در دست برہمن

اور اس قصیدے کی تشبیب مین بھی ایسے ہی مضامین لکھے ہین۔ عمدہ تر سند اُسکے جواز کی یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات خواجہ ہر دو عالم صلعم کے حضور مین قصیدہ بانت سعاد جسکی تشبیب بھی مشہور و نہین ہے پڑھا گیا اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے اسکی تحسین فرمائی۔"

اس قصیدہ مین تشبیب کے بعد گریز پڑھنے سے کوئی محل اعتراض باقی نہین رہتا ہے

تاہم بعض احباب کے بیحد اصرار سے مجبور ہو کر جناب والد مرحوم نے چند شعر بطور جواب لکھے تھے جو نقل کیے جاتے ہیں۔

گو قصیدے سے جدا ابر بہار تشبیب | فکر کے تازہ و تر کرنے کو ہے مستعمل
مختلف ہوتے ہیں مضمون کہیں عشق کہیں حسن | کہیں نغمہ ہے کہیں مے کہیں پھول اور کہیں پھل
جیسا لکھا ہے امیر الشعرا نے دم طبع | اسکی پیشانی پہ دیباچہ ناقل و دل
تاہم اک لطف ہے خاص اسمیں جو سمجھے دانا | کہ سخن اور سخنگو کو ہے نازش کا محل
پڑھ کے تشبیب مسلمان معہ تمہید و گریز | رجعت کفر بایمان کا کرے مسئلہ حل
کفر کا خاتمہ بالخیر ہوا ایمان پر | شب کا خورشید کے اشراق سے قصہ فیصل
چشم انصاف سے دیکھو تو قصیدے کی شبیہ | نیم رخ تھی اسی رنگت سے ہوئی مستقبل
ظلمت ادا اسکے مکارہ میں ہوا طول سخن | بگر ایمان کی کیجیے تو اسی کا تھا محل
غلبہ و سطوت ظلمت کے بیان میں مضمر | شوکت اس نور کی ہے جسنے کیا مستاصل
کفر و ظلمت کو کہا کسنے کہ ہے دین خدا | مے و نغمہ کو لکھا کس نے کہ ہے حسن عمل
مدعا یہ ہے کہ رندوں کی سیہ بختی سے ق | ظلمت کفر کا جب دہر میں چھایا بادل
ہوا مبعوث فقط اسکے مٹانیکے لیے | سیف مسلول خدا نور نبی مرسل
پھر تو خورشید کی ضو اوج شرف کا بہ نو | شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول

شعراء اسلام نے کفر کو ظلمت سے اور ایمان کو نور سے تشبیہ دی ہے جناب حضرت عباس رض عم بکرم حضرت رسالتماب صلعم نے حضور کی شان میں شعر ذیل پڑھا۔

انت لما ولدت اشرقت الارض | وضاءت بنورہ الافق

اور کعب بن زہیر رض نے قصیدہ بانت سعاد کا شعر ذیل پڑھا تو حضرت سرور کائنات نے خوش ہو کر چادر مبارک صلہ میں عطا فرمائی۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ | مہند من سیوف اللہ مسلول

اس قصیدہ پر متعدد تضمینین لکھی گئی ہین سب مین عمدہ تضمین منشی عبد المجید سحر مرحوم کی ہی جو فٹ نوٹ مین درج کی جاتی ہی۔ اور جسکا نام تاریخی مدح پیغمبر (۱۳۰۶ھ) ہے۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل [1] برق کے کاندھے پہ لاتی ہی صبا گنگا جل
گھر مین اشنان کرین سرو قدان گوکل [2] جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہی اک طول امل
خبر اُڑتی ہوئی آئی ہے مہابن مین ابھی [3] کہ چلے آتے ہین تیرتھ کو ہوا پر بادل
کالے کوسون نظر آتی ہین گھٹائین کالی ہند کیا ساری خدائی مین بتون کا ہی عمل

ہر صنمخانہ مین اسوقت خوشی کا ہے محل ہر جگہ برج مین ہی دھوم سجے ہین استل
پیشوائی کو ہوئی موج مین جمنا بیکل سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل

کیون کرین قالب بے روح مکان گوکل جسم گوکل پہ پریزاد ہین جان گوکل
بہتی گنگا رہے ہر گھر مین میان گوکل گھر مین اشنان کرین سرو قدان گوکل
جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہے اک طول امل

کیا شگوفہ ہی کھلا برج کے گلشن مین ابھی کیسے پھولے ہین کنول چشم برہمن مین ابھی
خوب بے پر کی اُڑی کوچہ و برزن مین ابھی خبر اُڑتی ہوئی آئی ہے مہابن مین ابھی
کہ چلے آتے ہین تیرتھ کو ہوا پر بادل

آج چلتی ہے زمانہ مین ہوا بنگالی ہندوی پیر فلک جبتا ہی کالی کالی
اب نہین رہے زمین تل کے برابر خالی کالے کوسون نظر آتی ہین گھٹائین کالی
ہند کیا ساری خدائی مین بتون کا ہی عمل

[1] کاشی بنارس کو کہتے ہین۔
[2] اشنان بمعنی غسل۔ گوکل مقام پرستش کا ہے۔
[3] تیرتھ کو جانا یعنی کسی پرستش گاہ کی زیارت کو جانا۔ مہابن مشہور مقام پرستش۔

جانب قبلہ ہوی ہے یورش ابر سیاہ | کہین پھر کعبہ مین قبضہ نہ کرین لات وہبل
دُھر کا ترسا بچہ ہے برق لیے جل مین آگ [1] | ابر چوٹی کا برہمن ہی لیے آگ مین جل
ابر پنجاب تلاطم مین ہے ارعلیٰ ناظم [2] | برق بنگالہ ظلمت مین گورنر جنرل
نہ کھلا آٹھ پہر مین کبھی دو چار گھڑی | پندرہ روز ہوے پانی کو منگل منگل

کیا گھٹا چھا گئی کالی سوے مغرب ناگاہ | وہ اندھیرا ہے کہ ہر آنکھ کی خیرہ ہی نگاہ
ہر زبان پر یہ سخن ہے کہ عیاذاً باللہ | جانب قبلہ ہوئی ہی یورش ابر سیاہ
کہین پھر کعبے مین قبضہ نہ کرین لات وہبل

ان کا استھان نہ کاشی ہی نہ متھرا نہ پراگ | ساتھ ساتھ اپنے لیے پھرتے ہین اپنا کھڑاک
زور نیرنگ دکھاتے ہین فلک پر بے لاگ | دُھر کا ترسا بچہ ہی برق لیے جل مین آگ
ابر چوٹی کا برہمن ہی لیے آگ مین جل

ایک عالم کے بہانے کو بنا ہے حاکم | دوسرا آگ لگانے کو ہوا ہے عازم
کیا جفا کار ستمگر ہین یہ دونون ظالم | ابر پنجاب تلاطم مین ہے اعلیٰ ناظم
برق بنگالہ ظلمت مین گورنر جنرل

قید باران مسلسل ہے زمانہ پہ کڑی | کبھی بھادون کا برن ہی کبھی ساون کی جھڑی
سبکو حیرت ہی شش و پنج مین خلقت ہی پڑی | نہ کھلا آٹھ پہر مین کبھی دو ر چار گھڑی
پندرہ روز ہوے پانی کو منگل منگل

---

[1] دُھر کا یعنی انتہا درجہ کا برق کی آتش پرستی اِس غضب کی ہے کہ پانی مین آگ لیے ہی اور ابر ایسا اعلےٰ درجہ کا برہمن ہے کہ آگ مین پانی لیے ہے چوٹی کا یعنے اعلےٰ درجہ کا چوٹی کی رعایت برہمن سے ظاہر ہے۔

[2] تلاطم مین پانچ حروف ہین مناسبت بنگالہ کی ظلمت سے ظاہر ہے۔

دیکھیے ہوگا سری کشن کا کیونکر درشن ؎۱ سینۂ تنگ مین دل گوپیون کا ہی بیکل
راکھیان لیکے سلونون کی برہمن نکلین تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل
ابکی میلا تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل
ڈوبنے جاتے ہین گنگا مین بنارس والے ؎۲ نوجوانون کا سنیچر ہی یہ بڑھوا منگل

لوگ شش‌وپنج مین پڑے گھر سے نکلنا ہی کٹھن حسرت و یاس کے جاری ہین بانو پہ سخن
عالم آب ہے برسانہ سے تا بندرا بن ؎۳ دیکھیے ہوگا سری کشن کا کیونکر درشن

سینۂ تنگ مین دل گوپیون کا ہے بیکل

بت بنے یہ نہین قدرت کہ کہین گھر سے ہٹین خود پڑے قید مصیبت مین خبر کس کی لین
پا بگل آپ ہوے جائین کہان کس سے ملین راکھیان لیکے سلونون کی برہمن نکلین

تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل

جھولنے والون کا ہر دم تہ و بالا دل تھا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی ڈوبا ڈوبا
کوئی پہونچا جو وہان تک تو دلدل مین پھنسا ابکی میلہ تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا

نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل

کون یون جان کو گرداب بلا مین ڈالے اپنے ہاتھون سے پٹے دام قضا کے پالے
اتنی شدبد نہین پڑ جائینگے جی کے لالے ڈوبنے جاتے ہین گنگا مین بنارس والے

نوجوانون کا سنیچر ہی یہ بڑھوا منگل

؎۱ سری کشن کنہیا جی کو کہتے ہین۔ گوپیان وہ عورتین جو کنہیا جی کی سہیلیان تھین پہلا مصرع گوپیون کی جانب سے ہے۔

؎۲ بڑھوا منگل میلہ کا نام ہے جو بنارس مین منگل کو ہوتا ہے۔

؎۳ برسانہ نام مقام۔

تہ و بالا کیے دیتے ہین ہوا کے جھونکے — بڑسے بہادو نکے نکلتے ہین بھرے گنگا جل
کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر سے تلاطم مین پڑی ہی ہل چل
قمریان کہتی ہین طوبےٰ سے مزاج عالی [1] — لالۂ باغ سے ہندو ے فلک کھیم کسل
شب دیجور اندھیرے مین ہے ظلمت کے نہان — لیلی محمل مین ہی ڈالے ہوے منہ پر آنچل
شاہد کفر ہی گھڑے سے اُٹھائے گھونگٹ — چشم کافر مین لگائے ہوے کافر کاجل

ہوش اُڑ جا مینگے آندھی کے نہ پوچھو صدمے (بحرِ بیغبر) دشت دلگزار اُڑے جاتے ہین گرتے پڑتے

جوش دریا سے یہ طوفان تلاطم دیکھے — تہ و بالا کیے دیتے ہین ہوا کے جھونکے

بڑسے بہادو نکے نکلتے ہین بھرے گنگا جل

جوش باران نے زمانہ کی بصورت بدلی [2] — حوت ماہی ہے تو جوزا بھی ہی مردم ماہی
گو ڑدی مزرعہ افلاک کی بالکل کھیتی — کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی

بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہل چل

داغہاے دلِ عاشق ہین گھٹائین کالی — یا بلاسے قدبالا ہے قیامت والی
پرسش حال مین ہین محو پریشان حالی — قمریان کہتی ہین طوبےٰ سے مزاج عالی

لالۂ باغ سے ہندو ے فلک کھیم کسل

صف بصف لشکر زنگی کیطرح ابر روان — یا سیہ خیمہ مین ہے گرم شبستان جہان
ہی سیہ بختی مجنون کا دوچندان سامان — شب دیجور اندھیرے مین ہی بادل کے نہان

لیلی محمل مین ہی ڈالے ہوے منہ پر آنچل

اِک سیہ مست سیہ کار ہی کافر نٹ کھٹ — دین و دُنیا سے زمانہ کو کرے گا چوپٹ
دیکھین ہندون کو سلائے یہ بلا کس کروٹ — شاہد کفر ہے گھڑے سے اُٹھائے گھونگھٹ

چشم کافر مین لگائے ہوے کافر کاجل

[1] کھیم و کسل بمعنی مزاج شریف [2] حوت و جوزا ستارون کے نام ہین۔

جوگیا بھیس کیے چرخ لگائے ہی بھبوت — یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل

[شب] کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید — ہے یہ اندھیر مچاے ہوے تاثیر زحل

وہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع — گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اُسے لیکر مشعل

[ن]ور کی تیلی ہوئی پردۂ ظلمت مین نہان — چشم خورشید جہان بین مین ہین آثار سبل

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا — جگمیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

خاک بیزی مین ہی مصروف یہ پیر فرتوت — ہے پیمبرا کچھ عجب شکل بنائی ہی سراپا مبہوت

یہ دھوان دھار گھٹا دیتی ہی دھونی کا ثبوت — جوگیا بھیس کیے چرخ لگانے ہی بھبوت

یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل

کیا یہ اندھیر زمانہ مین رہے گا جاوید — پرتو قہر سے ہے چشم جہان نا امید

کھو گئی کیا شب یلدا مین سحر کی کلید — شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید

ہے یہ اندھیر مچاے ہوے تاثیر زحل

ظلمت بزم جہان دیکھکے شرمائے نہ شمع — دیکھتے دیکھتے کافور بھی ہو جائے نہ شمع

بزم افروزی پہ نازان ہو اترائے نہ شمع — وہ دھوان دھار گھٹا ہی کہ نظر آئے نہ شمع

گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اُسے لیکر مشعل

جلوۂ صبح سے ہوتا تھا منور دوران — شب ظلمت کا نہ باقی کہین رہتا تھا نشان

اب وہ اندھیر ہی آنکھون مین ہی تیرہ زمان — نور کی تیلی ہوئی پردۂ ظلمت مین نہان

چشم خورشید جہان بین مین ہین آثار سبل[1]

آج ظلمت کا حقیقت مین ستارہ چمکا — سطح گردون پہ عجب تختۂ سوسن پھولا

رنگ آہ دل بلبل کا اُڑا کر نقشا — آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا

جگمیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

---

[1] سبل بیماری آنکھ کی ہی کہ آنکھ مین پانی آجاتا ہی اس مرض کو موتیابند کہتے ہین۔

ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہی	برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جس طرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی	قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
فیض ترطیب ہوا سنے یہ دکھائی تاثیر [۱]	زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہے منقل
آب آئینہ تموج سے بہا جاتا ہے	کہیے تصویر سے گرنا نہ کہین دیکھ سنبھل
آج یہ نشو و نما کا ہے ستارہ چمکا	شاخ مین کاہکشان کے نکل آئی کوپل

کیا گھرا جاتا ہی ظلمت مین جہان پہ بے لانج بیغبر؛ یہ بلا عرصۂ عالم مین رہیگی تاکے

راہ ملتی نہین آنکھون سے نہان ہی ہر شے	ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہے

برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل

شورش رعد نکلنے کی جگہ پا نہ سکی	طپش صاعقہ چل پھر کوئی دکھلا نہ سکی
زلف مین دل کی طرح پھنسکے کہین جا نہ سکی	جسطرف سے گئی بجلی پھر اُدھر آ نہ سکی

قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل

اس قدر تازگی فصل کی چمکی تقدیر	سنگ موسیٰ مین فلزہین نہ رگل کی اکسیر
تیر کر آئی ہے پنجاب ہوا سے کشمیر	فیض ترطیب ہوا سنے یہ دکھائی تاثیر

زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہی منقل

جو مرقع ہی وہ بے آب ہوا جاتا ہے	پھیل کر رنگ نگاہون سے اُڑا جاتا ہے
شکل حیرت ہی کہ سب نقش مٹا جاتا ہے	آب آئینہ تموج سے بہا جاتا ہے

کہیے تصویر سے گرنا نہ کہین دیکھ سنبھل

کیا زمانہ پہ کرم ابر بہاری سنے کیا	فیض شادابی موسم سے ہوا چرخ ہرا
خوب سرسبزی افلاک کا طوطی بولا	آج یہ نشو و نما کا ہے ستارا چمکا

شاخ مین کاہکشان سے نکل آئی کوپل

[۱] منقل انگیٹھی، ہوا برسات کی اسطرح پر زور کر رہی ہی کہ انگیٹھی کی آگ گویا کھرل مین سونا حل کیا ہوا ہی۔

دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہی گلشن کی بہار	دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول
خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز	پھول سے کہتے ہین پھلتا رہے گلزار امل
عطر افشان ہے شبیہ گل نسرین و چمن	نخل داودی مومی سے ٹپکتا ہی عسل
لہرین لیتا ہے جو بجلی کے مقابل سبزہ	چرخ پر بادل پھیلا ہے زمین پر مخمل
جگنو پھرتے ہین جو گلبن مین تو آتی ہی نظر	مصحف گل کے حواشی پہ طلائی جدول
ہمزبان وصفِ چمن مین ہوے سب اہل چمن	طوطیون کی جو ہی تضمین تو بلبل کی غزل

آتش حسن کو بھڑکاتی ہی گلشن کی بہار	رخ ہر نور نگ کو چمکاتی ہے گلشن کی بہار
دونی آنکھون مین نظر آتی ہی گلشن کی بہار	دیکھتے دیکھتے بڑھجاتی ہی گلشن کی بہار

دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول

سبز بختی سے ہے جوانان چمن سے دمساز	پرتو سبزۂ نوخیز ہی گویا اعجاز
ہاتھ پھیلاسے ہوے لب پہ دعا ملین نیاز	خضر فرماتے ہین سنبل سے تری عمر دراز

پھول سے کہتے ہین پھلتا رہے گلزار امل

ہے مرقع سے عیان آتش گلہاے چمن	ہو گئی شمع گداز دل بلبل روشن
راحت روح ہے تصویر کا رنگ روغن	عطر افشان ہی شبیہ گل نسرین و چمن

نخل داودی مومی سے ٹپکتا ہے عسل

باد و باران مین ہی گلگشت گلستان کا مزا	مل دیا منہ پہ حسینان چمن کے غازا
صحن گلزار سے تا اوج سما جلوہ فزا	لہرین لیتا ہی جو بجلی کے مقابل سبزا

چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمین پر مخمل

اوج اقبال پہ تاباں ہی چمن کا اختر	سورۂ نور کو بلبل نے کیا ہے ازبر
شمع سان شام سے چمکاے ہوے بال و پر	جگنو پھرتے ہین جو گلبن مین تو آتی ہی نظر

مصحف گل کے حواشی پہ طلائی جدول

سلہ گلبن یعنی درخت گل سرخ۔

تخت طاوسی گلشن پہ ہی سایہ کیے ابر [۱] ۔۔۔ چتر کھولے ہوے فرق شہر گل پر سنبل
جسطرف دیکھیے بیلے کی کہلی ہین کلیان ۔۔۔ لوگ کہتے ہین کہ کرتے ہین فرنگی کونسل
شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل ۔۔۔ سب ہوا کہاتے ہین گلشن مین سوار و پیدل
پھول ٹوٹے ہوے پھرتے روشون پر ہین نسیم [۲] ۔۔۔ یا سٹرک پر ہین ٹہلتے ہوے گلگون کوتل
آہ قمری مین مزا اور مزے مین تاثیر ۔۔۔ سرو مین دیکھیے پھول آنے لگے پھول مین پھل

شوق سے سیکھے ہوے طرز زبان سوسن (رح پیغمبرا) مشق مین لائے ہوے سرو کا بیساختہ پن
سحر و محسن سے اُڑائے ہوے انداز سخن ۔۔۔ ہمزبان وصف چمن مین ہوے سب اہل چمن

طوطیون کی جو ہی تضمین تو بلبل کی غزل

مٹ گئے سب کے نشان کچھ نرہا قصر نہ قبر ۔۔۔ کرچکے شاہجہان اور جہانگیر کا صبر
سبزا کرتا ہے لیے تیغ حکومت بالجبر ۔۔۔ تختِ طاوسیِ گلشن پہ ہی سایہ کیے ابر

چتر کھولے ہوے فرقِ شہِ گل پر سنبل

ہر چمن سے ہوے گلہائے فرنگ آج عیان ۔۔۔ ہر شگوفہ پہ ہوا تازہ ولایت کا گمان
خوب پھبتی ہی گلستان پہ کہ ہی انگلستان ۔۔۔ جسطرف دیکھیے بیلے کی کھلی ہین کلیان

لوگ کہتے ہین کہ کرتے ہین فرنگی کونسل

ہل رہا ہے جو نسیم سحری سے ہر گُل ۔۔۔ جنبش سایہ زمین پر ہی طپش مین بلبل
بوے گل صاحب دلدل ہی صبا ہی دلدل ۔۔۔ شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل

سب ہوا کھاتے ہین گلشن مین سوار و پیدل

عام ہی گلشن عالم مین ترا فیض عمیم ۔۔۔ تو ہے مخصوص گلستان کی ہوا خواہ قدیم
کیا ہوا کھائیگی تو اے شہ گلشن کی ندیم ۔۔۔ پھول ٹوٹے ہوے پھرتے روشونپر ہین نسیم

یا سٹرک پہ ہین ٹہلتے ہوے گلگون کوتل

---

[۱] تخت طاوسی شاہجہان کا مراد ہے۔ [۲] نسیم کی طرف خطاب ہی۔

ساتھ ساتھ آتے ہین نالونکے جگر کے ٹکڑے　　شجرِ آہِ رسا مین نکل آئی کوپل
شجرے مین پیرِ مغان کے نکل آئین شاخین　　حرمتِ دخترِ رز مین نظر آتا ہے خلل
سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگے سرخیِ لب　　چمنِ حسن سے لال اُڑ گئے بنکر ہریل
صاف آمادۂ پرواز ہے شامان کی طرح　　پر لگائے ہوئے مژگانِ صنم سے کاجل

اسقدر نشو و نما کا ہے اثر عالم گیر (مخمس) پھول پھل سے یہ گلستانکی بڑھی ہے توقیر
لے اُڑی بادِ صبا باغ سے برجستہ نظیر　　آہ قمری مین مزا اور مزے مین تاثیر
سر مین دیکھیے پھول آنے لگے پھول مین پھل

ہو گئے زخمِ درونِ سینۂ عاشق کے ہرے　　اشک گلرنگ سے ہیرونِ سینہ نئے گل پھولے
لالہ زارِ دل پر داغ سے رنگت بدلے　　ساتھ ساتھ آتے ہین نالونکے جگر کے ٹکڑے
شجرِ آہِ رسا مین نکل آئی کوپل

مے عقیق شجری بیج خوش آئین شاخین　　نخل سینا نے نہ یہ پھول نہ پائین شاخین
جوشِ موسم نے ہر اک شے مین لگائین شاخین　　شجرے مین پیرِ مغان کی نکل آئین شاخین
حرمتِ[1] دخترِ رز مین نظر آتا ہے خلل

جلوۂ فصلِ بہاری کا بندھا رنگ غضب　　جوشِ سرسبزیِ عالم کا یہ موسم ہے سبب
داغِ حسرت ہرے ہون دلِ عشاق کے اب　　سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگی سرخیِ لب
چمنِ حسن سے لال اُڑ گئے بن کر ہریل

ہو گئے مارِ سیہ گیسوے پیچان کی طرح　　شوخیان چشم دکھاتی ہے غزالان کی طرح
جان پائی ہے بعینہ تنِ بیجان کی طرح　　صاف آمادۂ پرواز ہے شاہان کی طرح
پر لگائے ہوے مژگانِ صنم مین کاجل

[1] حرمت بمعنی تعظیم و نیز ضد حلت۔ شاخین نکلنا قابلِ اعتراض ہونا۔

خندہ ہاے گل قالین سے ہوا شور نشور — کیا عجب ہی جو پریشان ہی خواب مخمل
طرفہ گردش مین گرفتار عجب پھیر مین ہے — سرمہ ہے نیند مری دیدۂ بیدار کھرل
شاخ شمشاد پہ قمری ہی کہو چھیڑے ملار — نونہالان گلستان کو سنائے یہ غزل
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل — غزل تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل
سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل — برج مین آج سرکش سے ہے کالا بادل
خوب چھایا ہی سرگوکل و متھرا بادل — رنگ مین آج کنہیا کے ہے ڈوبا بادل

آج غوغائے قیامت سے جہان ہی معمور (مع پیغمبر) ہو نہین فرش سے تا عرش نہ محشر کا ظہور

گلشن بزم مین ہی باد بہاری در صور — خندہ ہاے گل قالین سے ہوا شور نشور
کیا عجب ہے جو پریشان ہے خواب مخمل

شور محشر ہے بپا بزم مین یا نالا نے — آج کیا چرخ نے بھول گئی اپنی لے
شب کٹی جاتی ہے آنکھون مین یہ آفت تا کے — طرفہ گردش مین گرفتار عجب پھیر مین ہے
سرمہ ہے نیند مری دیدۂ بیدار کھرل

اب تمنا ہے کہ ہو محفل عشرت کی بہار — نغمۂ تر سے بٹھائے مری خاطر کا غبار
خندۂ گل سے بجے تار رگ گل کا ستار — شاخ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیڑے ملار
نونہالان گلستان کو سنائے یہ غزل

رنگ مین ہی دل عاشق کا سویدا بادل — شکل درد دل عشاق جو اٹھا بادل
صورت اشک چلا آنکھ سے گرتا بادل — سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل

جھومتا آتا ہے ہر سمت سے کیا کیا بادل — ہی سیہ مست مے شوق مین گویا بادل
سانولے رنگ سے اندھیر مچاتا بادل — سمت کاشی سے گیا جانب متھرا بادل
برج مین آج سرکش سے ہے کالا بادل

حسن ہر رنگ مین دکھلاتا ہی اپنا بادل — یہ دھنک ہے کہ لگائے ہوئے قشقا بادل

شاہد گل کا لیے ساتھ ہے ڈولا بادل — برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل
سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی — روپ بجلی کا سنہرا ہے روپہلا بادل
چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے — سبزہ چمکا ہے ہلاتا ہوا پر چھا بادل
جب تلک برج میں جمنا ہے یہ کھلنے کا نہیں — ہے قسم کھا ئے اُٹھائے ہوئے گنگا بادل
بجلی دو چار قدم چل کے پلٹ جائے نہ کیون — وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل

ہو گیا زلف سیہ برج میں کالا بادل — برج بیغمبر خوب چھایا ہے سر گوکل تھرا بادل
رنگ میں آج کنہیا کے ہے ڈوبا بادل

آیا شبنم کا سجے جسم پہ جوڑا بادل — حلقہ قوس سے باندھے ہوئے کنگنا بادل
محفل باد بہاری میں ہے دولہا بادل — شاہد گل کا لیے ہاتھ میں ڈولا بادل
برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل

ہے زر افشان ورق سیم کی گویا ابری — آب زر سے قلم صنع نے لکھی وصلی
آب و تاب ایسی دکھاتے ہیں سحاب و بجلی — سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی
روپ بجلی کا سنہرا ہے روپہلا بادل

ترکتازی کی ہواؤں پہ یہ اترا تا ہے — آن بان اپنی عجب شان سے دکھلاتا ہے
بانکپن اسکا غضب نوک کی لیجا تا ہے — چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے
سبزہ چمکا ہے ہلاتا ہوا پر چھا بادل

گیسو ابر سے نکلے گا نہ اب روئی زمین — عقدہ زلف گرہ گیر بھی کھلتا ہے کہیں
ہر برہمن کا یہ ہے قول یہی دل میں یقین — جب تلک برج میں جمنا ہے یہ کھلنے کا نہیں
ہے قسم کھائے اُٹھائے ہوئے گنگا بادل

ٹھوکریں چال میں اندھوں کی طرح کھائے نہ کیون — ہر طرف موج ہوا ہاتھ کو پھیلائے نہ کیون

چشمہ مہر ہی عکس زرگل سے دریا [1] پرتو برق سے سونے کا ہے بجرا بادل
میری آنکھون مین سماتا نہین یہ جوش و خروش کسی بیدرد کو دکھلاے کرشما بادل
دل بیتاب کی ادنی سی چمک ہے بجلی چشم پرآب کا ہے ایک کرشما بادل
طپش دل کا اُڑایا ہو انقشا بجلی چشم پرآب کا دہویا ہوا خاکا بادل

سہم جاے نہ کمان رعد بھی چلائے نہ کیون ہے یہ غیر بجلی دو چار قدم چلکے پلٹ جائے نہ کیون
وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل

موجہ رنگ چمن بحر مین ہے جلوہ فزا ابر بر روپ ہی بجلی کی چمک سے کیا کیا
ہر جگہ ابر بہاری سے نیا ہے جلوا چشمۂ مہر ہے عکس زرگل سے دریا
پرتو برق سے ہے سونے کا بجرا بادل

صورت زلف اگر عشق مین ہی خانہ بدوش پہلے ضبط طپش دل سے کری لب خاموش
دمبدم کسکو دکھاتا ہی نیا جوش یہ جوش میری آنکھو مین سماتا نہین یہ جوش و خروش
کسی بیدرد کو دکھلائے کرشما بادل

برق و باران کی تعلی ہے فقط کم ظرفی آہ و زاری غم اُلفت کی کہون ہی کیسی
جی بھرا آتا ہے پوچھو نہ محبت کی لگی دل بیتاب کی ادنی سی چمک ہی بجلی
چشم پرآب کا ہے ایک کرشما بادل

ابر دیتا ہے یہ چھینٹا مجھے دھوکا بجلی اشک عاشق ہی نہ بدلی نہ جلایا بجلی
ابر رونا نہ کسی کا نہ تڑپنا بجلی طپش دل کا اُڑایا ہوا نقشا بجلی
چشم پرآب کا دھویا ہوا خاکا بادل

نفس سرد کے جھونکو نکی کبھی تاب نہ لائے یہ دماغ اپنا کسی اور کو جاکر دکھلائے

[1] یعنی دریا عکس زرگل سے چشمہ مہر ہے اور بادل برق کے پرتو سے سونے کا بجرا ہے

اپنی کم ظرفیون سے لاکھہ فلک پر چڑھجانے　　میری آنکھونکا ہی اترا ہوا صدقا بادل
کچھہ ہنسی کھیل نہین جوشش گریہ کا ضبط　　یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل
جام عمر فلک پیر ہوا ہے لبریز　　لیے آتا ہے جنازہ دیے کاندھا بادل
راجہ اندر ہے پریخانہ مے کا پانی [1]　　نغمہ نے کا سری کشن کنھیا بادل
جوش پر رحمت باری ہی چڑھاؤ خم مے　　چشمک برق سے کرتا ہی اشارا بادل

میری آہون سے وہ بجلی کی بچا جو ندین آئے بیغبر　　اپنی کم ظرفیون سے لاکھہ فلک پر چڑھجائے
میری آنکھون کا ہی اترا ہوا صدقا بادل

کس سے عشاق کے مانند ہوا ہوگا ضبط　　دلپہ کر لیتے ہین یہ رنج والم کیا کیا ضبط
دور ہو تجھسے تنک ظرف سے کیا ہوتا ضبط　　کچھہ ہنسی کھیل نہین جوشش گریہ کا ضبط
یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل

حالت صاعقہ و ابر ہی عبرت انگیز　　شعر تشبیہہ کا مضمون ہی کہ شمشیر ہی تیز
یعنی انجام مظالم نے نہ دی راہ گریز　　جام عمر فلک پیر ہوا ہے لبریز
لیے آتا ہی جنازہ دیے کاندھا بادل

میرا ساقی مجھے دے جام مے ریحانی　　آ کے مطرب تو سنائے مجھے خوش الحانی
ابر و باران کا یہی ہی سبب طغیانی　　راجہ اندر ہے پریخانہ مے کا پانی
نغمۂ نے کا سری کشن کنھیا بادل

ہر گل و سبزہ و سنبل کے فنا ہی درپے　　جم سکے گلشن عالم مین نہ جمشید نہ کے
عیش کر لو کہ غنیمت ہی یہان جو دم ہی　　جوش پر رحمت باری ہی چڑھاؤ خم مے
چشمک برق سے کرتا ہی اشارا بادل

[1] یعنی پانی پریخانہ مے کیواسطے بمنزلہ راجہ اندر کے اور ابر نغمہ نے کیواسطے بمنزلہ سری کشن کنھیا کے ہے مناسبت اندر با پری ظاہر ۱۲

دیکھتا اگر کہین محسن کی فغان وزاری — نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل

پھر چلا خامہ قصیدے کیطرف بعد غزل — کہ ہے چکر مین سخنگو کا دماغ مختل

باغ مین ابر سیہ مست چڑھ آیا [1] — جام خورشید مع میکدۂ برج حمل

چشم میکش مین گلابی ہی کہ پھولا ہی گلاب — پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھلی ہی بوتل

جام بے بادہ سے کہتے ہین کہ رندونکو نہ چھیڑ — دست بیجام سے کہتے ہین کلیجون کو نہ مل

سحر آئے گی ہماری بھی کسی دن باری — مع پیغمبر دلبہ احباب کے کیا حال ہی دیکھو طاری

اِک قیامت کی بلا عشق کی ہی بیماری — دیکھتا اگر کہین محسن کی فغان وزاری

نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل

شوخی آمد مضمون وہ پری ہی چنچل — پھر اسی ناز سے کرتی ہی مراد ل بیکل

پھر اُسی جنس کا سودا اُسی دو کا خلل — پھر چلا خامہ قصیدے کیطرف بعد غزل

کہ ہی چکر مین سخنگو کا دماغ مختل

واہ کیا فصل بہاری نے کرم فرمایا — مے پرستی کا زمانہ کو مزا دکھلایا

جوش گویا خم صہبائے فلک نے کھایا — باغ مین ابر سیہ مست چڑھا کر آیا

جام خورشید مع میکدۂ برج حمل

کشتئ بادۂ گلرنگ کا گلشن ہی جواب — آتش رنگ چمن سے دل بلبل ہی کباب

پھول سب ساغر و مینا ہین مہکتی ہی شراب — چشم میکش مین گلابی ہی کہ پھولا ہی گلاب

پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھلی ہی بوتل

چشم پوشی تری ساقی ہی قیامت کی کھکھیڑ — کھولدے چشم مروت دیمخانہ نہ بھیڑ

منہ بچونکو خلش یاس ہی کانٹونکی ابھیڑ — جام بے بادہ سے کہتے ہین کہ رندونکو نہ چھیڑ

دست بے جام سے کہتے ہین کلیجونکو نہ مل

[1] ... ... شور سے گھر کے آیا کہ خورشید و برج حمل غائب ہو گئے ابر سیہ مست جام بلکہ میکدہ چڑھا کر آیا۔

گوہر دل کو بڑی سنگدلی سے پیسا — کشتی مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل
کیسی افسردگی کیا بات ہی مرجھانیکی — غنچہ کہتا ہے لجالوسے کہ گلشن سے نکل
سیر مین دشت کی مصروف ہی جو پاؤن ہی لنگ — شغل مین چاک گریبان کی ہی جو ہاتھ ہی شل
مصر والون کو یہ ڈر ہی کہ زلیخا کے لیے — سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل
مے گلرنگ ہی کیا شمع شب فکر کا پھول [۱] — چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہی نکل

جام بھم سے جو مین بزم مین خاموش ہوا — یہ غمبر تھا یہ کھٹکا مے گلگون کا لگے گا کانٹا
یہ مزا مجکو چکھایا ہوس بیجان کا — گوہر دل کو بڑی سنگدلی سے پیسا
کشتی مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل

عام گلشن مین ہی تفریح بہار آنے کی — چاٹ لالہ کو ہی کیون داغ جگر کھانے کی
واقعی ہے یہ روش شرم سے کمھلانے کی — کیسی افسردگی کیا بات ہی مرجھانے کی
غنچہ کہتا ہے لجالوسے کہ گلشن سے نکل

وحشت انگیز ہوا ہے چمن دہر کا رنگ — عرصۂ صبر و تحمل دل عشاق مین تنگ
آج ہر پیر و جوان مین ہی جوانی کی اُمنگ — سیر مین دشت کی مصروف ہے جو پاؤن ہی لنگ
شغل مین چاک گریبان کے ہی جو ہاتھ ہی شل

ہے جنون خیز ہوا عاشق شیدا کے لیے — جنس نادانی ہی ارزان دل دانا کے لیے
روز بازار ہے سودائی رسوا کے لیے — مصر والون کو یہ ڈر ہی کہ زلیخا کے لیے
سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل

خوب سودائے سخن مین ہی سخندان مشغول — حرف جو منہ سے نکلتا ہی ہی داول جلول
جوش کیفیت مستی پہ گمان ہی معقول — مے گلرنگ ہی کیا شمع شب فکر کا پھول
چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے نکل

[۱] بیان سے گریز کی ابتدا ہے پھول شراب کو بھی کہتے ہین (مطلب) شب فکر مین شمع کا پھول کیا مے گلرنگ کی خاصیت رکھتا ہی کہ ہاتھ بہکتا ہی اور قلم چھوٹا جاتا ہی ۱۲

کیا جنون خیز ہے لکھنے مین صریر نے کلک | کہ سیاہی سے ہے ہر حرف کو سودے کا خلل
ہے سخنگو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر | ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل
دل مین کچھ اور ہے پر منہ سے نکلتا ہے کچھ اور | لفظ بے معنی ہین اور معنی ہین سب بے اٹکل
کتنا بے قید ہوا کسقدر آوارہ پھرا | کوئی مسند نہ بچا اس سے نہ کوئی استل
کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمنا پر | گھاگرا پر کبھی گزرا کبھی سوے چمبل
چھینٹے دینے سے تو محفوظ رہے قلزم و نیل | نہ بچا خاک اڑانے سے کوئی دشت و جبل

شورشِ جوشِ جوانی مین ہے پیر نے کلک | ہے بغیر کودکِ مکتبِ لیلی ہے دبیر نے کلک
الفِ آہِ دلِ قیس ہے تیر نے کلک | کیا جنون خیز ہے لکھنے مین صریر نے کلک
کہ سیاہی سے ہے ہر حرف کو سودے کا خلل

ظرف بر حرف ہے ایسا یہ ہوا زیر و زبر | صورت معنی بیگانہ ہے از خود باہر
مبتدا ہے کسی جملہ مین تو غائب ہے خبر | ہے سخنگو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر
ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل

مثل تصویر تحیر سے ہے کس حال مین غور | ٹکٹکی صورت آئینہ لگی ہے بے طور
ایسی ہستی کسی کی ہین نہین ہوتی فی الفور | دلمین کچھ اور ہے پر منہ سے نکلتا ہے کچھ اور
لفظ بے معنی ہین اور معنی ہین سب بے اٹکل

سیر کاشی سے کبھی سمت بنارس گزرا | گاہ متھرا سے اٹھا سوے جگنناتھ گیا
راہ پر آنہ سکا آپ سے باہر جو ہوا | کتنا بے قید ہوا کس قدر آوارہ پھرا
کوئی مسند نہ بچا اس سے نہ کوئی استل

نربدے پر ہے کہین سیل کے مانند گزر | کبھی بہتا ہوا پنجاب مین نکلا جا کر
کب اٹکتا ہے یہ پھرتا ہے لگاتا چکر | کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمنا پر
گھاگرا پر کبھی گزرا کبھی سوے چمبل

ہان یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اُڑایا جو غبار ۔ ہوئی آئینۂ مضمون کی دوچندان صیقل
رے رعنی ہے بہکنے مین بھی اعلیٰ کی طرف ۔ تاکتا ہے تو ثریا کی سنہری بوتل
اک ذرا دیکھیے کیفیت معراج سخن ۔ ہاتھ مین جام زحل شیشۂ مہ زیر بغل
گرتے پڑتے ہوے مستانہ کہان رکھا پاؤن ۔ کہ تصور بھی وہان جا نہ سکے سر کے بھل
یعنی اُس نور کے میدان مین پہونچا کہ جہان ۔ خرمن برق تجلی کا لقب ہے بادل
تار باران مسلسل ہے ملائک کا ورود ۔ ہے تسبیح خداوند جہان عز و جل

سارے عالم مین ہے پھیلا عمل جر ثقیل ۔ مہر پیغمبر پا مالی سے ہوے گل کیطرح خار ذلیل
بحر و بر کو نہ ملی کوئی بھی بچنے کی سبیل ۔ چھینٹے دینے سے نہ محفوظ رہے قلزم و نیل
نہ بچا خاک اُڑانے سے کوئی دشت و جبل

یہ بجا ہے کہ نہین خاک مین ملنا بیکار ۔ واقعی زیر زمین ملتے ہین زر کے انبار
جلوہ گر ہوگی صفا ذرا اگر ہو زنگار ۔ ہان یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اُڑایا جو غبار
ہوئی آئینۂ مضمون کی دوچندان صیقل

فکر عالی کو ملا عرش معلّیٰ کا شرف ۔ حسن رفتار مین ہے پاے تصور فرف
ہوشیاری سے یہ مستی ہے سراپا اشرف ۔ رے رعنی ہے بہکنے مین بھی اعلیٰ کیطرف
تاکتا ہے تو ثریا کی سنہری بوتل

دمبدم آج دکھاتا ہے ترقی کے چلن ۔ اختر بخت ہے کیا اوج شرف بر دمن
بے تکلف نہ کہین عرش کا پکڑے دامن ۔ اک ذرا دیکھیے کیفیت معراج سخن
ہاتھ مین جام زحل شیشۂ مہ زیر بغل

کس طلب مین ہے یہ دیوانہ کہان رکھا پاؤن ۔ گلشن قرب مین زندانہ کہان رکھا پاؤن
صورت سبزۂ بیگانہ کہان رکھا پاؤن ۔ گرتے پڑتے ہوے مستانہ کہان رکھا پاؤن
کہ تصور بھی وہان جا نہ سکے سر کے بل

کہین طوبیٰ کہین کوثر کہین فردوس برین　　کہین بہتی ہوئی نہر لبن و نہر عسل
کہین جبریل حکومت پہ کہین اسرافیل　　کہین رضوان کا کہین ساقیِ کوثر کا عمل
کنز مخفی کے کسی سمت نہان تہ خانے　　اک طرف مظہر قدرت کے عیان شیش محل
عاشق جلوہ طلبگار کہین چشم قبول[1]　　ناز معشوق کے پردے مین کہین حسن عمل
گل بیرنگی مطلق کے لہکتے گلزار　　بے نیازی کے ریاحین کے مہکتے جنگل

یعنی اس گھر مین جو ہی منزل قرب یزدان مع پیغمبر　　یعنی اس بحر مین جو ہی یم فیض سبحان
یعنی اس باغ مین تنزیہ ہی جسکا باران　　یعنی اس نور کے میدان مین ہو بجا کہ جہان

خرمن برق تجلی کا لقب ہی بادل

صاعقہ محفل تجرید کی شمع بیدود　　رعد خلوتکہ توحید مین ذکر معبود
صورت صاف تگرگ آئینۂ غرق سجود　　تار باران مسلسل ہی ملائک کا درود

پے تسبیح خداوند جہان عز و جل

ہر طرف گلشن جنت کی بہار رنگین　　ہر طرف جلوہ نما قامت حوران حسین
جوش زن چشمۂ رحمت سے کہین ماء معین　　کہین طوبیٰ کہین کوثر کہین فردوس برین

کہین بہتی ہوئی نہر لبن و نہر عسل

اکطرف جوش سے عمر ابد کی ہی سبیل　　اپنی خدمت سے ہین مغرول جہان عزرائیل
آب حیوان کا لیے ابر کہین میکائیل　　کہین جبریل حکومت پہ کہین اسرافیل

کہین رضوان کا کہین ساقیِ کوثر کا عمل

کہین وہ روپ جو ہر عارف کامل جانے　　جسکے دل گنج محبت کے بنے ویرانے
راز انوار کرامت کے سجے کاشانے　　کنز مخفی کے کسی سمت نہان تہ خانے

اک طرف مظہر قدرت کے عیان شیش محل

[1] چشم قبول شکل عاشق کے طالب دیدار ہے اور حسن عمل ناز معشوق کے پردے مین ہی۔

باغ تنزیہ مین سرسبز نہال تشبیہ — انبیا جسکی ہین شاخین عُرفا ہین کوپل
گل خوشرنگ رسول مدنی عربی — زیب دامان ابد طرۂ دستار ازل
نہ کوئی اسکا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر — نہ کوئی اسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل
اوج رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر — بحر وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول
مہر توحید کی ضو اوج شرف کا مہ نو — شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول

کہین گلزار مناجات کہ کھلتے ہوے پھول — مدح پیغمبر بلبل شوق کہین نعرہ زنی مین مشغول
کہین دامن مین تمنا کے بھرا نقد حصول — عاشق جلوہ طلبگار کہین چشم قبول
ناز معشوق کے پردے مین کہین حسن عمل

جلوۂ عارض لاہوت بہارِ انظار — کرسی و عرش کے بے پردہ نمایان اسرار
مطلع مہر تقدس کے چمکتے انوار — گلِ بیرنگی مطلق کے لہکتے گلزار
بے نیازی کے ریاحین کے مہکتے جنگل

ہرطرف زیب نظر ہے چمنستان کی شبیہ — صورتِ سبزۂ بیگانہ ہو بشت و ما فیہ
تختۂ قدس مین گلہاے ریاض تنزیہ — باغ تنزیہ مین سرسبز نہالِ تشبیہ
انبیا جسکی ہین شاخین عُرفا ہین کوپل

ہر شگوفہ سے عیان نزہتِ فیضِ باری — برگ دامان نبوت رگِ ہر برگ ولی
غنچے اعجاز و کرامات کے اسرارِ خفی — گلِ خوشرنگِ رسولِ مدنی عربی
زیبِ دامان ابد طرۂ دستارِ ازل

ایسی عزت نہ کسیکی نہ کسیکی توقیر — سلطنت ایسی کسیکی نہ کسیکا یہ سریر
ایسا طالع نہ کسیکا نہ کسیکی تقدیر — نہ کوئی اسکا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
نہ کوئی اسکا مماثل نہ مقابل نہ بدل

چشمِ رحمت کی نظر تیغ مصیبت کی سپر — شامِ ظلمت کی سحر فوج ہدایت کی ظفر

مرجع روح امین زیب دہ عرش برین — حامی دین متین ناسخ ادیان و ملل
ہفت اقلیم ولایت مین شہ عالیجاہ — چار اطراف ہدایت مین نبی مرسل
جی مین آتا ہی لکھون مصرع برجستہ اگر — وجد مین آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ اچھل
منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روز ازل — کہ نہ احمد کا ہے ثانی نہ احد کا اول

باغ عرفان کا شجر جلوۂ ایمان کی خبر — اوج رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر
بحر وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول

اسکی الفت مین گرو عرش برین کی تگ و دو — راست گو راست شنو منزل حق کا پیرو
کوکب نور جلو نیر ایمان پرتو — مہر توحید کی ضو اوج شرف کا مہ نو
شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول

راحت قلب حزین داروے دلہاے غمین — ہادی مسلک دین رہبر ارباب یقین
مہر کثرت کا نگین منزل وحدت کا مکین — مرجع روح امین زیب دہ عرش برین
حامی دین متین ناسخ ادیان و ملل

دستگیر غربا عاجز و مسکین کی پناہ — لب شفقت کا سخن دیدۂ رحمت کی نگاہ
سکہ زن کشور عالم مین ز ماہی تا ماہ — ہفت اقلیم ولایت مین شہ عالیجاہ
چار اطراف ہدایت مین نبی مرسل

جلوۂ حسن دگر ہے مجھے منظور نظر — جوش اوصاف نبی کا ہی رگ و پے مین اثر
چشم بد دور طبیعت ہی عجب زورون پر — جی مین آتا ہے لکھون مطلع برجستہ اگر
وجد مین آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ اچھل

ہر کہان تیری مثال اور کہان تیرا مثل — کوئی تیرا نہ مشابہ نہ مقابل نہ بدل
بے تکلف ہی یہ جبریل کے کہنے کا محل — منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روز ازل
کہ نہ احمد کا ہے ثانی نہ احد کا اول

دور خورشید کی بھی حشر مین ہو جائیگی صبح　　تا ابد دورِ محمد کا ہے روزِ اول
شب اسریٰ مین تجلی سے رخِ انور کی　　پڑ گئی گردنِ رفرف مین سنہری ہیکل
سجدۂ شکر مین ہے ناصیۂ عرش برین　　خاک سے پائے مقدس کی لگا کر صندل
فضیلت پہ تری مشتمل آثار و کتب　　اولویت پہ تری متفق ادیان و ملل
لطف سے تیرے ہوے شوکت ایمان محکم　　قہر سے سلطنتِ کفر ہوئی مستاصل

رد بروا سکے تو کیا منہ تجھے دکھلائیگی صبح　　شام گیسوے نبی دیکھ کے شرمائیگی صبح
صبح کیا جسکی گھڑی بھر مین نظر آئیگی صبح　　دور خورشید کی بھی حشر مین ہو جائیگی صبح
تا ابد دور محمدؐ کا ہے روز اول

کیسا سجی زیورِ انوار سے تصویر نبی　　سب رسولون کو اسی نور نے زینت بخشی
کسکو اِس حسن خداداد سے دولت یہ ملی　　شب اسریٰ مین تجلی سے رخ انور کی
پڑ گئی گردن رفرف مین سنہری ہیکل

کوئی اِس رتبۂ اعلیٰ کا زمانہ مین نہین　　ہر اِسی ذات سے تصدیقِ نویدِ دیرین
ہر فرشتہ انھین قدمون پہ جھکاتا ہے جبین　　سجدۂ شکر مین ہے ناصیۂ عرش برین
خاک سے پائے مقدس کی لگا کر صندل

شان و شوکت پہ تری مشتمل آثار و کتب　　جاہ و حشمت پہ تری مشتمل آثار و کتب
حسن خلقت پہ تری مشتمل آثار و کتب　　افضلیت پہ تری مشتمل آثار و کتب
اولویت پہ تری متفق ادیان و ملل

گلشن دین کے لیے ذات تری ابر کرم　　خرمن کفر پہ ہے برق غضب کا عالم
رحمت و قہر یہان دست و گریبان ہین بہم　　لطف سے تیرے ہوئی شوکت ایمان محکم
قہر سے سلطنت کفر ہوئی مستاصل

مبحث جاہ مین اعلیٰ کے ہین معنی ادنےٰ	مصرف جود مین اکثر کا مرادف ہی اقل
شانہ حضرت کا ہی تشدید ولام واللیل	صاد مازاغ بصر سرمہ چشم الکحل
جسطرف ہاتھ بڑھین کفر کے ہٹجائین قدم	جسجگہ پاؤن رکھے سجدہ کرین لات وہبل
تیری تشبیہہ کا ہے آئینہ خانہ تنزیہہ	شان بیرنگی مطلق ہے تجھے زنگ محل

بارک اللہ ہی کس اوج پہ اقبال رسا — عرش کب پاے ترے بازوِ درکا پایا

جو ترقی ہے کسیکی وہ تنزل تیرا — مبحث[۱] جاہ مین اعلیٰ کے ہین معنی ادنےٰ

مصرفِ جود مین اکثر کا مرادف ہی اقل

زلف شبگون ہی کہ رتبہ مین مقام واللیل — جلوہ گر مصحفِ عارض مین کلامِ واللیل

صبح والفجر بنا گوشش پہ شام واللیل — شانہ[۲] حضرت کا ہی تشدید دلام واللیل

صاد مازاغ بصر سرمۂ چشمِ الکحل

کردیا وادی عالم کو گلستانِ ارم — یکقلم چھانٹ دیا ہے شجرِ ظلم وستم

دستِ دُنیا سے ہے ترے کفر سراپا برہم — جسطرف ہاتھ بڑھین کفر کے ہٹجائین قدم

جس جگہ پاؤن رکھے سجدہ کرین لات وہبل

بے مثالی کے مرقع کا شرف تیری شبیہہ — طاق تنزیہہ کی رونق تری شمع تشبیہہ

ذاتِ اقدس تری مقصودِ جہان مافیہ — تیری[۳] تشبیہہ کا ہی آئینہ خانہ تنزیہہ

شان بیرنگی مطلق ہے تجھے زنگ محل

۱؎ آنحضرتؐ کی جاہ کے مقابلہ مین اعلیٰ سے اعلےٰ مرتبہ جاہ کا بے حقیقت ہی اور آنحضرت کے جود کا مصرف ایسا تھا کہ زیادہ سے زیادہ جود کمترین جود معلوم ہوتا ہی۔

۲؎ شانہ کو تشدید (ّ) سے اور آنکھ کے سرمہ کو صاد بصر سے تشبیہ دی ہی سر آنکھ مین لگایا جاتا ہی صورت (ص) کی ظاہر ہی ہے

۳؎ تشبیہ عالمِ امکان۔ تنزیہہ ہستی مطلق منزہ حق تعالیٰ بیرنگی مطلق وجود حق تعالیٰ شان بیرنگی مطلق جو سرورِ کائناتؐ مین ہے وہی آپ کا رنگ ہے۔

ہے حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام	بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل
ہو سکا ہے کہیں محبوب خدا غیر خدا	اک ذرا دیکھ کو سمجھ کر مری چشم احول
رفع ہونے کا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف	میم احمد نے کیا آکے یہ قصہ فیصل
نظر آئے اگر احمد میں مجھے دال دوئی	روز محشر ہوں الٰہی مری آنکھیں احول
پھر اُسی طرز کی مشتاق ہی مواجی طبع	کہ ہر اس بحر میں اک قافیہ اچھا بادل

ہے ممکن ہی بیان اسکی حقیقت کا مقام | خامشی مہر دہن ہی نہیں حجت کا مقام
کہ رہا ہے دل آگاہ سے وحدت کا مقام | ہی حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام

بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل

دیدۂ دل سے جو دیکھے مری چشم بینا | خود سمجھ جاسے کہ یہ نور ہے جلوہ کسکا
موج خود بحر میں ہی موج میں خود ہی دریا | ہو سکا ہی کہیں محبوب خدا غیر خدا

اک ذرا دیکھ سمجھ کر مری چشم احول

روے مرآت تحیر نہ کبھی ہوتا صاف | مصحف راز معانی کا نہ کھلتا یہ غلاف
کسکو قدرت تھی جو اس بات کا کرتا انصاف | رفع ہونیکا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف

میم احمد نے کیا آکے یہ قصہ فیصل

یہی ابجد ہی حقیقت میں مرے ایمان کی | کہ ہوئی مظہر نور احدی ذات تری
چشم وحدت کے اشارے سے دعا یہ سوجھی | نظر آئے مجھے احمد میں اگر دال دوئی

روز محشر ہوں الٰہی مری آنکھیں احول

بحر گفتار میں کیا طاق ہی مواجی طبع | ابر نیسان کی جو مصداق ہی مواجی طبع
درفشانی میں یہ مشتاق ہی مواجی طبع | پھر اُسی طرز کی مشتاق ہے مواجی طبع

کہ ہر اس بحر میں اک قافیہ اچھا بادل

ط آپ کا مجاز حقیقت کے لیے حیرت کا مقام اور آپ کا نیاز بے نیازی کو نازش کا محل ہی۔

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہی قبلا بادل   غزل   سجدے کرتا ہی سوے یثرب و بطحا بادل
چھوڑ کر میکدۂ ہند و صنم خانۂ برج   آج کعبے مین بچھاے ہی مصلا بادل
سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا   ۱؎   شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل
بحرِ امکان مین رسول عربی دُرِ یتیم   ۲؎   رحمت خاص خداوند تعالیٰ بادل

دل سے باندھے ہوے احرام جو اٹھا بادل   سر کے بل جاتا ہی تسلیم کو جھکتا بادل
داغ سیماے تمنا ہے سراپا بادل   کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہی قبلا بادل

سجدے کرتا ہے سوے یثرب و بطحا بادل

شمعِ ظلمت کو سمجھتا تھا یہ پروانۂ برج   برج اک جلوۂ لیلیٰ تھا یہ دیوانۂ برج
توڑ کر سلسلۂ رغبت پیمانۂ برج   چھوڑ کر میکدۂ ہند و صنم خانۂ برج

آج کعبے مین بچھاے ہی مصلا بادل

پاؤن رکھا نہ زمین پر کبھی یہ اتر ا آیا   چال سیدھی نہ چلا نازمین ایسا آیا
تنگ حیرت سے ہوا دل تو یہ کھلتا پایا   سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا[1]

شہسوارِ عربی کے لیے کالا بادل

جلوۂ بزم دو عالم ہی وہی ذاتِ کریم   شمع سان انجمن غیب و شہادت مین مقیم
ابر حادث مین چمکتی ہی وہی برقِ قدیم   بحرِ امکان مین رسولِ عربی دُرِ یتیم[2]

رحمتِ خاص خداوند تعالےٰ بادل

جلوۂ برق تجلی ترا دوسے پُر نور   عین عرفان ہین یہ آنکھین تری چشم بدور
تار باران کرامت کا نگاہون سے ظہور   قبلۂ اہل نظر کعبۂ ابروے حضور

موسے سر قبلے کو گھیرے ہوے کالا بادل

۱؎ سبز رنگ گھوڑے کا ہی اسی رعایت سے "اندھیاری" استعمال کیا گیا ہی۔
۲؎ اِس عالم مین آنحضرتؐ دُرِ یتیم ہین اور وہ بادل جس سے دُرِ یتیم پیدا ہوتا ہی رحمت خداوند تعالیٰ کی ہی۔

قبلۂ اہل نظر کعبۂ ابروے حضور — موے سر قبلہ کو گھیرے ہوے کالا بادل
رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہی برق — برق کے منہ پہ ہی رکھے ہوے پلا بادل
دور پہونچی لب جان بخش نبیؐ کی شہرت — سُن ذرا کہتے ہین کیا حضرت عیسیٰؑ بادل
چشم انصاف سے دیکھ آپکے دندان شریف — دُر یکتا ہے ترا گرچہ یگانا بادل
تھا بندھا تار فرشتون کا در اقدس پر — شب معراج مین تھا عرش معلی بادل
آمد و رفت مین تھا ہمقدم برق براق — مرغزار چمن عالم بالا بادل

تار باران مین دُرِ اشک پروتی ہی برق — ضبط کرتی نہین کیون نام ڈبوتی ہی برق
مضطرب آتش حسرت سی جو ہوتی ہی برق — رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہی برق

برق کے منہ پہ ہی رکھے ہوے پلا بادل

چشمۂ خضر کی کانون مین ہی پہنچی شہرت — کب مسیحا کو میسر ہوئی ایسی شہرت
عرش تک دی ہی زمین سے ہوئی اونچی شہرت — دور پہونچی لب جان بخش نبی کی شہرت

سُن ذرا کہتے ہین کیا حضرت عیسیٰ بادل

عالم نور کے یہ سلک گہر ہاے لطیف — ہی وہ تیری گرہ آب حقیر اور ضعیف
بنے کی تیج ہے حکم کیلیے اک امر سخیف — چشم انصاف سی دیکھ آپکے دندان شریف

دُر یکتا ہے ترا گرچہ یگانا بادل

دیدۂ شوق تھا مانند حباب ہر اختر — دل مشتاق تھا یا برق تجلی مضطر
آب بارانِ مسلسل کی طرح جارہیر — تھا بندھا تار فرشتون کا درِ اقدس پر

شب معراج مین تھا عرش معلیٰ بادل

چستہ ہر حال مین ہر حسن خداداد مین طاق — طرز رفتار دلاویز مین کیسا مشتاق
جذبۂ شوق تھا وہ منظر چشم مشتاق — آمد و رفت مین تھا ہمقدم برق براق

مرغزار چمن عالم بالا بادل

ہفت اقلیم ہین اس دین کا بجایا ڈنکا	تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل
دین اسلام تری تیغ دودم سے چمکا	یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل
آستانے کا ترے دہر مین وہ رتبا ہی	کہ جو نکلا تو جھکائے ہوے کاندھا بادل
تو وہ فیاض ہی در پہ ترے سائل کیطرح	فلک پیر کو لایا دیے کاندھا بادل
تیغ میدان شجاعت مین چمکتی بجلی	ہاتھ گلزار سخاوت ہن چمکتا بادل

جس طرف لشکر اسلام کا اڑا دریا
زلزلہ کفر کی بنیاد مین ہر سمت پڑا
رعد کا شور کہ تکبیر سے محشر برپا
ہفت اقلیم مین اِس دین کا بجایا ڈنکا

تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

فوج ایمان ہو کہ یہ ابر نے باندھا ہی پرا
تیری شمشیر ہے یا صاعقۂ قہر خدا
خرمن کفر کو اس برق غضب نے پھونکا
دین اسلام تری تیغ دودم سے چمکا

یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل

تیری سرکار کا وہ مرتبہ اعلا ہے
کہ سر عرش معلی بھی جبین فرسا ہے
قدر ہمت مری مضمون یہ مجھے سوجھا ہے
آستانے کا ترے دہر مین وہ رتبا ہے

کہ جو نکلا تو جھکائے ہوے کاندھا بادل

کس سخی مین ہی تری ہمت کامل کی طرح
بحر بخشش ترے آغوش مین سایل کیطرح
کب میسر دل حاتم کو ترے دل کی طرح
تو وہ فیاض ہی در پہ ترے سائل کیطرح

فلک پیر کو لایا دیے کاندھا بادل

باغ ایمان پہ وہ باران کرم کی بدلی
خرمن کفر کو ہے صاعقۂ قہر بھی
کوئی تجھسا نہ بہادر نہ کوئی تجھسا سخی
تیغ میدان شجاعت مین چمکتی بجلی

ہاتھ گلزار سخاوت مین گرجتا بادل

محسن اب کیجیے گلزار مناجات کی سیر — کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل
سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل — مطلع میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل
ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی — نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل
دین و دنیا مین کسی کا نہ سہارا ہو مجھے — صرف تیرا ہو بھروسہ تری قوت ترا بل
ہو مرا ریشہ امید وہ نخل سرسبز — جسکی ہر شاخ مین ہو پھول ہر اک پھول مین پھل

ہو چکی سحر کی بھی بلبل افکار کی طیر — سمت کعبہ کبھی صحرا کبھی دریا کبھی دیر
ختم ہوتا ہے قصیدہ مع تضمین بالخیر — محسن اب کیجیے گلزار مناجات کی سیر

کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل

تو ہے محبوب خدا تو ہے نبی مرسل — ہر صفت مین ہے تری ذات مقدس اکمل
ہے یہ مطلع ترے اوصاف مین ناقل دل — سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل

میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

دولت آرزوے دل سے ہو بالا بالی — یہ ارادہ ہو مری فکر کی خوش اقبالی
تا کہ ہو شان سخن عرش برین سے عالی — ہے تمنا کہ رہے نعت سے تیری خالی

نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

تجھسے حاصل مرے ہر درد کا چارا ہو مجھے — حال دل غیر سے کہنا نہ گوارا ہو مجھے
تیرے دامن کے سوا سب سے کنارا ہو مجھے — دین و دنیا مین کسی کا نہ سہارا ہو مجھے

صرف تیرا ہو بھروسا تری قوت ترا بل

جسطرح رہتے ہین طوطی کے ہمیشہ پر سبز — جیسے رہتی ہے زمین فلک اخضر سبز
عشق پیچان ہو مرے شوق کا سبز اندر سبز — ہو مرا ریشہ امید وہ نخل سرسبز

جسکی ہر شاخ مین ہون پھول ہر اک پھول مین پھل

دل مین قائم رہے ایمان ترا تا دم مرگ — دیدۂ دل رہے حیران ترا تا دم مرگ

آرزو ہی کہ رہے دھیان ترا تادم مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل
نام احمدؐ بزبان ستر بلا میم بصدر
لب پہ ہو صل علیٰ دل میں مرے عز و جل
روح سے میری کہیں پیار سے یون عزرائیل
کہ مریجان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل
دم مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا تری
فکر فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل
یاد آئینہ رخسار سے حیرت ہو مجھے
گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل
میزبان بنکے نکیرین کہیں گھر ہے ترا
نہ اٹھانا کوئی تکلیف نہ ہونا بیکل

دھیان رکھیں مرے ارمان ترا تادم مرگ
آرزو ہی کہ رہے دھیان ترا تادم مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

نظر آئے مجھے یہ عالم کثرت بے قدر
مادمن کرنہ سکے کشور دل مین کچھ عذر
توہی تو دلمین رہے جیسے نہان ابر مین بدر
نام احمدؐ بزبان سر بلا میم بصدر
لب پہ ہو صل علی دلمین مرے عز و جل

ہو دم نزع یہ آسانی شکل کی سبیل
دم نکلنا ہو تمنا کے نکلنے کی دلیل
کہ بجے قافلۂ عمر کا جب کوس رحیل
روح سے میری کہین پیار سے یون عزرائیل
کہ مریجان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل

ملک الموت سنائین یہ مجھے خوشخبری
دیکھ وہ چشم توجہ ہی تجھے دیکھ رہی
کوئی ہیبت نہ رہے دلمین مرے محشر کی
دم مردن یہ اشارا ہو شفاعت کا مری
فکر فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل

بجھ نکیرین کی پرسش سے نہ وحشت ہو مجھے
خلوت کنج لحد بزم مسرت ہو مجھے
راحت دل ترا جلوہ تری صورت ہو مجھے
یادآئینۂ رخسار سے حیرت ہو مجھے
گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل

مجکو آزاد کرین جان کے تیرا بردا
مجھسے پوچھین نہ کچھ احوال برا اور بھلا

رُخ انور کا ترے دہیان رہے بعد فنا　　میرے ہمراہ چلے راہ عدم مین مشعل
خائف ہون میرے گناہان ثقیل اور خفیف　　آئین میزان مین جب افعال صحیح و معتل
میری شامت سے ہو آراستہ گیسوے سیاہ　　عارض شاہد محشر ہو اگر حسن عمل
صفِ محشر مین ترے ساتھ ہو تیرا مداح　　ہاتھ مین ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل
کہین جبریل اشارہ سے کہ ہان بسم اللہ　　سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

مہربان مجھ پہ ہون مجھین مجھے مہمان اپنا　　میزبان بنکے نکیرین کہین گھر ہی ترا
نہ اُٹھانا کوئی تکلیف نہو نا بیکل

تو ہی رہبر ہو مرے خضر مرے راہنما　　ظلمت راہ عدم کا نہ ہو جبکو کھٹکا
دیدۂ دل سے رہون مین تری صورت تکتا　　رخ انور کا ترے دہیان رہے بعد فنا
میرے ہمراہ چلے راہِ عدم مین مشعل

جبکہ تو مدرسۂ حشر مین لائے تشریف　　صرف ہر نحو شفاعت ہو ترا وقت شریف
اسطرح ہو مرے اعمال نہ بون کی تعریف　　خائف ہون میرے گناہانِ ثقیل و خفیف
آئین میزان مین جب افعالِ صحیح و معتل

مثل دنیا کے نہ عقبیٰ مین رہے حال تباہ　　مجکو ملجائے ترے سایۂ رحمت مین پناہ
عیب میرے ہوان قیامت مین ہنر یا اللہ　　میری شامت سے ہو آراستہ گیسوے سیاہ
عارضِ شاہد محشر ہو اگر حسن عمل

دم بجود صورت ارواح جہان ہو اشباح　　بیم و امید مین ہون اہل شر و اہل صلاح
دل سے پکڑے ترا دامن یہ نیاز و الحاح　　صف محشر مین ترے ساتھ ہو تیرا مداح
ہاتھ مین ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

نذر اس تحفۂ تضمین کی جو پائین دلخواہ　　اور سمجھین کہ ہے مقبولِ شہ عرش پناہ
دیکھکر میری طرف تیری توجہ کی نگاہ　　کہین جبریل اشارے سے کہ ہان بسم اللہ
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

چراغِ کعبہ

سنہ ۱۳۰۱ھ

ہے نامِ خدا سوادِ تحریر — واللیل اذا سجے کی تفسیر

دریاے روان ہی دُرِ منظّم آج — بہ بحرِ خفیف بحرِ مواج

جاتا ہے کلیم آسمان تک — معراجِ سخن ہی لامکان تک

خلوتگہ دل ارم سرشتہ — پرواز طبیعت اک فرشتہ

ہر گوہرِ قلزمِ تکلم — سیارۂ آسمانِ ہفتم

ہر حرف سیہ زبانِ سوسن — گنجینۂ رازِ ہشت گلشن

ہر لمعۂ فکرِ طبعِ والا — شمعِ سرِ طاقِ عرشِ اعلیٰ

ہر گل مین ہے رنگ گلستان کا — ہر قطرے مین موجزن ہے دریا

ہر لفظ عروسِ پردۂ گوش — ہر معنی جانِ پیکرِ ہوش

مضمون نئے روپ کی دُلھن ہی — اِک راستی لاکھ بانکپن ہی

خطرہ نہین بحر مین سخن کے — کھٹکا نہین قفل مین دہن کے

بندش کی ادا ہی دستۂ گل — طرزِ نمکین ہے شورِ بلبل

نیرنگ دماغ رنگ تقریر [1] — بیداری قلب خواب تحریر

تحریر کی وضع مین تامل — تقریر کے دور مین تسلسل

مضمون کو ازدیاد کا شوق — مصرع کو ہے مستزاد کا شوق

منظور اداے خوش بیانی — تشریح کتابِ آسمانی

[1] تحریر کی افتادگی کو خواب سے تشبیہ دی ہے - منہ رحمہ

سرسبزی طبع نکتہ پرور [۱] — کشاف رموز خلد و کوثر
کاغذ مین سطور کا تسلسل — ہی کھیت مین چاندنی کے سنبل
شبدیز قلم کی شان اعلی — جنگل مین براق کے غزالا
تحریک انامل سخنگو — جبریل امین کا زور بازو
از رفعت طبع من چہ پرسی — ہر حرف کی عرش پر ہے کرسی
اک رات کی روشنی ہی دلمین — چھٹکی ہوئی چاندنی ہی دلمین
شب کیا کہ جہان کا بخت فیروز — عالم کا خلاصہ شب و روز
ایام کے گیسوے مسلسل — آنکھون مین نہ آسمانکے کاجل
ساعت ہی کمال بدر شب کی [۲] — شب ہی شرف مہ عرب کی
اندھیاری کے دیکھلین اوجالے — آئین سر طور جانے والے

آغاز روایت

بھیگی ہوئی رات ابروسے [۳] — داخل ہوئی کعبے مین وضو سے
اوڑھے ہوے لیلی گل اندام [۴] — شبنم کی ردا بقصد احرام
گویا کہ نہا کے آئی فی الحال [۵] — جھک جھک کے نچوڑتی ہوئی بال

---

[۱] تفسیر کشاف زمخشری کی مشہور ہے کشاف بمعنی ظاہر کرنے والی۔

[۲] شب کو بدر قرار دیا ہے۔

[۳] بعد نصف شب کے رات بھیگ جاتی ہی چونکہ رات کعبہ مین داخل ہوتی ہی اسواسطے تلازم ارکان حج کا کیا گیا۔

[۴] الفاظ ردا احرام سعی صفا ملنا محرم رمی جمار ہدی برعایت ارکان حج ہین۔ احرام باندھنے کے لیے ردا یعنی چادر پیٹھ پر ڈالنا ہوتی ہے۔

[۵] احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا ضروری ہے۔

کیا سعی صفا سے رنگ فق ہے ۱؎ سر سے پا تک عرق عرق ہے
نامحرمون سے چھپائے چہرا ۲؎ بروین کو بنائے منہ کا سہرا
آنا کھلتا ہوا نہ جانا انداز خرام صوفیانہ
سناٹے کا دم انیس وہمدم انفاس ہوا رفیق و محرم
خوشبو وہ کہ ہار یاسمن کے لپٹے ہوے بالونین دلھن کے
یا تازہ بسی ہوئی ختن کی کلیان یوسف کے پیرہن کی
ناخن کی جگہ ہلال کی مدُ ۳؎ دفتر سے طلوع کے ندارد
گرتے ہوے ٹوٹ کر ستارے ۴؎ ہین رمی جمار کے اشارے
قربان رہ ضرورت ہدی ۵؎ ثور وحمل سپہر تا جدی
قطبین کے سایۂ ضیا مین ۶؎ مشغول دوگانے کے ادا مین

۱؎ سات مرتبہ صفا سے مروہ تک آنا جانا ہوتا ہے اسی جانب کو اشارہ ہے صفا و مروہ دو پہاڑیان مسجد حرام کے متصل ہین

۲؎ چونکہ شب کو لیلی قرار دیا ہے لہذا خیال نامحرم کا ضروری ہے۔

۳؎ حج کے احرام باندھنے پر ناخن کٹوانا مستحب ہے مطلب شعر کا یہ ہے کہ اس رات کو ہلال نہین تھا۔

۴؎ جمار چھوٹے چھوٹے پتھرون کے ٹکڑون کو کہتے ہین جمار جمع جمرہ کی ہے حاجی جب منا مین پہونچتے ہین تو کنکریان پھینکتے ہین اور اسی کو رمی جمار کہتے ہین۔

۵؎ ہدی وہ جانور ہوتا ہے جو مکہ معظمہ مین پہونچکر ذبح کیا جاتا ہے۔ ہدی اونٹ۔ گاے۔ بھیڑ۔ بکری کی ہوتی ہے ۵؎ ثور گاؤ و نیز نام برج دوم فلک و آن بصورت گاؤ ر است حمل برہ و نام برجے از بروج آسمان کہ صورت برہ گوسپند دارد جدی بزغالہ و نام برجیست از بروج آسمان و ستارہ ایست نزدیک قطب شمالی کہ بعرف آن ستارہ را قطب گویند۔

۶؎ قطب جنوبی و قطب شمالی مراد ہین۔

خلوت کی جما ئے انجمن کو ؎۱ پردے مین چھپائے ماد من کو
صورت مین غلاف محترم کے در پردہ طواف مین حرم کے

گریز

تھا دیکھ کے اس ادا کو مفتون ؎۲ دشتِ عرفات شکل مجنون
چشم در کعبہ معلے آئینۂ حیرت تماشا
سکتے مین کہ کیا یہ گل کھلا ہے اس رات کا زنگ دب گیا ہے
آنکھون مین ہوا سمٹ کے یکجا ؎۳ بیدار دلون کا کیسا سودا
میدان نظر مین خلوت آرا کس چشم سیاہ کا ہے پردا
دامانِ نگاہ بن کے پھیلی کس دیدۂ منظر کی پتلی
گل دار ہوے ہین سبز فانوس ؎۴ پنجرے مین ہے طوطیو نکے طاؤس
واللیل کی زینت حواشی ؎۵ تفسیر کبیر کہکشان کی
انجم کا یہ آسمان مین نقشہ سوسن کی زمین مین بنفشہ
جگنو لگا ہوا ہین یہ استارا ظلمت کا چمک رہا ہے تارا
تاریکی مین نور یا الٰہی آنکھون مین سما گئی سیاہی

؎۱ یعنی انجمن خلوت را آراستہ ۱۲ منہ رحمہ

؎۲ عرفات صحرائیست فراخ حاجیان درانجا استادہ شوند و لبیک و ادعیہ خوانند و بعد نماز ظہر و عصر بکعبہ باز گردند لفظ مجنون برعایت لیلی شب ۱۲

؎۳ تشبیہات اس قسم کی ہین کہ سیاہی مین روشنی نکلی۔ سویدا سیاہ نقطہ جو دل پر ہوتا ہے

؎۴ فلک و انجم سے گلدار فانوس تیار ہوے۔ فانوس منقش کو گلدار کہتے ہین۔

؎۵ واللیل بمعنی شب و نام سورۂ کلام مجید۔ تفسیر کبیر مشہور تفسیر ہے۔

ہر شے مین ہی وضع خوش ادائی | ہر رنگ مین شانِ دلربائی

ہر باغِ نثارِ روے شبّو | ہر دشت شکارِ چشم آہو

ظلمت مین ہے نور کی تجلّی [۱] | بکھری ہوئی طور کی ہے چوٹی

ہر در سے ظہورِ نورِ مطلق [۲] | ہر دار مین شورشِ اناالحق

ہر قطرہ وضو کی فکر مین گم | ہر ذرہ کیے ہوے تیمم

ہر سرو کو بندگی پہ ہی میل | ہر اک کے سر کی لو ہے قایم اللیل

ہر بزم طرب مین اتقیا جمع | قعدے مین لگن قیام مین شمع

کہتا ہے جھکا ہوا اندھیرا [۳] | ہو جائے قبول سجدہ میرا

سجادہ چرخ نیلگون پر | تسبیح ہزار دانہ اختر

تاریکی ہے یان سے منزلون دور | پیدا ہے سوادِ کشورِ نور

ابر رحمت گھرے ہوے ہین | کچھ رات کے دن بھرے ہوے ہین

نفرت ہی ستم کو آسمان سے [۴] | ہے تیر کھنچا ہوا کمان سے

چلّے مین ہی پیر قوس روپوش [۵] | عقرب کے ہی نیش مین بھرا نوش

گردون کو اسد کیے ہوے زیر [۶] | چھوٹا ہوا نیل گاو پر شیر

---

۱ پہاڑ کی چوٹی اور بالون کے جوڑہ کو بھی چوٹی کہتے ہین۔

۲ دار عربی بمعنی خانہ اور فارسی مین پھانسی کے معنی ہین۔

۳ صرف جھکنے سے تشبیہ سجدہ کی ہی۔

۴ تیر کو ستم اور کمان کو آسمان قرار دیا ہے۔

۵ قوس کو باعتبار خمیدگی کے پیر سے تشبیہ دی ہی اور پیر کی مناسبت سے چلّہ نشینی ہی۔ قوس نام برجے از بروج آسمان۔ عقرب نام برج ہشتم از بروج آسمان و آن بصورت کژدم است

۶ اسد نام برجیست کہ صورت شیر دارد گردون کو نیل گاو قرار دیا ہے۔

رفعت کا ہوا ہے سکہ جاری ؎۱ میزان کے ہین دونون پلّے بھاری
نوشاہ بنا ہوا ہے جوزا ؎۲ ہے زیب کمر زری کا پٹکا
مریخ ستارۂ بلند اختر ؎۳ گردون کا لڑا ہوا مقدر
کیوان کو دمِ سکندری ہے ؎۴ چمکی زہرہ کی مشتری ہے
ہر پستی سے ہے اوج سے ملاقی ہر شاہ نزول کو ترقی
اعلیٰ کی طرف ہے میل انوار ؎۵ پروانہ چراغ سے خبردار
شبنم کے ہے پر لگائے گلشن بلبل سے کہو کہ پکڑے دامن
ذرون کی طرح نہ دشت اُڑ جائین دیوانون سے کیجیے ہو نشین آئین
شمشاد نہین کسی کے بس مین قمری نہ پڑی رہے قفس مین
ساحل ہوتا ہے خشک ڈر سے نکلا جاتا ہے بحر در بر سے
کنعان کے اُڑا رہا ہے جوہر ؎۶ دلو آج بنا کے ڈول جنتر
یونسؑ سرِ حوت تک پہونچکر ؎۷ سکہ نہ بٹھائین ہر درم پر
رعنائیِ برقِ ابر سکن ؎۸ چگ جائے نہ سنبلے کا خرمن

؎۱ میزان نام برجے از بروج آسمان۔

؎۲ جوزا نام برج کا ہے۔

؎۳ مریخ نام ستارہ ایست کہ در پنجم آسمان ست و بپارسی بہرام گویند۔

؎۴ کیوان نام ستارہ زحل کہ بر فلک ہفتم است۔

؎۵ چراغ کے اُڑ جانے کا اندیشہ ہے لہذا پروانہ سے کہتے ہین کہ چراغ سے خبردار۔

؎۶ دلو نام برج کا ہے جو بصورت ڈول کے ہے۔

؎۷ یونس علیہ السلام کو مچھلی نگل گئی تھی۔ حوت نام برج دوازدہم از فلک کہ بصورت ماہی است۔

؎۸ سنبلہ بالضم خوشہ و نام برجے از بروج آسمان کہ او بصورت خوشۂ گندم ست۔

اڑ جائے نہ سطح ارض الٰہی [1] سرطان پہ کرے نہ چوٹ ماہی
پامال زمین نہ آسمان ہو پڑتی نہ سڑک کی کہکشان ہو
ظاہر ہوے کس لیے یہ سامان کیون اتنے عروج پر ہے دوران
کیون خاک کی اتنی ارجمندی کیون پستی کی اِس قدر بلندی
کیون شب کا یہ حسن روز افزون کیون ہے یہ ملیح اتنی موزون
محمول کا کس طرف ہو موضوع مسند کو کیا ہے کس نے مرفوع
یہ کس کی خبر کا مبتدا ہے موصول کہان کہان صلا ہے
ہین کس سے مضاف یہ عجائب راجع ہے کدھر ضمیر غائب
ناگاہ خطاب وحی تنزیل [2] عالی لقب حضور جبریل

درج جبریلؑ

عمان کرم کے درمنثور [3] قرآن شرف کے سورۂ نور
مانند دُعا زمین پہ نازل مانند دُعا سپہر منزل
منشور اوامر و نواہی عنوان صحیفۂ الٰہی
فہرست اخبار اصفیا کی تاریخ فرشتہ انبیا کی
دُرج گہر کلام باری [4] پیغامبر پیام باری
وارد ہوے ابر سان زمین پر ساتھ اُنکے براق برق پیکر

---

[1] سرطان نام برج۔ ماہی زیر زمین سرطان پر حملہ نہ کرے۔

[2] خطاب خداوند وحی تنزیل جبریل کی صفت ہے حضور خداوندی صاحب لقب عالی یہ بھی جبریل کی صفت ہین ۱۲

[3] عمان یعنی دریاے اعظم۔

[4] درج بالضم و صندوقچہ جسمین جواہرات یا موتی رکھتے ہین۔

تمہید وصفِ براق

پہونچا ہے براق تک جو نامہ — دو ہاتھ اُچھل پڑا ہے خامہ
شوخی یہ ہے کلکِ تیز رفتار [1] — جل جائے سپند سبع سیّار
قطبین ہین سن مسیانِ انجم — دکڑی ہوئی ہی چوکڑی گم
چکر مین ہے چار موج دریا — نشہ سا ہرن سے ہے چوکڑی کا
مضمون کی جست مین ہے گرمی [2] — یا جست کے تار مین ہے بجلی
ہان اے مرے خامۂ سبک گام — آہستہ خرام بلکہ مخرام
دو چار قدم وہ چل سنبھلکر — حرفِ اُڑ سکے نہ جا سکین فلک پر
گو ہو نہ سکے گا کچھ مگر خیر — لکھ وصفِ براقِ آسمان سیر

صفتِ براق

چھوٹا سا فرس فرشتہ ہیکل [3] — کھیت اُسکا بہشت خلد جنگل
مہ پارہ فلک سے آنے والا — اطلس کو کتان بنانے والا
یون چرخ سے نکلے وہ سبک رو [4] — فانوس سے جس طرح کہ پرتو
شیشے سے پری چمن سے شبنم — سیپی سے گہر حباب سے دم

---

[1] دو معنی ہین ایک یہ کہ بلا سے سپند سبع سیار جل مرین دوسرے یہ کہ سپند جلے تاکہ نظر نہو جاے ۱۲ منہ رحم سپند کو نظر بد کے دفعیہ کے واسطے جلاتے ہین۔ سبع سیار قمر عطارد زہرہ شمس مریخ مشتری زحل ہین۔

[2] جست مین قوت مقناطیسی زیادہ ہوتی ہے۔

[3] حدیث مین ہے کہ براق چھوٹے فرس کے برابر تھا منہ رحم

[4] ان تین اشعار مین صرف سبکروی کی تشبیہ ہے۔

گلشن سے بہار جسم سے جان | آنکھون سے نیند دل سے ارمان
صحراے شہود مین رم غیب [۱] | چلتی ہوئی راہ عالم غیب
محو روش فراغ بالی | مشاق خرام لا ابالی
آدم سے ملک تک ایک دم مین | امکان سے قدم تک اک قدم مین
شوخی مین سلوک شوق کا حال | رفتار مین جذب عشق کی چال
نیرنگ طلسم حیرت آئین | یا گنج روان [۲] دولت دین
اقبال کا یا کہ بال دیگر [۳] | یا روح امین کا تیسرا پر
یا دیدۂ منتظر مین نقشا | اڑتی ہوئی وصل کی خبر کا

درود جبرئیل و براق بر آستانہ شریف

بالجملہ وہ دونون محرم قرب | پروانہ و شمع عالم قرب
یون آئے ہو جیسے عاجل | پروانہ چراغ کے مقابل
یا جیسے کہ عاشقان مضطر | اپنا خط شوق آپ لیکر
حاضر ہوے اُسکی آستان پر | جسکا کہ مکان ہی لامکان پر

[۱] شہود در اصطلاح سالکان رویت حق ست کہ از مراتب کثرات و موہومات صوری عبور نمودہ بمقام توحید رسیدہ در صور جمیع موجودات مشاہدہ حق نماید و غیریت دور شدہ ہر چہ بیند حق بیند۔ رم بمعنی رمیدگی۔

[۲] گنج روان کنایہ از گنج قارون کہ پیوستہ در زیر زمین حرکت بسوے تحت میکند یہان مناسبت لفظ روان سے ہے اور گنج روان سے مراد خزانہ ہی۔

[۳] لفظ اقبال مین ایک بال ہے۔ بال بمعنی بازو۔

محبوب خداے انس و جان کا — مقصود رموز کن فکان کا
منظور اشارۂ فکبّر [۱] — قائم بمقام قُم فانذر
نور القمرین والکواکب — خورشید مشارق و مغارب
ہاشم کی کلاہ مین گل تر — دامن مین قریشیون کے گوہر
امکان کے گھر کا ابر نیسان [۲] — دریاے قدم کا شاخ مرجان
صانع کے قلم کا رنگ ایجاد — بندون کے چمن کا سرو آزاد
ایمان کی سند کا نقش خاتم — عرفان کے نگین کا اسم اعظم
آغاز ازل کی ابتدا کا — انجام ابد کی انتہا کا
تشبیہ کے آئینہ مین تمثال — تنزیہ کی سلطنت کا اقبال
رونق دہ ایمن تجلی [۳] — شمع تہ دامن تجلی
لاہوت مقام و عرش مسند — شاہنشہ انبیا محمد
تا دور زمانہ ہے نامش — تسلیم خدا و احترامش
اسوقت وہ دفتر معانی — تھا داخل بیت اُم ہانی
رکھتا ہی نہ تھا قدم زمین پر — نازان تھا مکان اس مکین پر
تھی خاک وہانکی گل بدامن — اس حجرے کا تھا چراغ روشن
راحت تھی نیاز مند سرکار — تھا خواب کا بخت خفتہ بیدار

---

[۱] اشارہ ہے آیت یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر کا۔

[۲] نیسان نام ماہ ہفتم از ماہہاے رومیان و آن مدت ماندن آفتاب در برج حمل ست و قطرات باران این ماہ در صدف مروارید پیدا شود و باران این ماہ را مجازاً نیسان گویند [۳] ایمن سے وادی ایمن مراد ہے۔

رحمت کی رداے مہر گستر — گلگون و لطیف و صاف لبستر
رنگینی فیض عام قالین — خاطر کا گداز شمع بالین
ہم غافلون کا خیال ہر پل — آرایش پردہ ہاے مخمل
تھی چاندنی کی بساط ہی کیا — ہوتی جو وہ فرش بزم والا
کیا بال ہماے بالش پر ؎۱ — تکیہ سر پاک کا خدا پر
خضر رہ حق مقیم منزل ؎۲ — سوتی ہوئی آنکھ جاگتا دل
دریاے روان برنگ گوہر — غنچے کے لباس مین گل تر
آداب سے آپ کو اٹھایا ؎۳ — یا اپنے نصیب کو جگایا
بیدار ہوئی جو چشم حق بین — آہو ہوئی شکل خواب شیرین
دیکھا کہ عجیب ماجرا ہے — گھر برج قمر بنا ہوا ہے
انشاے رموز غیب مخبر ؎۴ — ہونے کا نہین یہ دن کبھی پھر
سونا کبھی ہو نہ پھر جگانا — لیتا رہے کروٹین زمانا
طالع مین نہین یہ شب کسیکے — اختر سو بار سوکے جاگے
ہوگی نہ یہ پھر زمین کی توقیر — مٹی ہو ہزار بار اکسیر
انوار کا ہے ورود پیہم — تارون کی برس رہی ہے شبنم
نازل سوے عالم مجازی — امواج محیط بے نیازی
جبریل ہین اور براق بھی ہے — قاصد بھی ہے اشتیاق بھی ہے
تحریک نسیم و صبح صادق — کشتی سبک ہوا موافق

ف۱ بالش: تکیہ کہ زیر سر نہند و بمعنی بالیدگی و افزایش۔
ف۲ یعنی خضر راہ حق کا منزل پر ٹھہرا ہوا تھا جاگتا دل بلحاظ خضر کے اور سوتی ہوئی آنکھ بمناسبت مقیم ہونیکے ہے۔
ف۳ حضرت جبریئل نے خواب سے بیدار کیا۔
ف۴ انشا برعایت خبر کے ہے مطلب یہ ہے کہ انشاے رموز غیب خبر دیتے تھے یہ مضمون شاعرانہ مناسب حال ہے۔

کوسون سے ہے رسولِ رُوح پرور [۱] آیا ہے ہوائے شوق لیکر

آنا ہے طلب کا استعارہ [۲] بردن کا ہے آمدن اشارہ

یعنی اُٹھیے کہ بحر پر جوش گوہر کے لیے ہی کھولے آغوش

اُٹھیے کہ چمن ہرا بھرا ہے طوطی بلبل کا بولتا ہے

اُٹھیے کہ ہی بابِ فیض مفتوح ہر طالب جسم عالمِ روح

اُٹھیے کہ نگاہِ چشم تنزیہہ ہے منتظر جمال تشبیہ

اے محمل شوق منزل ذوق اے شاہد ذوق محمل شوق

اے ہمتِ طالب آن مطلوب [۳] اے جان حبیب وشان محبوب

تھی دل سے تجھے طلب خدا کی ہر لحظہ تھی یاد کبریا کی

اب اسکی طلب کا ہی تقاضا ہر یاد میں تیری حق تعالی

دیکھ اُسکے بہار منزلِ صدر اے امشب دہر شبت شب قدر

کر سیر مقام قدس کی آج اے امشب دہر شب تو معراج

عرش آپ کا منتظر ہی چلیے خاطر کو سنبھالیے سنبھلیے

یا کر یہ اشارہ کرامت کی شوق نے شورش قیامت

سینے سے جگر چلا نکل کر شادی سے ہزار ہاتھ اچھل کر

فرحت سے ہوا یہ قلب بیتاب [۴] آئینہ دکھا رہا تھا سیماب

بہہ نکلا دل بصد سرور سو بار زمین سے آسمان پر

---

[۱] رسول بمعنی پیغامبر یہان مراد حضرت جبرئیل ہین۔

[۲] چونکہ حدیث شریف مین صراحتاً ذکر نہین ہے کہ حضرت جبرئیل نے حضور کو غرض کس واسطے طریقہ طلب بطرح بیان کیا گیا ہے

[۳] مراد عام طالب و مطلوب ہی یعنی آنحضرت ہمت طالب کی اور آن مطلوب کی ہین۔

[۴] سیماب کی بیتابی مشہور ہی مطلب یہ ہی کہ سیماب آئینہ دکھاتا تھا۔

تشریف آوری بیت اللہ

اُٹھ کر وہ خدا کا آرزومند　　لب تشنۂ شربت شکر خند
آیا سوئے آبروئے کعبہ　　مانندِ خلیلؑ سوئے کعبہ
محبوب خدائے بحر و بر کا　　مہمان ہوا خدا کے گھر کا
اُس گھر میں یہ تھا خوشی کا عالم　　ق ۳ بیت　ڈر تھا کہ اُبل نہ جائے زمزم
کعبہ نہ کرے طواف اپنا　　ہو قبلہ نما کہیں نہ قبلا
پانوں پہ بُتاں سر کشیدہ　　گر پڑکے نہوں خدا رسیدہ
اہلاً سہلاً کہا حرم نے　　لبیک حریم محترم نے
محراب جُھکی سر ادب سے　　منبر نے قدم لیے نبیؐ کے
آیا جو کرم پہ عشق بیباک　　سلہ　سینہ کیا شق جگر کیا چاک
بھڑکا دیے اور شعلے دلکے　　آب زمزم کے دیکے چھینٹے
کی شق جفا سر وفا سے　　زخمی بھی کیا تو اک ادا سے
لبریز طرب کیا الم سے　　سلہ　نشرح کو ملا دیا الم سے
گوہر کو بنا دیا سمندر　　آئینے کو کر دیا سکندر
بھر دی دلِ پاک مین تجلی　　یا کعبۂ دل مین کی سپیدی
خالی اُسے کر کے ما سوا سے　　لبریز کیا فقط خدا سے
[illegible] سے رگ دیے کو کر کے معمور　　جسمِ بشری کو کر دیا نور
بندے سے کہا نظر بچا کر　　سلہ　کیا غیر ہے تو خدا خدا کر

سلہ اشارہ شق صدر مبارک کا ہے۔
سلہ اشارہ ہے آیت الم نشرح لک صدرک کا۔
سلہ عشق بیباک نے کہا کیونکہ شق صدر کو اُسی کی طرف منسوب کیا ہے۔

وحدت کو گئی دوئی کا نیرنگ — بیرنگی کی سمت کو چلا رنگ
بسمل ہوئی قلب کی تپش بھی — کوشش کرنے لگی کشش بھی
اعلیٰ کی طرف ہوا ارادا — کعبے نے کہا خدا کو سونپا
باعزت و شان و جاہ و تمکین — آیا بالائے خانۂ زین
حضرت کے رکاب مین قدم تھے — یا طاق مین رکھے گل کے دستے
اللہ وہ راہوار چالاک — ق — اور پشت پہ شہسوارِ لولاک
یہ شان کبھی سنی نہ دیکھی — افلاک کی ہفت پشت نے بھی
لی باگ تو اشہبِ سبک گام — ؎۱ تھا صبحِ بہارِ کشورِ شام

مسجدِ اقصیٰ

پیشِ نظرِ جنابِ عالی — بیت المقدس کا بابِ عالی
وہ سرورِ انبیائے پیشین — وہ باعثِ فخرِ شرع و آئین
مسجد کے قریب آ کے اُترا — آداب سے سر جُھکا کے اُترا
اِک ہاتفِ غیب دان خبردہ — اسریٰ سبحانہ بعبدہٖ
ہر شے تھی وہاں کی حیرت افزا — اللہ کے گھر مین تھی کمی کیا
گوشے گوشے مین روح واصل — پہلو پہلو مین قلبِ شاغل
ظلمت کے غبار سے نمایان — ؎۲ گردِ رہِ لشکرِ سلیمان
شانِ لبِ بام سے ہویدا — جان بخشی حضرتِ مسیحا

۱؎ شام سے مراد ملکِ شام ہے۔

۲؎ بیت المقدس مین آنحضرت صلعم نے دوگانہ شکر ادا کیا اور ارواح انبیا نے اقتدا کی ان اشعار مین اشارہ ارواح انبیا کے موجود ہونے کا ہے۔

دیوار مین خامشی کا عالم — آمادۂ قبولِ صومِ مریم
داؤد کے نغمہ ہاے دلبند — کھائے دمِ عیسوی کی سوگند
سلطان عرب کے مژدہ گویان ؎۱ — انجیل و زبور اُٹھائے قرآن
مرفوع پیمبرون کے رایات ؎۲ — یا سورۂ انبیا کے آیات
ہر تختے مین تھے ہزار بھالے ؎۳ — اِک شجرۂ طور کی قلم کے
دو مرجع کائنات باہم ؎۴ — وہ قبلہ یہ کعبۂ دو عالم
قبلے نے درود کی ندا دی — کعبے نے نمازِ شکر ادا کی
مینار اُٹھے براے تعظیم — محراب جھکی بقصد تسلیم
منبر نے بڑھا ادب سے گویا — شاہنشہِ انبیا کا خطبا
آنکھون کو بچھائے تھا مصلا — سایہ سے کیے گنبدِ معلا
از راہ کمال مہربانی — اس گھر سے ہوئی یہ میہمانی
رکھ کر مے و شیر کو مقابل ؎۵ — اُس صاحبِ ذوق کا لیا دل
ایک رنگ مین لالہ ایک نسرین — اِک ذوق مین تلخ ایک شیرین
گلگون مے ناب مہر پیکر — کہسارِ طرب کی لعلِ احمر
اکسیر طراوت نفس کی — یا روح کھچی ہوئی ہوس کی

؎۱ انجیل و زبور قرآن اُٹھا کر سلطان عرب کے مژدہ گو تھے۔

؎۲ رایات لشکر کے علم اور نشان۔

؎۳ ایک شجرہ کی قلم سے ہزارون بھالے تیار ہوے تھے۔

؎۴ قبلہ سے مراد بیت المقدس اور کعبہ ہر دو عالم سے آنحضرت صلعم ہین۔

؎۵ دل لینا یعنی آزمایش کرنا۔ آنحضرت صلعم کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک مین شیر دوسرے مین شراب۔ حضرت صلعم نے شیر کے پیالے کو لے لیا اور شراب سے انکار کر دیا مطلب اشعار کا یہ ہے کہ ہوس اور عشق پیش کئے گئے آنحضرت نے عشق کو اختیار فرمایا۔

وہ شیر لطیف ماہ تابان ۔ شیرینی دردکاہش جان

جان بخشی دورعالم عشق ۔ بالائی اک آمد غم عشق

کی رغبت قلب نے جو تا غیر ۔ مقبول بشیر ہو گیا شیر

عکس لب جانفزا لبن مین [۱] ۔ ہمرنگ عقیق تھا یمن مین

جرکا سرمے پہ تیغ نے کا [۲] ۔ انگور کے زخم پر نمک تھا

پی کر وہ شیر صبح پیکر ۔ خورشید روان ہوا فلک پر

تنہائی کا قافلہ روان تھا ۔ تجرید کا ساتھ کاروان تھا

گلگون بہار تھا وہ شبدیز [۳] ۔ مانند دم نسیم گلریز

پہونچی جو ہوا ے دامن پاک ۔ کھلنے لگے غنچہ ہاے افلاک

سیر فلک اوّل

پتلی نے سمند بادپا کی [۴] ۔ جا کر چشم قمر مین جا کی

وہ خطبۂ منبر خلافت ۔ آئینہ جوہر شرافت

جسکا کہ ارم ہی تخت طاؤس ۔ افلاک و نجوم شمع و فانوس

خلقت ہوئی جسکے جان و دلسے ۔ جس طرح بشر کی آب و گل سے

ہمرتبہ صفی باصفا کا ۔ مصداق خطاب مصطفےٰ کا

وہ روز ازل کا سعد اکبر [۵] ۔ وہ اول ما خلق کا مظہر

---

[۱] لبن بمعنی شیر۔

[۲] تیغ سے مراد دشنۂ انکار ہی یعنی مے کو جرکا انکار کا دیا تو انگور یعنی مادہ شراب کے زخم پر نمک چھڑکا مہ رخ

[۳] شبدیز۔ خسرو پرویز کے گھوڑے کا نام تھا۔ عموماً ہر گھوڑے کو کہتے ہین یہان مراد براق ہی۔

[۴] مناسبت پتلی کی آنکھ کے ساتھ خاص لطف رکھتی ہے۔ قمر فلک اول پر ہے۔

[۵] اشارہ ہی حدیث شریف اول ما خلق اللہ نوری کا یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

وہ سطر اخیر صفحۂ راز | وہ مطلع اولین آغاز
وہ آخر انبیاے مرسل | جس کا ثانی نہین وہ اول
تنزیہہ کا لطف پانے والا | شان وحدت دکھانے والا
پہونچا کیے طے زمین کا دفتر | مثل الف اول آسمان پر
آیا جو نظر وہ فخر عالم | آدم نے کہا کہ خیر مقدم
فرخندہ پسر ملا پدر سے | خیر البشر اول البشر سے
پہلے پہل آسمان کو دیکھا | ارواح فرشتگان کو دیکھا
پہونچے قدم سعید سرور | مہتابی[1] منزل فلک پر
پامال طبیعت روان کی | گویا تھی زمین[2] آسمان کی

فلک دوم

پھر وہ سبب ظہور ایمان | ظلمات[3] جہان مین آب حیوان
جسکے شہدا کا واپسین دم | صبح انفاس ابن مریم
جسکا کرم آیت شفا ہے | بیمار کے درد کی دوا ہے
ہے جسکی اذان صبحگاہی | احیاے شریعت الٰہی
وہ گوہر آب زندگانی | جسکا اول نہین وہ ثانی
شان احد احمد مکرم | شاہنشہ کشور دو عالم

---

[1] مہتابی عمارتیکہ بر لب حوض براے سیر مہتاب سازند۔
[2] زمین سخن کا پامال ہوا اصطلاح مشہور ہی ۱۲ منہ رح
[3] آب حیوان یعنی آب حیات۔ آبحیات ایک چشمہ ظلمات مین ہی جسکا پانی پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

چھٹکی ہوئی جسکی چاندنی ہے — دن دونی ہے رات چوگنی ہے
یکتائی کا رنگ لانے والا — نیرنگِ دوئی مٹانے والا
پہونچا بہ کمالِ شادمانی — تا دائرۂ سپہرِ ثانی
رونق ہوئی کشورِ فلک مین — جان آگئی پیکرِ ملک مین
یکجان وہ دو تن ہوے نمایان — یحییٰ کو لیے مسیحِ دوران
تاجِ سرِ انبیا کے گوہر — آئینۂ حق نما کے جوہر
یحییٰ نے صدائے مرحبا دی — الفاظِ مسیح نے جلا دی
تھا منشیٔ چرخ لو لگائے ۱؎ — خامہ کی طرح سے سر جھکائے
زندہ ہوئین صورتین رقم کی — اور روح پھڑک گئی قلم کی

فلکِ سوم ۲؎

پھر وہ شرفِ ستارۂ حسن — زیبِ رخِ ماہ پارۂ حسن
ہر جسکی حسین و پاک صورت — اک نسخۂ گلستانِ قدرت
جسپر ہے فدا چمن مین سنبل — گلزار مین گل قفس مین بلبل
ہین جسکے بہارِ رخ کی تمہید ۳؎ — اوراقِ سہ برگۂ موالید
وہ واسطۂ قدیم و حادث ۴؎ — سعدین فلک نشین کا ثالث
وہ چشم و چراغ آدم و نوح ۵؎ — سروِ چمن مثلثِ روح

۱؎ منشیٔ چرخ یعنی عطارد جو دوسرے آسمان پر ہے۔
۲؎ فلکِ سوم پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی لہذا رعایت حسن کی کیگئی ہے۔
۳؎ نباتات جمادات حیوانات کو موالید ثلاثہ کہتے ہین موالید ثلاثہ کو سہ برگہ سے تشبیہ دی ہے۔
۴؎ سعدین یعنی مشتری و زہرہ
۵؎ ارواحِ ثلاثہ یعنی جان بو اور ہوا ان کا مثلث قرار دیا ہے۔

توحید کا تخم بونے والا | تثلیث کا گھر ڈبونے والا
یون گزرا تیسرے فلک پر | جسطرح نظر مین حُسنِ منظر

سراپا

اِس جا ہے سخن کا اور مرجع | ۱؎ مصرع ہے ہر ایک حسن مطلع
کاتب کی چمک رہی ہی تقدیر | آنکھون مین کھچی ہوئی ہی تصویر
نقشے کی ہی وہ لطیف صورت | جس سے کہ ہی اہل دلکو حیرت
صورت کا وہ دلپسند نقشا | جس سے ہے ہر آئینہ کو سکتا
سورج کی نہ دوپہر پلٹ جائے | اِسدم مرے سامنے سے ہٹجائے
گر بدر کہین ادھر اُدھر ہو | کہدو مرے شہر سے بدر ہو
حقا کہ وہ جسم سر سے تا پا | ہی شاہدِ غیب کا سراپا
دیکھا ہے خدا نے اپنا عالم | آئینہ بنا کے قد آدم
کھینچی بکمالِ حُسنِ تدبیر | نقاشِ ازل نے اپنی تصویر
رُخ مین صفتِ جمال دی ہی | صورت مین جان ڈالدی ہی
ابرو پہ جبین مہ شمائل | رکھی ہوئی رحل پر حمائل
پیشانی ہے جزو مصحفِ رو | اِس پارے کے دو رکوع ابرو
واللیل کا ترجمہ ہے گیسو | تفسیر اذا سجا ہے گیسو
آنکھونسے لکھون صفت وہ آنکھین | ۲؎ مالا عینٌ رات وہ آنکھین
بیداری بخت چشم ایجاد | سیپارہ رُخ کے سورۂ صاد

۱؎ رعایت لفظ حسن کی ہی۔ مطلع کے بعد کے شعر کو حُسن مطلع کہتے ہین۔
۲؎ ترجمہ جسکو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اشارہ ہے ما لا عینٌ رأت ولا اُذنٌ سمعت کیطرف۔

خلوت گہِ کبریا کو دیکھا ؎۱ آنکھون کی قسم خدا کو دیکھا
بینی سے بلند اختر حسن معراج پہ ہے ہمیشہ حسن
اسرار دہن ہین وحی منزل اور حامل وحی ریش مرسل
احباب مین لب مسیح تقریر اعدا مین لیے کلیم شمشیر
کیا ذکر تبسم بنی سے ہے گل کی گلشن مین جو ہنسی ہے
کانون کی سنی ہے کیا روایت ؎۲ جو سر و ہے قطب کی ولایت
جوہر کا بھرا ہوا ہے خنجر آئینۂ سے بے مثال سینہ
اسرار نہ آسمان نظر مین ڈوبے ہوے ہفت بحر و بر مین
اُس گردن صاف کی بلندی تکبیر نسیم بیضہ سحر کی
رعنائی قامت مناسب روزے مین اذان وقت مغرب
دیکھے ہین فلک مین یا زمین مین ہاتھ ایسے کسی کے آستین مین
دو انگلیون مین یہ ماہ کا حال مقراض مین جس طرح مہاجال
کھولے ہوے شوق عرش عالی ؎۳ عینین براہ پائمالی
چرچے یہی شیخ و شاب مین ہین پاؤن ایسے کسی رکاب مین ہین
دیکھی جو وہ صورت دل آرا ارواح کو دفعتہ غش آیا
حالت ہوئی بیخودی کی طاری ؎۴ زہرہ کہین بھول اٹھی ستاری

ف ۱ حضرت کی آنکھین خلوت گہِ کبریا ہین جسنے انکو دیکھا خدا کو دیکھا۔

ف ۲ اصطلاح علم ہیئت قطب شمالی و جنوبی مین بے انتہا سردی ہے ولایت بمعنی اقلیم مستعمل ہے
و قطب ایک خاص مرتبہ اولیاء اللہ کا ہے۔ اِس صورت مین لفظ ولایت بھی دو معنی رکھتا ہے۔

ف ۳ لفظ عرش عالی مین دو عین ہین ۱۲ منہ رح

ف ۴ زہرہ آسمان سوم پر ہے۔

کہتے تھے ملک سُنی نہ دیکھی — صورت ہی کہ قدرت الٰہی
حاضر تھے مہ منیر کنعان — فرزند جوان پیر کنعان
گل جنکے تھے مصر کے چمن مین — کانٹے کنعان کے پیرہن مین
یعقوب تھے جنکے ناز بردار — تھا جنکا دلون مین گرم بازار
آنکھون مین سمائی وہ تجلی — جو خواب مین تھی کبھی نہ دیکھی
یوسف ہوئے جان دے لیے شیدا — منہ دیکھ کے رہ گئی زلیخا

فلک چہارم[1]

پھر وہ خط عفو اہل عصیان — فرزانہ شفیع پیش یزدان
جس سے کہ ہوئی شکست کفار — صحرائے عرب ہے جس سے گلزار
تشریف شرف کی بے کم و کاست[2] — جسکے قدر است پر ہوئی راست
وہ رونق چار سوے ایجاد — اعجاز کرامت خدا داد
تھے جسکے چار یار ذیجاہ — منزلگہ لطف و مہر کے ماہ
زیبا پیش صدر حلم و تمکین[3] — آرائش چار بالش دین
بیکس کی مراد دینے والا — ناچار کی داد دینے والا
ٹھہرا جو چرخ چارمین پر — یا صفحۂ سیم پر خط زر
اسرار نہ یان کے لکھنے مین آئین — گو دونون زبان خامہ لجائین

[1] اس آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سب سے اول قلم سے حضرت ادریسؑ نے لکھا اِسی رعایت سے الفاظ خط شفیع شکست گلزار خط توام خط تجنیس لائے ہین۔

[2] یہ شعر اس رعایت سے ہے کہ حضرت ادریس نے سب سے پہلے سیئے ہوئے کپڑے پہنے تھے۔

[3] چار بالش بمعنی مسند۔

میدان وہ عجیب روپ مین تھا [۱] ‏ خورشید بھی دوڑ دھوپ مین تھا

کی مصحفِ انبیا کی تدریس ‏ تا اذکر فی الکتاب ادریس

یکجا ہوے دو نبیِ اکرم ‏ مشکل صفحاتِ خط توام

یکرنگی مصطفےٰ و ادریس ‏ قدرت کے قلم کی سطر تجنیس

ہم وضع دو نقشِ کلک ایجاد ‏ دو قطعے نوشتۂ یک استاد

فلکِ پنجم

پھر وہ گلِ نوبہار معنی ‏ وہ گوہر شاہوار معنی

ہے جسکی زبان مین فصاحت ‏ ہے جسکے کلام مین ملاحت

ہے جسکی شگفتہ رنگ تقریر ‏ ما ینطق عن الہوی کی تفسیر

اعجاز اثر بیان شیرین ‏ قرآن کا ورق زبان شیرین

اورنگ نشین عزت و جاہ ‏ زور سر پنجۂ ید اللہ

تکبیر کی جس کے پاس دولت [۲] ‏ ہے جسکی نماز پنج نوبت

گبرانِ جہان کا آبرو ریز ‏ برہمزنِ پنج گنج پرویز

دُر ہاے یقین پرونے والا ‏ دل سے شش و پنج کھونیوالا

آیا سرِ چرخ پنجمین پر ‏ یا افسر سلطنت پہ گوہر

ہارون نے کہ افصح البیان تھے ‏ ق گویا کہ کلیم کی زبان تھے

موسیٰ کے وزیر اور برادر ‏ پیغمبر و بازوے پیمبر

کی نعت ادا بجوش بیانی ‏ یا وصف چمن مین گلفشانی

تحریر کیے ہزار دفتر ‏ الواح زبرجد فلک پر

۱ خورشید فلک چہارم پر ہے ۔ ۲ پنج نوبت جو در شاہی پر پانچ وقت بجتی ہے۔

بہرام تھا مُہر خامشی کی [۱] عبری نے یہ کی تمام ترکی

فلک ششم [۲]

پھر وہ دُرِ بے بہائے تکوین | وہ لالہ و لعل کو دے تمکین
جسکی نہین روک لامکان تک | پایاب ہے نیل آسمان تک
ہے دور مین جسکے سحر بابل | افسون ہے اسیر چاہ بابل
آہوے رسیدہ ساحری ہے | اللہ کی گاے سامری ہے
جس سے ہوئی شان کفر نابود | فرعون کوئی بچا نہ نمرود
جسکی شوکت و زیر و شہ پر | شمشیر اُسکی قضا کا شہپر
جسکی بخشش سے ڈر کے قارون | پہلے سے ہوا زمین مین مدفون
وہ روز طلوع صبح بینش | صبح ششش روز آفرینش
وہ قبلۂ ششش جہات عالم | وہ مرجع کائنات عالم
اندازِ کرم بتانے والا | شش دانگ جہان لٹانیوالا
گردون ششم پہ چشم بد ور | چمکا مانند شعلۂ طور
جلوے وہ جمال نے دکھائے | موسیٰ وہی آگ لینے آئے
تھا داغ فراق لن ترانی [۳] | مسرور وصال من رآنی

---

[۱] بہرام یعنی مریخ جو فلک پنجم پر ہے۔ بہرام نام ایک پہلوان کا بھی ہے عبری سے مراد حضرت ہارون جنکی زبان عبرانی تھی مطلب یہ ہے کہ بہرام ترک فلک سے تقریر اُنکے سامنے نہو سکی۔

[۲] اس فلک پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہے اسی رعایت سے الفاظ نیل سحر سامری فرعون شعلہ طور لن ترانی وادی ایمن لائے ہین۔

[۳] اشارہ حدیث من رانی فقد رای الحق ۱۲ منہ رح

وہ محوِ کلامِ ایزدِ پاک | تھا مہر سکوت ما عرفناک
آتی تھی صدائے عقلِ اول | دیکھے کوئی نخلِ طور کا پھل
کیا وادیِ ایمنِ فلک کی | تقدیر سے مشتری ہے چمکی

فلکِ ہفتم

پھر وہ حرمِ سجدہ گاہِ تسلیم | محرابِ حرمِ جاہ و تعظیم
کعبے کا سوادِ صفحۂ عین [1] | سنگرفی نسخۂ ذبیحین
جسکی آمد کا سنتے ہی غل | آتشکدے شمع سان ہوے گل
گردن مین بتانِ بے دہن کی | پھانسی ہوئی چوٹی برہمن کی
کلیون کی طرح سے چٹکے چھوڑا [2] | کعبے مین پڑا بتون کا توڑا
طوفانِ بلا ہے جسکا خنجر | بہر آزر پرست و آذر
وہ ناظرہ خوانِ مصحفِ دل | خضرِ سرِ راہِ ہفت منزل
سلطانِ سریرِ ہفت کشور | شمعِ فانوسِ ہفت اختر
جمعے کو سعید کرنے والا | ہر ہفتے مین عید کرنے والا
اترا سرِ بامِ چرخِ ہفتم | قربان ہوے ہر قدم پہ انجم
تھین منتظرِ جنابِ اطہر | عینین خلیلِ ابنِ آذر
کرتا تھا جو صرفِ میہمانی [3] | خوانِ یغلمے من عصانی

[1] یعنی سوادِ صفحہ عین کعبہ۔ حدیث شریف مین ہے انا ابن الذبیحین مین بیٹا دو ذبیحون کا ہون ایک ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام دوسرے حضرت عبداللہ۔

[2] بید ہانے کی رعایت سے بتون کو غنچہ قرار دیا ہے۔

[3] اشارہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

دیوان ازل کا مطلع نور — برجستہ ردیف بیت معمور
اک بزم سے کے تھے چراغ دونو — ملکر ہوئے باغ باغ دونون
ہندوے فلک بتون سے بیزار [1] — منت سے نجات کا طلبگار

بیت المعمور

اُس بیت مین پھر وہ سرو موزون — آیا مانند تازہ مضمون
قبلہ تھا خدا کے سب گھرون کا — یا صدر تمام دفترون کا
جلتے تھے وہان فرشتون کے پر — گرتے تھے ملک بسر ملک پر
گنجایش غیر حق سے معذور — ا لک سے تمام خانہ معمور
نیرنگ خیال قدسیان کا — یا رنگ محل نہ آسمان کا

بہشت و دوزخ

آگے جو بڑھا وہ صاحب دل — حیرت کے تھے آئنے مقابل
ہر شے تصویر بزم تنزیہ — آئینہ حیرت اُسکی تشبیہ
سب عالم غیب کے کرشمے — سر ملکوت کے معمے
باغ لاہوت کے کھلے رنگ — قدرت کے عیان طلسم نیرنگ
خورشید جلال کے ستارے — یا قوت جلال کے شرارے
ٹھہری جو اتر کے پل سواری [2] — مالک نے ادب سے بندگی کی
پاکر خبر بہار مقدم [3] — گل ہوگئی آتش جہنم

[1] ہندوی فلک یعنی زحل [2] مالک نام داروغہ دوزخ [3] گل ہونا سرد ہونا بہار مقدم برعایت گل ہے۔

تھا خوف کہ ہو نہ جائے برباد — دوزخ مثل بہشت شداد
رحمت کی سحر ہوئی نمودار — ہو کیون نہ سقر سفر پہ تیار
شعلے کی شرارتین تھین فی النار — خاموش تھا صورت گنہگار
پھر وہ گل گلستان تنزیہہ — وہ باعث خلق دہر و مافیہ
مانند بہار فرحت انگیز — جنت کی طرف ہوا جلوریز
جسکا ہے لقب میان جمہور — نور افشان باغ عالم نور
کیا کیجیے بیان صفت فضا کی — پھلواری جناب کبریا کی
سر صَلِّ علےٰ گل تر [1] — رمز بَلَغَ العُلےٰ صنوبر
مے وہ کہ برنگ چشم مخمور — اپنے نشے مین آپ ہی چور
نے وہ کہ ہی جس کا ترجمہ لا — ہم معنیِ لَا اِلٰہ اِلَّا
یک سینۂ عندلیب و صد گل [2] — یک سایۂ گل ہزار بلبل
تارِ رگِ گل ہزار دستان — از بر کیے بلبلین گلستان
رُخ حُسنِ عمل کا حور و غلمان [3] — چشمِ نگہِ قبول رضوان
دریاے کرم سمٹ کے کوثر — رحمت محدود ہو کے ساغر
خوش ہو کے فضا بہشت پیرا [4] — تقدیر نہال ہو کے طوبا
ہر شاخ رہِ خدا کی مشعل — ہر پھول نہال شوق کا پھل

---

[1] برعایت خوشبوے گلاب کے صل علیٰ ہے اور بمناسبت بلندی صنوبر کے بلغ العلیٰ

[2] صد گل و ہزار بلبل سے کثرت گل و بلبل مقصود ہے۔

[3] رخسار حسن عمل کا حور و غلمان ہین اور نگاہ قبول کی آنکھ رضوان ہے۔

[4] نہال ہونا خوش ہونا نہال بمعنی درخت نورستہ مطلب یہ ہے کہ فضا کا اہتزاز بہشت اور تقدیر کا خوش ہونا طوبیٰ ہے۔

ہر چشمہ نیاز کا کرشمہ ؎۱ | یا دیدۂ منتظر کا چشمہ
تھا نوک زبان حال رضوان ؎۲ | دیباچۂ منت گلستان
اللہ رے یہ مرا مقدر | رکھ اپنے قدم مرے جبین پر
امت سے بھی اسقدر ہوا رشاد | آکر کرین میرے گھر کو آباد
ہین سب بد و نیک مجکو محبوب | بے قید وہ یوسف اور مین یعقوب
اچھے ہون اگر قصور میرے | عاصی کے قصور سے بدیلئے
ہو مشک خطا مرے ختن مین ؎۳ | یا نافرمان ہو اس چمن مین
کیجئے مجھے قبل حشر برپا | ہے مجکو یہ مدتون سے کھٹکا
اُس دن عجب اضطراب ہوگا | ہنگامۂ بے حساب ہوگا
مجنون کوئی رہ نجائے بن مین | بے خود کوئی وادیٔ قرن مین
غافل کوئی حشر مین نہ کھو جائے ؎۴ | محسن کسی سایے مین نہ سو جائے
اے صدر نشین یوم موعود | اے بادشہ مقام محمود
برلا مری آرزو کرم سے | ہے میری بہشت تیرے دم سے

عرش و کرسی

۱؎ چشمۂ عینک و چشمہ آب۔

۲؎ زبان حال رضوان کو دیباچۂ شکر گذاری جنت از بر تھا کہ اللہ رے یہ میرا مقدر گلستان سے مراد جنت ہی۔ بعد کے اشعار زبان حال رضوان سے ہین۔

۳؎ خطا ہی، عاصی میرے ختن مین مشک اور میرے چمن مین نافرمان ہو، نافرمان یعنی عاصی اور قسم پھول کی۔

۴؎ طبع اول مین مصرع ثانی یہ تھا محسن ترے سایہ مین نہ سو جائے اس خیال سے تبدیل کیا گیا کہ جو آپ کے سایہ مین سویا اسکو جنت کی کیا پروا ہی۔ تو و طوبیٰ و ما و قامت یار۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔

الغرض سمجھ کے جز و کل کو ۔۔۔ اور دیکھ کے وہ اُنکے خار و گل کو
اور آگے بڑھا وہ طالب رب ۔۔۔ کہتا ہوا آمدم بمطلب
طوبے سے رکھا قدم جو آگے ۔۔۔ جبریل و براق دونون ٹھہرے
رفرف پہ چڑھا وہ صاحب قدر ۔۔۔ جس طرح کمال بر سر بدر
کرسی پہ بٹھا کے نقش مقصود ۔۔۔ آیا سوی عرش پاک معبود
سب سرو قدان عرش اعظم [۱] ۔۔۔ تعظیم کو اُٹھے قدِ آدم

مقام اعلےٰ

زیر قدم جناب والا ۔۔۔ اعلےٰ سے جو تھا مقام اعلیٰ
دلکی تگ و دو تھی دم سے آگے ۔۔۔ سرحد قدم قدم سے آگے
آئینہ روے ذاتِ عالی ۔۔۔ اقلیم صفاتِ بیمثالی
چمکا ہوا امینِ تجلی ۔۔۔ پھیلا ہوا دامنِ تجلی
وحدت کا کھلا ہوا وہ ناکا ۔۔۔ جس مین نہین دخل ماسوا کا
وارفتہ خیال جست و جو کے [۲] ۔۔۔ چھاپے لیے خون آرزو کے
امید کے تہ نشین سفینے ۔۔۔ ٹوٹے ہوے حوصلے کے زینے
نکلی ہوئین ہمتون کی جانین ۔۔۔ اتری ہوئین چلّے سے کمانین
بھولے ہوے راہ کے مسافر [۳] ۔۔۔ ارکان رباعی عناصر
افتادۂ خاک بحر و ساحل ۔۔۔ درماندۂ راہ خضر و منزل

---

[۱] الفاظ سرو قد و تعظیم و قد آدم خاص لطف رکھتے ہین۔

[۲] شہر کے ناکے پر ہاتھ مین چھاپا لگایا جاتا ہے۔

[۳] مسافران راہ فراموش شدہ ۱۲ منہ رح

طاوسِ سپہر بال بستہ [1] عنقاے نجوم پر شکستہ
جھیلے ہوے دوباش ادب کی طوبیٰ و بہشت و عرش و کرسی
جانے کا نہ لے سکین ملک نام رو حونکا پہونچ سکے نہ پیغام
تاثیرِ دعا کے در سے محروم [2] کوششِ شرفِ اثر سے محروم
انسانکی وہان تھی کب رسائی آنکھون مین کشش بٹھا کی لائی
وہ مردمِ چشمِ دین و ایمان کحل البصرِ وجوب و امکان
ایمان کا رنگ بوے تصدیق نخل چمن مجاز و تحقیق
وہ مرجع کار و کارسازی وہ سر نیاز و بے نیازی
آنکھون کو تلاشِ جلوۂ رب [3] کانونمین صداے نحن اقرب
آیا سوے بزمِ لی مع اللہ [4] آئینے مین جیسے پرتو ماہ
پہونچا وہ وہان جہان نہ پہونچے جبریل کی عقل کے فرشتے
نزدیک خدا حضور پہونچے اللہ اللہ دُوٗر پہونچے
لرزے مین تمام دست و پا تھے اندازِ جلال کبریا تھے

[1] یعنی اُڑکر نہین پہونچ سکتا۔

[2] دعا بھی وہان پہونچنے کی بے اثر تھی۔

[3] اشارہ ہی آیت کلام مجید کا نحن اقرب من حبل الورید۔

[4] یہ اشارہ ہے حدیث ذیل کیطرف لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولانبیؐ مرسلؐ۔ اس حدیث کا ذکر مولانا علی القاری محدث فقیہ نے کتاب موضوعات کبیر کے صفحہ ۷۱ مین فرمایا ہے عبارت انکی یہ ہی حدیث لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقربؐ لانبی مرسل یذکرہ الصوفیہ کثیرًا وہو فی رسالۃ القشیری لکن بلفظ لی وقت لایسعنی فیہ غیر ربی قلت ویوجد منہ انہ اراد بالملک المقرب جبریل و بالنبی المرسل نفسہ الجلیل وفیہ ایماء الی مقام الاستغراق باللقاء المعبر عنہ بالسکر والحو والفناء۔

بے سایہ قدِ رسُولِ باریؐ | تھا سایۂ نخلِ خاکساری
سجدے کے لیے جھکا ہوا تھا | سر عرش پہ اور زمین پہ ماتھا
ہر لحظہ زبان پر مناجات | ہر لمحہ لبون پر التحیات
خالق سے نگاہِ پاک محرم | چھوٹی ہوئی عینکِ دو عالم
تسلی مین جمالِ دلخواہ | جس طرح چنے پہ قل ہو اللہ
خاموشیِ عشق سر بہ پیکر | آوازۂ حسن شورِ محشر
مواجیِ بحرِ جانگدازی | سیرابیِ باغِ دلنوازی
وحدت کے نبھے ہوئے تھے اورنگ | کثرت کے مٹے ہوئے تھے نیرنگ
تھی اوج پہ شانِ مصطفائی | دکھلاتی تھی بندگی خدائی
وحدت کی ہوئی دوئی مین آمد | انند احد میانِ احمد
دامن مین چھپانے غیر کو عین [1] | واحد تھا نقاب روے اثنین
عینیت غیر رب کو رب سے | غیریت عین کو عرب سے
ذاتِ احدؐ تھی یا خدا تھا | سایہ گیا جسم تک جدا تھا
خالق کی صفت ہی ذات والا | وہ شعلۂ طور یہ اُجالا
کیا ہو گئے حد سے بڑھنے والے | سجدے مین درود پڑھنے والے
عرفان کے مقام کی کرین سیر [2] | دیکھین کہ صفت ہی عین یا غیر
کافی ہے اسیقدر بیان بس | بس اے مری طبع نکتہ دان بس
لازم ہے ادب سے وہ خموشی | جو مہر ہو میرے خامے کی

---

[1] سر اثنین الف ہی بقاعدہ علم معانقاب قرار دیا ہی ۱۲ منہ۔

[2] تعمیہ عین رب اگر عین عرب سے نکالا جاے تو رب ہوتا ہی۔

[3] اشارہ ہے اِس مسئلہ کا کہ صفات باری تعالی عین ذات ہین یا غیر ذات۔

خاتمۂ مناجات

اسوقت اُٹھا ہوا ہے پردا — موقع ہے رسائی دُعا کا
کر عرض ادب سے سر جُھکا کر — تا پایۂ عرش ہاتھ اُٹھا کر
لے پر تو مہر لایزالی — بے مثل مثال بے مثالی
شمع حرمِ خدا نمائی — قندیل حریم کبریائی
جسطرح بلا تو اپنے رب سے — انداز سے شوق سے ادب سے
یون ہی ترے عاصیان مہجور — اکدن ہون تری لقا سے مسرور
صدقے مین ترے یہ آرزو ہے — دم مین رہ آخرت کرین طے
ہو حشر کا دن خوشی کی تمہید — جسطرح ہے صبح صادقِ عید
یون سر پہ ہو سہرا آتشین خو — ٹوپی مین کسی کے جیسے جگنو
دشمن پہ کڑی ہو پہلی منزل — مین سوؤن لحد مین ہو کے غافل
گر لے مری نعت کے سخن مین — رکھی ہو یہ مثنوی کفن مین
پردہ رہے نامۂ عمل کا — کھلجائے نہ قبر مین لفافا
اُسدم کھلے چشم آرزو مند — جب دفتر حشر ہو چکے بند
جلدی کرے شوق قلب مضطر — [لہ] کھلجائین مرے بُراق کے پر
اس تیزی سے آئے وہ سُبک بال — پیچھے رہین کاتبان اعمال
پہونچے مرا باد پا ارم تک — پہونچا دے مجھے ترے قدم تک
رہ جائین نہ میرے دلکے ارمان — مشکل سے نہ مشکلین ہون آسان
شامت سے نہ پائمال ہو جائے — سبزہ جو اُگے نہال ہو جائے

لہ شوق کو براق قرار دیا ہے۔

پھولے پھلے گلشن تمنّا عقبیٰ مری پھل ہو پھول دُنیا
یان شوق و خلوص و التجا ہو وان مین ہون آپ ہون خدا ہو

شفاعت ونجات

سنہ ۱۳۱۱ھ

اسرارِ معانی درد عشق

سنہ ۱۳۱۱ھ

ذرا عشق ادہر دیکھے بھالے ہوئے [1] قدم اے ستمگر سنبھالے ہوئے
نہ چلنا کہیں وہ قیامت کی چال کہ لاشے شہیدون کے ہون پائمال
جفا تیری حستون مین اے بیوفا سپر ہی کے قبضے مین دستِ قضا
ہوے گرچہ لاکھون تہ تیغ جور ادا کہتی ہے میری خاطر سے اور
جو تو رہنما ہے تو رہزن ہے کون تجھے دوست سمجھین تو دشمن ہی کون
تری بیوفائی کرم کا ستم تری کج ادائی ستم کا کرم
صفین صاف برباد لشکر ہوے کبھی تیرے میلے نہ تیور ہوے
نظر بسنہ تیرے ستائے رہین مگر آنکھین چتون چرائے رہین
ترے داغ سے دل مین گلکاریان ترے دم سے آنکھون مین چنگاریان
کہین تو ہے آتش کہین رود نیل بچین یا الٰہی کلیمؑ و خلیلؑ
کیا تیرے زندان نے یوسفؑ کو بند ہوے تیرے مقتل کو عیسیٰؑ پسند
نمک تیرا زخمون مین ایوبؑ کے کھٹک تیری دیدون مین یعقوبؑ کے
ہوا قلب یونسؑ کو بعد دہور [2] کہا ہی حقیقت پہ تیری عبور
ترا خنجر اچھے بنون کا بگاڑ ترا بیستون بگڑے دل کو پہاڑ

---

[1] خطاب عشق کیطرف ہی اور اسی کا سراپا بیان کیا گیا ہی [2] دہور جمع دہر بمعنی زمانہ

نہ شیخ و برہمن سے گے ٹھہرے قدم
کشاکش مین ہین تجھ سے دیر و حرم

جہانگیر ہے نکہتِ دلربا
ہے کس فتنہ مین عطر ڈوبا ہوا

جوانان گلشن کو ہر دم فشار
نہ مانگے کہین خون بہا لالہ زار

چمن کو ہوا تیری ایسی لگی
رگ گل سے بلبل کو پھانسی لگی

ترا دیر ہے قبلۂ کائنات
ترا کعبہ ہی مرجع سومنات

ترا طور کیفِ انا الحق سے مست
ترا وادیِ ایمن آتش پرست

برہمن کو بت بنکے دھوکا دیا
بتون کو خدا کہکے بندا کیا

پڑا اسا یہ جس پر فنا ہو گیا
پری بنکے تو اک بلا ہو گیا

تپش مہر محشر کی بڑھتی ہوئی
ترے حسن کی دھوپ چڑھتی ہوئی

نہ گیسو کا شل اور نہ رخ کا بدل
وہ شام ابد ہے یہ صبح ازل

ترے موے مشکین بلا در بلا
ہر اک طرہ ہنگامۂ کربلا

کہان بل کہسان پیچ تقدیر کے
یہ ٹکے ہین زلف گرہ گیر کے

دو دے چکے شہیدان ابرو کے داغ
کہ گل ہو گئے مسجدون کے چراغ

کوئی چشم کافر ہے اس آن کی
قسم کفر کھائے تو ایمان کی

ستم تیرِ مژگان کا اٹھتا نہین
کسی دل کا اتنا کلیجا نہین

جو سیدھی بھی ہو تیری ترچھی نظر
تو ہو اک زمانہ ادھر سے ادھر

خموشی کے پردے مین معجز بیان
دہن گومگو کی ہے اک چیستان

کمر تیری ہوتی تو کہتے بشر
کہ ڈوبا ہے تو خون مین تا کمر

دو عالم سے ہے کاہ اور تو کہربا
کشش ہے ترا قامتِ دلربا

کھنچی تیرے قامت کی تصویر ہے
کشش کیا قیامت کی تصویر ہے

چہ خوش گفت روشندلے اہل حال ق
کہ حشرست سودائے شوق وصال

جہان تا جہان از ابد تا ازل — کشش مظہر شاہد لم یزل
قیامت اسی جذب کا ہی خطاب — فنا و بقا شبنم و آفتاب
پھرائے شوق کبتک یہ لیل و نہار — بلائے فراق و غم انتظار
خدا کے لیے اک نئی چال چل — دکھا آج ہی جو کہ دیکھین گے کل
نظر آئے مستقبل دہر حال — ہو امروز آئینہ فردا مثال
نہ ہو خیرہ خیرت سے چشم یقین — دکھا کوئی نزدیک بین دور بین
سخن کو ہے محشر کا جلسہ پسند — کہ ہے مصرع طرح قد بلند

شرح حال روز قیامت

اب اے ساقی غم وہ دور ستم [۱۱] — کہ برہم ہو میخانۂ کے و جم [۱۳]
دل و درد دو ہاتھ اچھلنے لگے — مے عیش پاؤن سے چلنے لگے
فنا پر ہو نو دائرون کا مدار — کشش کاف مرکز کی ہو آشکار
نہ مے ہو نہ نے اور کہے مے سے نے — کہ کے سکے طرب گرد و کا دس کے
سُن اک رند بیباک کی گفتگو — ق جو کہتا تھا ساقی سے اے ماہرو
وہ مے دے جو اس وقت موجود ہو — کہین باب توبہ نہ مسدود ہو
بدور اخیر ایک لبریز جام — کہ ہے مرگ انبوہ کا جشن عام
اُجالے مین پیدا اندھیرا ہوا — شب آرزو کا سویرا ہوا
سموم پر آتش نسیم سحر — سحر کی یہ نوبت کہ ہے دوپہر
ہوا پرزے پرزے گریبان صبح — کھلا بخیۂ چاک دامان صبح
اذان سحر صور نے ایسی دی نفخ صور اول [۲] — کہ اللہ اکبر چھری چل گئی

[۱] پہلا کے استفہامیہ دوسرا بمعنی کیخسرو تیسرا استفہامیہ ہی۔

ہوا غسل ڈھلنے لگی جو زمین ۔۔۔ فنا کی سلامی کی توبین چلین

یہ سمجھے جو حسرت ہوئی سینہ کوب ۱؎ ۔۔۔ پڑی کوس رحلت کی ڈنکے پہ چوب

زمانے کی قوت زمین کی سکت ۲؎ ۔۔۔ ہوئی پائمال اذا زلزلت

لڑے قلعے شاہون کے یکدگر ۔۔۔ بجانے لگے شیشے خانے گجر

بلاخیز جھونکے فنا کے چلے ۔۔۔ پر و بال عنقا کے پنکھے چلے

سلے خاک مین آسمان و زمین ۔۔۔ نہ باقی ہین شاہ اب نہ مہر و نگین

زمین ہو گئی قطعۂ لاخراج ۔۔۔ ہما کیا اڑا اڑ گئے تخت و تاج

نظر آئے سب سیم و زر نقش آب ۔۔۔ ہوئی ابھن کے سکے کی مچھلی کباب

غضب حضرت عشق ڈھانے لگے ۔۔۔ کہ اپنے مٹون کو مٹانے لگے

قبا گل کی مسکی تو سنبل کی بیل ۔۔۔ بگاڑا جو اب تک بنا یا تھا کھیل

چمن کے خیابان مین اڑتی ہی دھول ۔۔۔ اٹھے بلبلون مین گلستان کے پھول

ہر اک لالہ داغِ دلِ ناامید ۔۔۔ ہر اک نرگس شوخ چشم شہید

لگائی فنا نے کہان داغ بیل ۔۔۔ عدم کو چلی آب و آتش کی ریل

ہر اک بزم مین ماتمِ رنگ و بو ۔۔۔ ہر اِک سینہ اِک تربتِ آرزو

ہوئی مجھ خلوت ہر اک انجمن ۳؎ ۔۔۔ ہر اک دشتے کو ہے غربت اندر وطن

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ گذشتہ) ؎ قال اللہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شاء اللہ۔ (ترجمہ) جب صور پھونکا گیا تو جو آسمان و زمین مین ہی مر جائیگا مگر جسکو خدا چاہے (الا ما شاء اللہ) مین حضرت جبرئیل و میکائیل و عزرائیل و اسرافیل و حاملان عرش ہین۔

۱؎ کوس بمعنی صدمہ منیر مرحوم نے بھی اس لفظ کو اسی طرح استعمال کیا ہے۔ نہین سنتا ہے اے منیر کوئی + ڈنکے بجتے ہین کوس رحلت کے

۲؎ اشارہ ہے آیت قرآن شریف اذا زلزلت الارض کی طرف

۳؎ خلوت در انجمن عبادت از انست کہ در انجمن کہ محل تفرقہ است غفلت بدل راہ نیابد بظاہر باخلق و بباطن باحق باشد سفر در وطن عبارت از برآمدن صفات بشری و در آمدن در صفات ملکوتی کہ معنی تخلقوا باخلاق اللہ ست۔

حسین سٹ گئے نکہتِ گل کی طرح ۔۔۔ اسیر اُڑتے پھرتے ہین بلبل کیطرح

منادی کی یہ شہرتِ عام ہے ۔۔۔ کہ مصر اور کنعان کا نیلام ہے

ہر اک غم کے ماتم مین نالان ہنسی ۔۔۔ ہر اک رُخ پہ چھائی ہوئی بیکسی

اڑاتے ہوے سر پہ مرقد کی دھول ۔۔۔ مرے ایسے جنکا نہ تیجا نہ پھول

اگر ہین یاد کیا عیشِ موہوم کو ۔۔۔ خدا بخشے یارانِ مرحوم کو

کہو خدمتِ حضرتِ مولوی ۔۔۔ ع۱ کہ اب نَے کے ہجران کی بیڑی کٹی

وطن کو غریبان بیجان چلے ۔۔۔ نےَ و نالہ سوے نیستان چلے

سوے بحر قطرہ روانہ ہوا ۔۔۔ جدائی کا ختم آب ودانہ ہوا

نہ باقی رہا غیر حق ہیہہ نام ۔۔۔ ع۲ ہوا قصرِ ایجاد ہو کا مقام

ندا عالم قدس کی بار بار ۔۔۔ ق کہ کیا ہو گئے شاہ گردون وقار

جو تھے اپنی ثروت کی نخوت مین گم ۔۔۔ جو کہتے تھے ہر دم انا ربکم

کہان پہلوانانِ لشکر شکن ۔۔۔ کہان شہسوارانِ شمشیر زن

کہان ماہرویانِ حسین و چگل ۔۔۔ کہان جان نثارانِ آشفتہ دل

کدھر جی چھپائے ہین اب وہ صنم ۔۔۔ نکلتا تھا جنپر خدائی کا دم

کدھر چھپ گیا چرخ مینا نگار ۔۔۔ کہان لُٹ گیا کاروانِ غبار

ع۱ اشارہ ہے مثنوی مولانا روم کے ابتدائے اشعار کیجانب "بشنو از نےَ چون حکایت میکند + وز جدائیہا شکایت میکند + از نیستان تا مرا ببریدہ اند + وز نفیرم مرد و زن نالیدہ اند" ع۲ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقبِضُ اللّٰہُ الاَرضَ یومَ القیامۃِ یَطوِی السَّمَاءَ بِیَمِینِہٖ ثُمَّ یقول انا الملِکُ اَینَ مُلوکُ الارض روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنجہ مین لے لیگا اللہ تعالیٰ زمین کو روز قیامت کے اور لپیٹیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ مین پھر فرمائے گا کہ مین ہون بادشاہ (یعنی نہین ہے بادشاہت مگر میرے لیے اور مین ہی شاہنشاہ ہون) کہان ہین بادشاہان روے زمین۔

حشر وحشت افزا

۱۲ ۱۱

پلا میرے یوسف لقا ایک جام
نہین اب تو قیدِ حلال و حرام

وہ مے جسکی تیزی کو شیشے سی لاگ
اُڑا دے بھرے جسکی بوتل کو کاگ

وہ مے جو کہ بھرتی ہو عیسیٰ کا دم
کرے از سرِ نو روان جام جسم

وہ مے جس سے پھر اپنے گھر آئے روح
وہ مے جسکا ہر قطرہ بن جائے روح

ہر اک مست خوابیدہ بیدار ہو
وہی گرم ہو حق کا بازار ہو

ہوا پھر تقاضائے شانِ شہود
کہ ملکِ عدم سے پھر آئے وجود

مکرر ہوئی نغمہ سنجِ ظہور
نفخۂ ثانیہ [۱] نیستانِ قدرت کی نے یعنی صور

فضائے عدم مین وہ لے چھا گئی
کہ قالب مین مردون کے جان آ گئی

اُڑا پہلے رنگ اب ہر اُڑنا محال
بچھا ایک اچھا رگ گل کا جال

ہوئے رونقِ دہر حسنا نہ خراب
وہی جسم خم مینا وہی آفتاب

یہ مرقد کا سانچہ اُبلنے لگا
کہ ہر جسم گل گل کے ڈھلنے لگا

نہ سوجھا زمانے کا کیا ہے چلن
ہوا چشم مردم [۲] مین جالا کفن

نکل آئے عریان نئے روپ مین
چلے اُٹھکے [۳] تہ خانے سے دھوپ مین

بیابان وحشت مین ہر اک روان
کفن کی اُڑاتے ہوے دھجیان

---

[۱] ثُمَّ نُفِخَ فِیهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُم قِیَامٌ یَّنظُرُونَ - پھر دوسرا سور پھونکا گیا تو وہ کھڑے ہو گئے دیکھتے ہوے۔

[۲] کفن آنکھوں مین جالا ہو گیا آنکھ مین جالا آجانے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے یہ وجہ قبر سے باہر نکلنے کی ہے۔

[۳] عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم محشورون حفاۃً عُراۃً غُرلاً یعنی تم جمع کیے جاؤ گے اور اُٹھائے جاؤ گے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوے۔

وہ دشتِ پُر آشوب وہ روے زمین — وہ ریگِ روان نستلزمِ آتشین
ہر اِک موج جسلتی ہوئی تیغِ تیز — ہر اک قطرہ برحال خود اشک ریز
گہر اُسکے ڈوبے ہوے قافلے — حباب اُسکے ٹوٹے ہوے آبلے
چھپائے ہے بجلی کو مٹی مین ریت — پکاتی ہے دھوپ اپنے کشتون کے کھیت
زبان مین وہ کانٹے پڑے پیاس سے — بشر مضطرب مثلِ ماہی ہوے
ہوا کیا بھبوکا رُخِ دلربا — کہ ہر خال کا دانہ بھُننے لگا
سرون پر ہمارے ہمارے گناہ — لگے کھیلنے مثلِ مارِ سیاہ
یہ کہیے کہ آنکھین چھپائے ہوے — اِسی دن یہ تھے زہر کھائے ہوے
ہین اُن یاردنکے چھکے چھوٹے ہوے — جو تھے داؤن پر داؤن لوٹے ہوے

ملا دخترِ زر کو سورج کا روپ — یہ ہے وہ پری جسکا سایہ ہے دھوپ
نئے بےنوا نے وہ لی دون کی — کہ زہرہ سے اونچی ہر اِک لے گئی
سحر پر ہوا دوپہر کا یقین — یہ ڈوبی ہے سارنگ مین بھیرین
صفت اور موصوف غم مین پھنسے — خطا اور خطا وار شکین کسے
کھنچے اک شکنجے مین فقر و غنا — بندھے ایک رسّی سے شاہ و گدا
نہ بیٹے کو مطلق خبر باپ کی [۱] — یہ پیدا ہوئی فکر آپ آپ کی
ہر اک باپ بیٹے کے منہ سے خجل — ہر اک آنکھ سے گر گیا لختِ دل
نہین اب کسیکو برادر عزیز — کبھی تھا جو یوسف سے بڑھکر عزیز

[۱] فاذا جاءت الصاخۃ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرءٍ منہم یومئذٍ شان یغنیہ ۔ پس جب شور (قیامت) ہو جس سے کان بہرے ہو جائین (اور) جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی اپنی مان اپنے باپ اپنی جورو اور اپنے بیٹون سے ہر ایک کو اُن رشتہ دارون مین سے اسدن فکر ہو گی جو اُسکے لیے کافی ہے (یعنی نفسی نفسی کا معاملہ ہو گا)

محبت ہوئی قیس سے نا امید
لہو ہو گیا کوہکن کا سفید

ہے سبزہ کو گلشن سے بیگانگی
پریشان ہے جنگل میں دیوانگی

یہ بے الفتی ہے خدا کی پناہ
کہ کعبہ بھی قبلے کی بھولا ہی راہ

ہر اک زندے پر مردنی چھا گئی
ہر اک پتی گرمی سے مرجھا گئی

یہ سوچے کہ کچھ نسکر جمتی نہین [1]
زمین پاؤن کے نیچے تھمتی نہین

نہ پہونچی نہ پہونچے گی بے بال و پر [2]
زبان تک دعا اور دعا تک اثر

چلین سوے شاہان عالیجناب
پر و بال ذرون کا ہے آفتاب

سفارش کے ان سے طلبگار ہون
جو وہ شستی کھینچین تو ہم پار ہون

طلب دعای خیر نفوس قدسیہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ آہ سرد
ترا دور اور آگ کا گھر ہے درد

لگا دے کوئی برف کی آج کل
کہ گرمی بہت پڑتی ہے آج کل

بلا درد شیرین و اشکِ روان
یہ شربت بنا کر جما قفلیان

گھڑے بھر کے آب عرق کے چھڑک
کہ یہ دشت ہو جائے ٹھنڈی سڑک

چلین پیشواؤن سے اپنے ملین
گھڑی بھر مین سب طے کرین منزلین

ہوے دل نگاران روز قیام [3]
قدموس آدم علیہ السلام

---

[1] قال صلی اللہ علیہ وسلم یحبس المومنون یوم القیامۃ حتی یہموا بذالک فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا۔ یعنی روکے جائینگے سلمان روز قیامت کے (یعنی ٹھہرے ہونگے سکتہ کی حالت مین) یہانتک کہ فکر مین ڈالے جائینگے (بوجہ رکنے کے) پس کہینگے سلمان کاش ہم خداے تعالی کے حضور مین اپنا شفیع کسیکو بناتے جو ہمکو راحت دیتا اور اس غم و محنت سے نجات دلاتا۔

[2] جب ایک جملے مین دو مبتدا یا ایک فعل کے دو فاعل ہوتے ہین اور انمین ایک مذکور رہو۔

ابو الانبیا و ابو المرسلین — نئے باغ کے میوۂ اولین
چمن پرور رنگ و بوے کلہم [1] — بہ الہام انبئہم باسمائہم
ملک کی نظر مین بڑی دور سے تھے — نہ کیون سجدہ کرتے کہ مسجود تھے
سر آسمان خلد و طوبےٰ ملا — زمین پر خلافت کا تمغا ملا
کہین کچھ زبان سے یہ طاقت کہان — اشارون سے ظاہر یہ طرز بیان
کہ تن پر نہ کپڑا نہ منھ پر نقاب — سوا نیزے پر آگیا آفتاب
چلے آتے ہین دمبدم غش پہ غش — زبان پر ہے الجوع یا العطش

بقیہ فٹ نوٹ - دوسرا مونث تو شعرا تذکیر و تانیث فعل مین لحاظ لفظ اول کا رکھتے ہین -

مومن - دیکھا نہ ہے یہ رنج و حسد وہ بلا کہ آج — سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا

[2] فیاتون آدم فیقولون انت آدم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ و اسکنک جنتہ و اسجد لک ملائکتہ و علمک اسماء کل شئی اشفع لنا عند ربک حتے یریحنا من مکاننا ہذا - یعنی آوین گے مسلمان حضرت آدم کے پاس اور کہین گے کہ آپ آدم ہین باپ سب آدمیون کے خدا نے آپ کو اپنے ہاتھ سے (بلا واسطہ یا اپنی قدرت کاملہ سے) پیدا کیا اور آپ کو اپنی بہشت مین رکھا اور اپنے فرشتون سے سجدہ (تحیۃ) کرایا اور نام ہر چیز کے سکھائے آپ ہماری شفاعت بارگاہ خداوندی مین کیجیے تاکہ ہمکو (اس دشوار) مقام سے نجات ملے۔

[1] وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین قالوا سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم قال یآدم انبئہم باسمائہم - آدم علیہ السلام کو سب چیزون کے نام بتا دیے پھر ان چیزون کو فرشتون کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ اگر تم دعوے مین سچے ہو تو ہمکو ان چیزون کے نام بتاؤ بولے تو پاک ذات ہے جو تو نے ہم کو بتا دیا ہے اسکے سوا ہم کو کچھ معلوم نہین ہے تحقیق تو ہی جاننے والا مصلحت کا پہچاننے والا ہے (تب خدا نے آدم کو) حکم دیا کہ اے آدم تم فرشتون کے نام بتا دو -

نئی حسب الیقین ہمکو دکھاتا ہے دن ۔ کہ ڈھل ڈھل کے پھر تھمکے آتا ہے دن
یہ بگڑی ہے گردون کی جیسی گھڑی ۔ کہ ایک ایک پل مین ہین سو سو گھڑی
تپنچے ہین موجِ ہوا مین نہان ۔ برستی ہین سیماب کی گولیان
سراپا عرق ہے پسینے سے دل ۔ [1] نکلتا ہے گھبرا کے سینہ سے دل
ہین ہیرے کے ریزے ہر اک پھانس مین ۔ کلیجے کے ٹکڑے ہر اک سانس مین
چلین دو قدم اب وہ ہم ہی نہین ۔ کہین آئین جائین وہ دم ہی نہین
اُٹھے جاتے ہین پاون کیا کیجیے ۔ بلند آپ دستِ دُعا کیجیے
سوا اسکے اپنی نہین کوئی غرض ۔ کہ ہر اپنے بیٹون کی امداد فرض
یہ فرمایا میری بھلا کیا مجال ۔ [2] خدا اکا غضب ہے خدا اکا جلال
مجھے یاد آتی ہے اپنی خطا ۔ [3] کہ بھولا تھا مین نہی لا تقربا
بترغیب ابلیس بیہودہ کوش ۔ دغا باز گندم نما جو فروش
مجھے سخت ہے اضطرار و ہراس ۔ [4] مگر تم کرو نوح سے التماس

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرق الناسُ یوم القیامۃ حتی یذہب عرقہم فی الارض سبعین ذراعاً ویلجمہم حتی یبلغ آذانہم ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ پسینا گرائین گے لوگ دن قیامت کے یہانتک کہ جائے گا پسینہ اُن کا زمین مین ستر گز اور پہونچے گا اُن کے مُنہ پر مانند لگام کے یعنی باز رکھے گا ان کو کلام سے) یہان تک کہ پہونچے گا انکے کانون تک

[2] فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب اکلہ من الشجرۃ وقد نہی عنہا ۔ پس فرمائین گے آدمؑ کہ مین اسکا مرتبہ نہین رکھتا ہون اور یاد کرین گے اپنی تقصیر یعنی شجر ممنوعہ کا کھانا

[3] لا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ۔ اس درخت کے پاس تم دونون (آدم وحوا) نہ جانا (ورنہ) تم (آپ اپنا) نقصان کروگے

[4] ولکن ائتوا نوحاً اول نبی بعثہ اللہ الی اہل الارض فیاتون نوحاً ۔ لیکن جاؤ تم نوح کے پاس کہ وہ اول نبی (مرسل) ہین بھیجا اُن کو خدا نے کفار روے زمین پر پس آئین گے نوح کے پاس۔

رہا مدتوں جسکو اُمت کا خار | ہدایت کے گلشن مین تھا وہ ہزار
پڑا جبکہ چکر مین دین کا جہاز | ق | ہوا نا خدا بنکے وہ چارہ ساز

ہوے جبکہ طوفان مین غرقِ آب | ہوا مین بھرے تھے جو مثل حباب
ہر اک موج تلوار کی باڑھ تھی | مگر گھاٹ پر اُسکے کشتی لگی

وہان سے ملا صاف سیدھا جواب | ۱ | کہ شرمندگی سے ہون مین آب آب
جو کی مین نے وقتِ نزولِ قضا | پسر کی شفاعت خلافِ رضا

تمھین چاہیے جا کے پیشِ خلیل | ۲ | کرو خواہشِ رحم ربِ جلیل
وہ تھا جس نے بیٹے کی گردن پہ تیغ | رکھی پا کے حکم خدا بے دریغ

وہ تھا جسکو کہتے تھے اہل زمن | کہ فرزند آذر ہوا بت شکن
ہوئی جسپہ آتش سلام اور برد | کیا اس نے نمرود کو گرد برد

بنایا خدا کا وہ پُرنور گھر | کہ جسپر پڑی لامکان کی نظر
گئے قبلہ و کعبہ کے روبرو | وہی ہر قدم پر جسم آرزو

وہ بولے کہ پیش جہان آفرین | نہین مجکو کہنے کی طاقت نہین

---

۱ فیقول لست ہناکم و یذکر خطیتہ التی اصاب سوالہ ربہ بغیر علم پس وہ فرمائین گے کہ مین مقام شفاعت مین نہین ہون اور یاد کرینگے اپنا قصور کہ خدا سے نادانستہ (اپنے پسر کی نجات کا) سوال کیا تھا۔

۲ ولکن ائتوا ابراہیم قال فیاتون ابراہیم فیقول انی لست ہناکم و یذکر ثلاث کذبات کذبہن۔ لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ پس جائین گے وہ ابراہیم کے پاس تو وہ بھی فرمائین گے کہ مین اس مرتبہ کا نہین ہون اور یاد کرین گے تین جھوٹ جو انھون نے دنیا مین بولے تھے (حقیقت مین وہ باتین جھوٹ نہین تھین مگر چونکہ مرتبہ انبیا کا عالی ہے ان کو ایسے امور پر بھی مواخذہ کا خوف ہو گا حسنات الابرار سیئات المقربین)

کئی باتین مانند انی سقیم ۱؎ غلط اُسکے میرا ہوا دل دو نیم

اسی سے ہی ہر دم مرا حال غیر ۲؎ ہلو جا کے موسیٰ سے یادش بخیر

اُسی کو ملا تھا یہ گوشِ و دہن کہ ہر دم خدا سے رہا ہم سخن

نگین جہانتاب نام آوری چراغ سرِ طورِ پیغمبری

عصا بیرِ اعجاز کا دستگیر اسیر کف دست مہر منیر

وہان جا کے گھبرا لے خونین جگر ق کہ بولے جناب کلیم الحذر

خیال ایک خون کا بڑا ہی مجھے ۳؎ لیے مشعلین ڈھونڈھتا ہے مجھے

مری طبع کو ہے بڑا انتشار مرا قلب ہی لا لسان اغدار

اگر تم اُٹھاؤ نہ حسرمان کا غم ۴؎ تمھارے لیے بس ہی عیسیٰ کا دم

۱؎ اول جب قوم ابراہیم کی کسی میلے کے تماشے کو باہر جانے لگی ابراہیم نے ساتھ جانا نہین چاہا اور عذر علالت کا کیا حالانکہ ظاہر مین بیمار نہین تھے لیکن انکی مراد یہ تھی کہ قوم کے کفر و عناد کا روگ لگا رنجیدہ کیے تھا دوم ابراہیم نے چھوٹے بتون کو توڑ ڈالا تو قوم نے سوال کیا کس نے توڑا ہی ابراہیم نے فرمایا بڑے بُت نے منشا انکا اِس جواب سے یہ تھا کہ کفار قائل ہو جائین یا یہ منشا تھا کہ بڑے بت کی تعظیم سبب اس فعل کا ہوسے سوم سارہ کو اپنی بہن فرمایا وہ فی الحقیقت اُنکی چچا زاد بہن تھین۔

۲؎ ولکن ائتوا موسیٰ عبدا آتاہ التورۃ وکلمہ وقربہ نجیا۔ لیکن جاؤ تم موسیٰ کے پاس کہ وہ وہ بندہ ہی جسپر خدا نے توریت نازل فرمائی اور کلام کیا بے واسطہ اور ان کو اپنا راز دار بنایا۔

۳؎ قال فیاتون موسیٰ فیقول انی لست ہناکم ویذکر خطیۃ التی اصاب قتلہ النفس پس وہ آئینگے موسیٰ کے پاس اور وہ بھی فرمائینگے کہ مین اس مرتبہ کا نہین ہون اور یاد کرین گے قتل کرنا قبطی کا۔

۴؎ ولکن ائتوا عیسیٰ عبد اللہ ورسولہ وروح اللہ وکلمتہ لیکن تم لوگ جاؤ عیسےٰ کے پاس کہ وہ خدا کے خاص بندے اور اسکے رسول و روح (یعنی بے ادوجہانی کے قدرت خدا سے پیدا ہوے) اور اسکا کلمہ (یعنی اسکے کلمہ سے پیدا ہوے) ہین۔

دم واپسین تک رہی اُنکی بات ۔ کہ دیتا تھا مُردون کو آبِ حیات

نہ تھی جسم خاکی مین اور ایسی رُوح ۔ وہ تھا عطرِ گل یا کہ مٹی کی رُوح

ہوے آکے حاضر بشوق تمام ؎ ۔ بسرکار ذیجاہ گردون مقام

اُٹھاتے ہوے معدنِ چشم تر ۔ لیے نذر تارِ نظر مین گہر

سمجھ کر کہ مشکل ہے یہ ماجرا ۔ مسیحا ہوے اسطرح رہنما

کہ لو دامن شاہ اقلیم دین ۔ مخاطب بہ یا شافع المذنبین

کلیدِ در درگہِ کبریا ۔ حبیبِ خدا اشرف انبیا

محمدؐ کہ شان خدا شان او ۔ جحیم و جنان زیرِ فرمانِ او

نعت منبع الطاف احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱ ھ ۱۳

سنبھل کر ذرا خامۂ تیز دم ۔ ادب سے ٹھہرتا ہوا ہر قدم

ہر اک سطر سے سیکڑون کر سجود ۔ ہر اک سجدے مین پڑھ ہزارون درود

مقابل مین رکھ لوحِ محفوظ کو ۔ تو اور بھی مصحف سے گر ہو تو ہو

ہم ہو معنیِ تازہ مین رنگ بو ۔ کہ جو حرف نکلے وہ ہو با وضو

ہر اک صفحے پر نو ورق ہون نثار ۔ وہ لکھ نعتِ محبوب آمرزگار

وہ لکھ جنکو فرمائین روح الامین ۔ کہ پڑھ چلکے پیش سخن آفرین

حسینے کہ روے خدا سوی اوست ۔ حبیبے کہ سوے خدا روے او

یہ حُسن عارض کی منزل مین ہے ۔ غمِ عشق کا خون رگِ دل مین ہے

؎ قال نیاتون عیسیٰ فیقول لست ہناکم ولکن ائتوا محمداً عبداً غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
پس آئینگے وہ عیسیٰؑ کے پاس اور وہ فرمائین گے کہ مین اس مرتبہ کا نہین ہون لیکن تم جاؤ محمدؐ کے
پاس کہ وہ ایسے بندے ہین جنکے اگلے پچھلے گناہ خدا نے بخش دیے ہین۔

وہ خود شمعِ روشن ہی خود ہی گداز — نیاز اُسکا پروانہ مانند ناز

وہ سرکارِ ہاشم مین سردارِ حبش — چراغِ رہِ دودمانِ قریش

وہ دیباچۂ گلستانِ وجود — کہ جسپر ہے بلبل کا طغرا درود

کہے دیکھکر صورتِ بےمثال — ہر آئینہ حیرت سے یا ذوالجلال

وہ عالم کہ دانائے سرِّ قدم — وہ اُمّی کہ ہمرازِ لوح و قلم

وہ کامل کہ جسپر فدا شان بدر — نثار اُسپہ روحِ شہیدانِ بدر

صفی جسکی اِلّا پہ ہر دم نگاہ — سخی جو کہے لا نہ جز لا الہ

قدم عزت افزائے عرشِ برین — غبارِ قدم سرمۂ چشمِ دین

سراسرش پیامِ خدائے حمید — درِ دوش بہارِ کلامِ مجید

بجارِ قدم کارِ دُرِ شاہوار — گلستانِ قدرت کی صبحِ بہار

چہ کثرت کہ یک سقف عرشِ بلند ق — زصد جلوہ او دست آئینہ بند

چہ وحدت کہ آئینہ پیکر سشش — نیابد کہ عکسے فتد از برش

لیے ہاتھ وسعت کا فیضِ عمیم — کیے عہدہ رافت کا خلقِ عظیم

رضا اُسکی عینِ رضائے خدا — شفاعت ہی شرط اور غفران جزا

دُعا کو اثر کی ضرورت نہین — طلب کو تقاضے کی حاجت نہین

کرامات جنّت کرم کا خطاب — عذاب الیم اصطلاحِ عتاب

سخاوت کا منصب شجاعت کے ساتھ — عبادت کا میدان ریاضت کے ساتھ

لبِ خشک بیمانگی روزہ دار — ورم ہر قدم کا تہجد گزار

وہ عارف کہ تھی جسکی خلوت سرا — مقامِ اعلے رتبت المنتہے

وہ عابد کہ جسکی سرافگندگی — تھی معراجِ پیغمبر بندگی

ملی اُسکے ہاتھون سے یہ آبرو — کہ کہیے وضو کرنے آیا وضو

کیا سجدۂ شکر با صد نیاز — مصلے پر اُسکے جو پہونچی نماز
وہان مبارک سے روزے کی عید — جہاد اُسکی چین جبین کا شہید
دو عالم کا تھا قبلۂ محترم — سر منبر کعبہ اُسکا قدم
بتون سے کیا اُسنے کعبے کو صاف — کہو حج کرے اُسکے گھر کا طواف
وہ توحید کی اک دوہائی پھری — کہ دور بتان سے خدائی پھری
دیا قول اُسکے جو دو بول سنے — تو کلمے کا طوطی لگا بولنے
حکومت ہر اک جا ہدایت کی تھی — ولایت خدا کی ولایت کی تھی
عرب اور عجم سبکی زینت ہین آپ — ولایت کا تاج کرامت ہین آپ
مہِ برج رفعت سپہر شرف — گل ہفت گلشن دُرِ نہ صدف
شہنشہ کہ تاجِ سرِ سروری — پیمبر کہ اعجاز پیغمبری
عناصر کی یارب یہ توقیر ہو [۱] — کہ اس چوکھٹے مین یہ تصویر ہو
کریم و کرم گستر و کارساز — حسن در حقیقت بقول مجاز

شفاعت شفیع

خبر لے ذرا ساقی مست ناز — کہ بے کیف بیخود ہین اہل نیاز
نہ پیکے کہ از مادر دشش برد — پیام وصالے بزد وشش برد
نہ رنگے کہ زیب بہارش کنم — نہ جانیکہ نذر نثارش کنم
تجسس مین کس گل کے ہی بیقرار — ذرا سنئے تو نالہاے ہزار
ہوا ہے نمک پاش زخم جگر — یہ ہے شور کوکوے قمری کدھر
پپیہے نے لین دل مین سو چٹکیان — کہان بولتا ہے سکھی پی کہان

[۱] اربع عناصر کی رعایت سے چوکھٹا ہے۔

وہ مے دے جو ہو دلکش و دل کشا ... وہ دے جسکا نشہ ہو مشکل کشا

وہ مے جو ہے سرجوش دیگ قبول ... وہ مے جو ہے دستار رحمت کا پھول

کبھی بیخودی حنانۂ نور کی ... نچوڑی مدینے کی انگور کی

چلا اللہ اللہ کیے دیکھنے ... کوئی مجکو دیکھے مری آنکھ سے

اسی واسطے تھا یہ شور نشور ... ظہور رفتا و فنا سے ظہور

کہ سب اگلے پچھلے بڑے اور بھلے ... جنھون نے نہ دیکھا ہو دیکھین اسے

ہر اک بسمل مشہد اضطرار ... پہونچکر حضور شہ ذی وقار

ہوا ہمقدم نالہائے بلند ... زبان یون ہوئی ترجمان سپند

کہ اے خستہ جانون کے حاجت روا ... ہر انسان کے درد دل کی دوا

بہار گلستان صبح وجود ... چراغ شبستان شام شہود

حبیب خداوند بالا و پست ... فدا تجھپہ ہستی دہر انچہ ہست

ترے گرد پھرنے کو ہین نہ سپہر ... ہین تیرے قدم کے نشان ماہ و مہر

شرافت کو آدم کی تجھسے شرف ... خلافت کو تو ہی گرامی خلف

بلا کی نبرد اور غضب کے فتوح ... نہان تیرے خنجر مین طوفان نوح

نہ رہتے کہین کفر کے بحر و بر ... جو آتا زبان پر تری لاتذر [۱]

ہوا جبکہ تڑکا ترے نور کا ... چراغ کف دست موسی بجھا

خدا کا جدا تجھسے طرز سخن ... ہو حذف کیون لن ترانی سے لن [۲]

مقیمان مہمانسرائے خلیلؑ ... ترے خوان نعمت پہ ابن السبیل

---

[۱] اشارہ بدعاے حضرت نوحؑ ربّ لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا۔

[۲] لن ترانی یعنی تم مجکو ہرگز نہ دیکھ سکوگے یہ خطاب حضرت موسٰیؑ کی طرف تھا حضرت شفیع المذنبین کے واسطے وہ لن نفی کا حذف ہوکر ترانی رہجائے گا۔

مریضانِ دار الشفائے مسیحؑ — ہوئے لوٹ کر تیرے در پر صحیح
نپیش سے ہر اک شخص بسمل ہے آج — نفس گردِ آئینۂ دل ہے آج
بسا خوب خانہ خرابی کا گھر — بنا آسمان اُجڑے گھر لوٹ کر
بیان کیا کرین حالتِ آب و گل — کہ بس بس گیا گو ہر جان و دل
خموشی مین ہر اک نفس نالہ خیز — ہر اک زخم پر زخم الماس ریز
نہین باقی اب دوست دشمن مین بیر — ہر بشر کی زبان پر بھی یہ ذکر خیر
ترے دوست بھی کہ نہین سکتے حال سے [1] — مبادا کہ ہو دشمنون کو ملال
کوئی بیقراری کوئی آہ سرد — نہ پیدا کرے آپکے دل مین درد
غبار اپنا حضرت کے دل پر نہو — مزاجِ مبارک مکدر نہ ہو
بلا مین پھنسے ہین غریب و امیر — ہین سب ایک تکیے کے گویا فقیر
تمام اہل دل اک مصیبت مین ہین — تری جان سے دور آفت ہین ہین
اکھڑتا ہے میدان سے ہر اک قدم — نکلتا ہے ہر سانس کے ساتھ دم
نہین آب و دانہ جبین یا مرین — پئین آنسو کھاتے رہین ٹھوکرین
ذرا جان تک پیرہن مین نہین — کوئی دم کا دھاگا کفن مین نہین
ہر اک دیدۂ تر ہوا تار گھر — اسی تار مین ہے ہماری خبر
جھڑی وہ لگائے ہے چشمِ پر آب — کہ ہے اُسکے ڈھیلون کی مٹی خراب
بھڑک اُٹھی اور آتشِ تیز تر — بجھانے کو دوڑا جو دامان تر
یہ سب تیرے پاس آئے ہین اسلیے — کہ بندون کو رکھ لے خدا کے لیے
رُخِ خور مین زردی نمودار ہو — زمین حشر کی زعفران زار ہو
وہ سردی کہ ہو موسمِ برد گرد — وہ یخ جس سے یہ آگ ہو جائے سرد

[1] منشا یہ ہے کہ حضور کو ملال نہ ہو۔

بتا سے فلک گر جلن مین رہے | یہ سورج کوئی دم گہن مین رہے
بفرمود آن سیدٔ انبیا [۱] | کہ کار منست این دانی لہا
کہ یعنی ہون مین ہر بشر کا کفیل | جمیع انبیا کی طرف سے وکیل
اسی دن مرا جشن موعود ہے | مقام محمدؐ سے محمود ہے
قلمرو مین محشر کے نام خدا | چلے گا تو سکہ اسی نام کا
مجھے ہر بشر کا تھا خود انتظار | مین تھا نا امیدون کا امیدوار
رکھے گا مرا رب مری آبرو [۲] | فمن رحمتہ اللہ لاتقنطوا
کرم اُسکا ہی فتح باب فرح [۳] | کہ من دق باب الکریم انفتح
گزرتے ہی عرش اعظم کیا ق | سر بند کی اسقدر خم کیا
کہ سیپارۂ دل کا ہر اک رکوع | گرا سجدے مین باکمال خشوع
زمین پر گری جب جبین مبین | مٹی سب کی قسمت کی چین جبین
دعا ایسی کی بعد حمد و ثنا | کہ الحمد آمین کہنے لگا
کہا عرش نے بار بار آفرین | ہزار آفرین صد ہزار آفرین

---

[۱] قال فیاتونی فاستاذن علی ربی فیؤذن لی علیہ فاذا رأیتہ وقعت ساجداً فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے پس آئینگے لوگ میرے پاس مین اجازت گھر مین آنیکی (گھر سے محدثین مقام محمود مراد لیتے ہین) چاہون گا اور مجکو اجازت ملے گی جب مین اللہ تعالی کو دکھون گا سجدہ مین گر دن گا اور جبتک خدا چاہے گا سجدہ مین رہون گا۔

[۲] قل یعبادی اللذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم۔ اے محمدؐ کہدو کہ اے میرے بندو جنھون نے اپنی جان پر زیادتی کی ہی اللہ کی رحمت سے مایوس نہو تحقیق کہ اللہ سب گناہ بخشتا ہی اور وہی بخشنے والا مہربان ہی۔

[۳] کریم وہ ہے جسکا دروازہ تھوڑی سی توجہ سے کھل جاتا ہی۔

تمنا درونِ دلِ دردمند — پری قافِ قدرت کی شیشہ مین بند

یہ فرمان ہوا سر اُٹھا تو سہی [۱] — جو ہے تجھکو منظور ہو گا وہی

اُٹھایا سر پاک آنحضر — گرا پائے دعا کے قدم پر اثر

تمنائے محبوب روشن ضمیر — یہ تھی ملتجی پیش رب قدیر

کہ اے خالق چرخ و شمس و قمر — ترے باغ کے خشک و تر بحر و بر

خداوند کرسیّ و عرش مجید — ز قوت بفضل آور ما یرید

سُرخ مہر انور ہے آتش فگن — جوان پھر ہوا ہے سپہر کہن

حرارت سے ہر شخص بیتاب ہے — بدن کا عرق مثل تیزاب ہے

بلا کا غضب کا مصیبت کا دن — قیامت کی گرمی قیامت کا دن

چھٹے سب سے مرقد کے بیت الحزن — ہین بے یار و یاور غریب الوطن

تو ہی بندہ پرور تو ہی کارساز — مجھے ناز ہے تجھ پہ اے بے نیاز

نہ تیرا سہیم اور نہ تیرا شریک — تری ذات ہے وحدہ لا شریک

گرون کو زمین سے اُٹھائیگا کون — بگاڑے کو تیرے بنائیگا کون

ترے ہاتھ ہے اپنی بگڑی بنی — ہین محتاج سب تو کریم و غنی

کہان جز ترے مجرمون کی پناہ — ترحم صفائی کا سچا گواہ

---

[۱] فیقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ قال فارفع رأسی فاثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حداً فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ۔ پس فرمائے گا خدائے تعالیٰ اے محمدؐ سر اُٹھاؤ جو تم کہو گے سُنا جائے گا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی جو مانگو گے دیا جائے گا فرمایا آنحضرتؐ نے مین اپنا سر اُٹھاؤنگا اور وہ ثنا و حمد اپنے رب کی کرونگا جو مجکو سکھائی جائیگی پھر مین شفاعت کرونگا پس مقرر کیجائیگی واسطے میرے حد معین یعنی جماعت مخصوص گنہگارونکی جیسے بے نمازی شرابخوار وغیرہ پس مین نکلونگا (درگاہ رب سے) اور اس جماعت کو دوزخ سے نکالکر بہشت مین داخل کراؤنگا۔

کسی کے گناہون کی پروا نگر | تو ستار ہے آج رسوا نہ کر

ہر اک چشم تر بادل بیقرار | سحاب کرم کی ہے امیدوار

مٹا دے یہ گرمی کا نام و نشان | کہ بلبل کہے آتش گل کہان

یہ سایہ ترا دفعتہً گھیر لے | کہ خورشید جگنو کے پر مین چھپے

ہوا دل سے ممنوع خلق رسول | دعا کو گلے سے لگا کر قبول

الٰہی بغم عشق و تاثیر تو [1] | دو عالم بفتراک تسخیر تو

وفا سے بھی بہتر تھی تیری جفا | جزاک اللہ اے دوست خیر الجزا

ترے درد کا شیوہ جان پروری | ترے جذب کا نام پیغمبری

تجلی ہوئی مہر تنویر کی | یہ نعمت برائے اللہ تشبیہ کی

یہ اوج وحدت ہی کثرت مقام | نہین اپنا بے وحدتون سے کلام

ہوا جلوہ فرما بعز و جلال | مثال آفرین قادر بے مثال

خداے جہان عز سلطانہٗ | علا شانہٗ جل برہانہٗ

زمین پہ ہجوم ملائک کا نور | چمکتی ہوئی شمع شان غفور

اب اسے روز بد آنکھ پھیرے ہوے | خدا ہے خدائی کو گھیرے ہوے

نہ لایا خدا کی تجلی کی تاب | ہوا اسکے تئین مطلع آفتاب

زمین پر ہوئی آتشین دھوپ چھاؤن | بنا اطلس آسمان دھوپ چھاؤن

ز بہر کا رنگ پھیکا ہوا | بہت چرخ کھا کھا کے گشتا ہوا

ہوا خلد کی لائے روح الامین | کہ دامان محشر کی کلیان کھلین

چمن ہو گیا تختۂ روزگار | ہوا دشت پہ خار اک سبزہ زار

چھپی اسکے سایہ مین دھوپ آج کی | نہ تھا جسکی قامت مین سایہ کبھی

[1] فتراک دوالے کہ بر یمین و یسار زین آویزند جہت بستن شکار وغیرہ۔

خزانۂ رحمت

۱۳ - ۴ - ۱۱

ہوا ٹھنڈی چلتی ہے میدان مین [۱] یہ کہتے ہین سورج ہے میزان مین
پلا بے حساب اب تو ساقی مجھے دکھا اپنی واصل نہ باقی مجھے
کہون کیون نہین میرے ذمہ حساب تو سچا ہے سچی ہے تیری کتاب
مرے سامنے آئے میرا لکھا اگر مین کہون سب ہے تیرا لکھا
مرے ہاتھ ہی کا نوشتا سہی ترا میر منشی فرشتا سہی
غنی ہے تو محروم رہنے نہ دے مین مفلس ہون ہر دم اُسے لینے نہ دے
نیا لیکھ لکھ لے ز راہِ کرم کوئی چاہیئے بندۂ بے درم
ردی جب ہوا پرچۂ آفتاب کھلا دفترِ امتحانِ حساب
اِدھر رازدارانِ ذی فہم و ہوش [۲] ہمارے رفیقان خانہ بدوش
جنازون مین حسرت کا کاندھا دیے ہر اک مُردے کا روزنامہ لیے
اُدھر موشگافانِ موزون رقم [۳] نہ ہو جنکی میزان مین کچھ بیش و کم
ترازو کو ہاتھون مین تولے ہوے رعایت کے پلّون کو کھولے ہوے
نہین ہر کچھ آسان اے دل حساب ہے محشر کی اک سخت مشکل حساب
مقابل کماندارِ تقدیر ہے ترازو کلیجون مین اک تیر ہے

---

[۱] جب آفتاب برج میزان مین آتا ہے سردی شروع ہوتی ہے [۲] وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون ـ تمھارے نگہبان کرا (کاتبین ہین جو کچھ تم کرتے ہو (اسکو) جانتے ہین [۳] ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃ من خردل آتینا بہا وکفی بنا حاسبین ـ اور ہم قیامت کے دن (اعمال تولنے کے لیے) سچی ڈنڈیان لگا دینگے تو کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہمکو اسکو بھی (تولنے کے لیے) حاضر کرینگے اور حساب لینے کو ہم ہین ـ

ادہر کلکِ قدرت کا ردّ و قبول | ادہر بندگانِ ظلوم و جہول
ہر اک مدّ کا ہر اہلِ مد خود گواہ | دو رویہ ہین فردین کی فردین سیاہ
محاسب نہ کیونکر سکے نادرست | ہمارا نہ رو کرِ نہ کہاتا درست
گہٹائین بڑہائین تو ہو فرد گرد | کہ میزان کی جانچ ڈالا ہے فرد
کہری ہوئی گرم جب جانچ کی ۱ | ہر اک بال کی کہال کہنچنے لگی
صدا سے زعمالِ نار و بہشت ۲ | چہ آخر دِرَو کرد اول چہ کشت
نوید اِنَّ ابرارہم سے نعیم | وعید اِنَّ فُجّارہم سے جحیم
بنی نوعِ انسان جو بعد حساب | ہوے مستحقِ عذاب و ثواب
بہشت اور دوزخ کی جانب چلے ۳ | دکہائے مقدر نے جو راستے

سـ۱ـہ واشرقت الارض بنور ربہا ووضع الکتاب وجیٔ بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لا یظلمون۔ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹہے گی اور (نامۂ اعمال کی) کتاب (سامنے) رکہدیجائیگی اور پیغمبر و گواہ حاضر کردیے جائینگے اور لوگون مین (انصاف کے ساتہ اُنکے جہگڑون کا) فیصلہ کردیا جائیگا اور اُنپر ظلم نہوگا۔

سـ۲ـہ ووُفیت کل نفس ما عملت وہو اعلم بما یفعلون۔ اور جسنے جیسے عمل کیے ہین سب کو پورے پورے بہر دیے جائینگے اور (لوگ) جو کچہ کر رہے ہین خدا اُنسے خوب واقف ہر۔

سـ۳ـہ وسیق الذین کفروا الی جہنم زمراً حتے اذا جاؤُہا فتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا الم یاتکم رُسُلٌ منکم یتلون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ہذا قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکافرین قیل ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمراً حتے اذا جاؤُہا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین وقالوا الحمد للّٰہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہین ٹولیان بنا بنا کر جہنم کی طرف ہانکے جائینگے یہانتک کہ جب اسکے (جہنم کے)

اٹک یہ کہ دریاے رعب جلیل ۔۔۔ لیے قطرہ قطرہ مین دریاے نیل

اُترنے کا پُل اک بلاے عظیم ۔۔۔ جسے کہیے سرطان پشت جحیم

پے شہسوار قضا و قدر ۔۔۔ ق ۔۔۔ سہے تیغ گرپا کہ خود وہ کمر

کہ گر بال سی دھار تلوار کی ۔۔۔ سلہ ۔۔۔ مقابل ہو اس سے تو ہو کرکری

چڑھی ہے کمان برق کے تیر کی ۔۔۔ بھڑکتی ہوئی آنچ شمشیر کی

کھلا جادۂ راہِ تیغ ہلاک ۔۔۔ بٹھائے ہوے لاکھ بجلی کی ڈاک

دمِ دیسین کا اجارا لیے ۔۔۔ گزرنے کا دروازہ تیغا کیے

نہ تھا فرق ابرار و فجّار مین ۔۔۔ چلین کشتیان ایسے منجدھار مین

اُسیکا کنارے پہ تجرا لگا ۔۔۔ جو گمراہی و کجروی سے بچا

پیمبر چلے جیسے حق کا پیام ۔۔۔ ولی جیسے روح نبی پر سلام

خدا کے طلبگار اہل کمال ۔۔۔ بڑھے جیسے مشتاق روز وصال

(بقیہ فٹ نوٹ) پاس پہونچین گے تو اُنکے لیے) اسکے دروازے کھولے جائینگے اور دوزخ کے موکل اُنسے کہین گے کہ کیا تم مین کے رسول تمھارے پاس نہین آئے کہ وہ تمھارے پروردگار کی آیتین تمکو پڑھکر سُناتے اور تمکو اس روز (بد) کے پیش آنیسے ڈراتے یہ جواب دینگے کہ ہان رسول تو آئے اور انھون نے ہمکو ڈرایا بھی مگر ہمنے اُنکا کہنا نہ مانا اور) عذاب کا وعدہ (ہم) کافرون کے حق مین پورا ہوا (پھر اُنسے) کہا جائیگا کہ جہنم کے دروازون مین داخل ہو اور ہمیشہ جہنم مین رہو اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُنکو ٹولیان بناکر بہشت کیطرف لیجائینگے یہانتک کہ جب وہ لوگ بہشت کے پاس پہونچین گے اور اسکے دروازے کھلے ہونگے بہشت کے موکل اُن سے سلام علیک کرکے کہین گے کہ تم مزے مین رہے تو بہشت مین ہمیشہ کیلیے داخل ہو اور (یہ لوگ) کہین گے خدا کا شکر ہے جسنے اپنا وعدہ ہمکو سچ کر دکھایا اور ہمکو (بہشت کی) زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت مین جہان چاہین رہین تو نیک عمل کرنیوالونکا (کیا) اچھا اجر ہے۔

سلہ حدیث شریف مین صراط کے متعلق ادق من الشعر واحد من السیف واظلم من اللیل ہے یعنے بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور رات سے زیادہ تاریک۔

ہوا بعیتر اران حق کا گزر | چلے تار برقی پہ جیسے خبر
چلا کوئی جیسے کہ قالب سے جان | کوئی جسطرح گلستان سے خزان
جنھین راہ حق کی ہدایت ہوئی | اور اپنے نبی کی حمایت ہوئی
وہ گزرے مثال نسیم بہار [۱] | کہان اُنکا دامن کہان خارزار
ذرا جنکے صدق ویقین مین تھا فرق | ہوے الامان آب آتش مین غرق
غرض خیر وشر آن کی آن مین | ہوے خیمہ زن اپنے میدان مین
کوئی داخل گلستان نعم | کوئی دار ذلت مین نامحترم
کہین عیش نے عیشۃ راضیہ [۲] | کہین آفت اُمّہٗ ہاویہ
پھنسے غم مین تھوڑے مسلمان بھی | گیا کفر کے ساتھ ایمان بھی
خدا ناشناسون کا جسم غفیر | ہوا تازہ مہمان بئس المصیر
شکم سیر درد عذاب الیم | بلانوش زہراب ما حمیم
پگھلنے لگی نفس سرکش کی روح | معاذ اللہ آتش کہ آتش کی روح
جہنم کے چہرے پہ غیظ شدید [۳] | ہر اک داخلے پر ہے ہل من مزید

---

[۱] حدیث شریف مین ہے فیمر المومنون کطرف العین وکالبرق وکالریح یعنی مسلمان مثل نگاہ اور بجلی اور ہوا کے گزرینگے۔

[۲] اما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیہ واما من خفت موازینہ فامہ ہاویہ وما ادراک ماہیہ نار حامیہ۔ تو جسکے اعمال (نیک) تول مین زیادہ ٹھہرینگے تو وہ خاطر خواہ عیش مین ہوگا اور جسکے اعمال تول مین کم ٹھہرینگے تو اسکا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور (اے پیمبر) تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے (وہ دوزخ کی) دہکتی ہوئی آگ ہے۔

[۳] یوم نقول لجہنم ہل امتلئت وتقول ہل من مزید اُس دن ہم دوزخ سے پوچھینگے کہ تو بھر گئی (یعنے دوزخیون سے بھر چکی یا نہین) وہ جواب دیگی کچھ اور بھی ہے۔

قضا کا یہ قہر ہنسانی ہوا — کہ دوزخ کا پتہ بھی پانی ہوا

شفاعت مکرر

چھپا تھا کدھر عالم پاک مین — مین تھا کب سے ساقی تری تاک مین
ترے مست پھر لڑکھڑانے لگے — وہی جھونکے غفلت کے آنے لگے
وہ مے دے جو ہو روح بخش انام — جو خود ہو حلال اور توبہ حرام
وہ مے جسکا میخانہ خلد برین — وہ مے جو کہین اور ملتی نہین
وہ مے جس سے دو کان رضوان رچے — جسے بیچین رضوان بنے مغبچے
جسے لائے گاتی ہوئی حور عین — یطاف علیهم بکاس معین [۱]
وہ مے جو بحکم پیمبر چلے — وہ مے جو لب حوض کوثر چلے
جو زندان مین اپنے اسیرونکا حال — یہ دیکھا کہ تو یعقوب یوسف جمال
غم اندوز کنعان گم گشتگان — عزیز وشہ مصر کون و مکان
شفیق جہان احمد مجتبے — شفیع الوری خاتم الانبیا

---

[۱] اشارہ ہے آیت قرآن شریف کا یطوف علیهم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین لایصدعون عنها ولاینزفون وفاکهۃ مما یتخیرون ولحم طیر مما یشتهون وحور عین کامثال اللؤلو المکنون۔ یعنے غلمان جو ہمیشہ (لڑکے بنے) رہین گے انکے پاس آبخورے اور لٹیا اور شراب صاف کے جام لائے اور لیجاتے ہونگے جس (کے پینے) سے نہ تو انکو خمار ہوگا اور نہ بک لگے اور جس قسم کا میوہ پسند کرین اور جس قسم کے پرندون کے گوشت کو انکا جی چاہے اور تھون مین رکھے ہوے موتیون کیطرح کی بڑی آنکھون والی حورین ہونگی۔

گرا سجدے مین باکمال ادب سے[1]   سپاس و ثناے خدا زیر لب
کیا شوق دل سے وہ پیارا سجود   کہ تھا ورد سبحان ربی الودود
ثنا اس صفت کی کہ بمثل وطاق   نہ ثانی ہے جسکا روا اشتقاق
ہوئی ایسی خوبی سے الحمد ادا[2]   کہ تعریف الف لام کرنے لگا
مناجات وہ کی کہ روحی فدا   وہ توصیف مجید کہ صل علے
ہوا بحر مواج رحمت کا جوش   سخنگو[3] بہ انداز موج خموش
تامل نہ کر عرض مطلب مین تو   کہ ہے مصطفٰے مجتبٰے سب مین تو
نظر مین ہے مالک کے تیرا وقار   ہر اک قطرہ تیرا ذر شاہوار

سلہ ثم اعود الثانیۃ فاستاذن علی ربی فی دارہ فیوذن لی علیہ فاذا رأیتہ وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ قال فارفع راسی فاثنی علے ربی بثناء وتحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ۔ پھر آؤنگا مین دوسری مرتبہ (بارگاہ خداوندی مین واسطے شفاعت اور جماعتون کے) پس اذن چاہون گا مین اپنے پروردگار کے پاس اسکے مکان (مقام شفاعت مین) داخل ہونے کا اور مجکو اذن ملے گا پس جب دیکھون گا اپنے رب کو (منزہ مکان وتمام صفات حدوث سے) سجدہ مین گر پڑون گا اور رہونگا سجدہ مین جبتک خدا چاہے گا پھر فرمائے گا اللہ تعالی اے محمد سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا شفاعت کرو تمھاری شفاعت قبول کی جائیگی اور جو دل مین ہو مانگو تمکو دیجائیگی فرمایا آنحضرت نے پس اٹھاؤن گا مین اپنا سر اور جو ثنا وحمد اسوقت خدا مجکو سکھائیگا کرونگا پھر شفاعت کرونگا پس حد معین کی جاے گی واسطے میرے پس نکلون گا مین (مقام شفاعت سے) اور   لون گا انکو دوزخ سے اور داخل کرون گا بہشت مین

سلہ[2] الحمد مین الف لام تعریف کا ہے۔

سلہ[3] سخنگو بمعنی گوبندہ سخن یعنے رحمت نے بزبان حال مضمون اشعار ما بعد ادا کیا۔

تو اس دن کا پہلے سے مامور ہے — رضا تیری خالق کو منظور ہے

سند بخشش کر سوف یعطیک کی — فرشتے کی ہے مہر جس پر لگی

ہوا تازہ باغ روان نبیؐ کا — زبان پر روان اُمتی اُمتی

یہ حاصل کہ ہون جنتی سب کے سب — بغیر عمل بے عوض بے سبب

نہ ساقی نہ بیکس نہ قاتل کو دیکھ — تو اپنے کرم کو مرے دل کو دیکھ

کہان ناتوانون کو گرمی کی تاب [١] — الٰہی بخشدے کرکے ڈیوڑھا حساب

نہ دکھلا مجھے میرے رب غفور — مین ہون پاس تیرے وہ ہون مجھسے دور

مرے ساتھ کر محو اُن کے گناہ — ہو جنت غریبون کی آرام گاہ

حساب انکا نیکی ہی کی مد مین ہو [٢] — جو انکی بدی ہے مری بد مین ہو

الٰہی ہون تیرا گنہگار مین — شفاعت سے اپنا طلبگار مین

ہوا حکم ناطق کہ اے دردمند — ہے رحمت کو تیری شفاعت پسند

بہ لطفِ خداوندِ ارض و سما — گر اک نوع کے مجرمون کو رہا

یہی عفو تقصیر کی حد رہے — رہائی ہو لیکن اسی قید سے

اُٹھے آپ بخشش کی لیکر برات — دی اک قسم کے عاصیونکو نجات

جھکے پھر کئی بار پیش خدا [٣] — کیے یون ہی پیہم سجود و دعا

---

[١] حساب ڈیوڑھا ہونا یعنی حساب کا بیباق ہو جانا۔

[٢] بمعنی ذمہ یہ اصطلاح ساہوکارون کی ہے۔

[٣] ثم اعود الثالثۃ فاستاذن علی ربی فی دارہ فیوذن لی علیہ فاذا رایتہ وقعت ساجدا فیدعنی ماشاء اللہ ان یدعنی ثم یقول ارفع محمد وقل تسمع واشفع تشفع وسل تعطہ قال فارفع راسی فاثنی علی ربی بثناء وتحمید یعلمنیہ ثم اشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجہم من النار وادخلہم الجنۃ حتی ما یبقی فی النار الا من قد حبسہ القران ای وجب علیہ الخلود ثم تلے ہذہ الایۃ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

یہان تک کہ پوری تمنا ہوئی [۱] — نہ باقی رہی جنس بھی نوع کی
بتاکید و تعجیل دیوان پاک — خط عفو لائی فرشتونکی ڈاک
یہ ہرکارے جلدی مچانے لگے — کہ بے دستخط حکم آنے لگے
نہ باقی رہا ایک بھی مبتلا — جو رائی برابر بھی ایمان تھا
بچایا ہر آدم کو ایمان نے — مگر جسکو روکا ہے قرآن نے
چلے خوش نصیبان ایمان سرشت — جہنم سے اُٹھ اُٹھ کے سوے بہشت
جہنم مین پہونچے تھے جو اُس سمے — وہ بجلی کے مانند اُلٹے پھرے
بہت لوگ نادیدہ شکل جحیم — چلے خلد کو بر خطِ مستقیم
حضورِ جناب رسالت مآب — فرشتون کے ہاتھون مین سادی کتاب
ہوئی پھر اُسی ابتدا کی خبر [۲] — کرم جوشئ انبیاے دگر
مسیحا تک آدم سے جو تھے رسول — ہوے خضر مقصد براہ وصول
ہمہ رہنمایان خیر السبل — فضیلت مآبان تک الرسل

(بقیہ فٹ نوٹ) وقال ہذا المقام المحمود الذی وعدہ نبیکم۔ تیسری مرتبہ کی شفاعت مین آنحضرت نے فرمایا کہ مقام شفاعت سے نکل کر ان کو دوزخ سے نکال کے بہشت مین داخل کرونگا یہانتک کہ دوزخ مین کوئی شخص سواے اسکے جسکو قرآن نے روکا ہے یعنے وہ شخص جسپر ہمیشہ دوزخ رہنا واجب ہوا ہے (کفار) اور کوئی باقی نہ رہیگا پھر پڑہے آنحضرت نے یا انس نے یا قتادہ نے آیت عسیٰ ان یبعثک الخ قریب ہے کہ اٹھائیگا رب تیرا تجکو مقام محمود مین اور فرمایا آنحضرت نے یا انس نے یا قتادہ نے کہ یہی وہ مقام محمود ہے جسکا وعدہ کیا ہے خداے تعالےٰ نے تمھارے نبی سے۔

[۱] جنس و نوع اصطلاحات منطق ۔

[۲] یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیا ثم العلما ثم الشہداء فرمایا آنحضرت نے شفاعت کرینگے دن قیامت کے انبیا بعد انکے علما بعد انکے شہدا

گہرہائے گنجینۂ کاف ونون
مہین شہسواران والسابقون

پھر اورانجم آسمان نبی
غبار رہ آستان نبی

تقدس مقامان اوج حضور
بلند اختران کرامت ظہور

ابوبکرؓ لاثانی روزگار ہے
کہ تھا ثانی اثنین یاران غار

عمرؓ نام وناموس نام آوری
معمای اسرار پیغمبری

سخا جلوہ عثمانؓ عالی مقام
انیس پیمبر علیہ السلام

علیؓ شیر یزدان وعالی وقار
ید اللہ اور قبضہ مین ذوالفقار

ملک رتبہ خاتون جنت بتول
مہ اوج تنزیہہ بنت رسول

حسنؑ خاتم خاتم المرسلین
سیادت کا الماس زیر نگین

شہادت کا لخت جگر نور عین
نیام شجاعت کا خنجر حسینؑ

تمام آل واصحاب خیر الانام
اِس امت کا ہر پیشوا وامام

ہر اک غازی مرد میدان بدر
ہمہ پہلوان وشہیدان بدر

شکن پرور طالع نارسا
اویس قرن عاشق مصطفیٰ

بہار آفرینان صبح امید
جنید وحسن ادہم وبایزید

ابا عن جد جو ولی در ولی ہے
قدم جنکا بر گردن ہر ولی

ہو الحق نوایان ثابت قدم
انا الحق سرایان منصور دم

سب اپنے نبی کے قدم پر چلے
جو باقی تھے وہ طے کیے مرحلے

ہزاروں بنے ایک بتی سے باغ
جلے ایک بتی سے لاکھون چراغ

شفاعت کے پورے ہوے حوصلے
کہ عاصی کو خلعت پہ خلعت ملے

تعالی اللہ استاد کا انتخاب
کہ خاے خطا پر ہے صاد ثواب

گنہ ہے تلاش گنہگار مین
وہ بھرتی ہے احمدؐ کی سرکار مین

ہوا خاک جلکر جہنم کا باغ | کیا برف رحمت نے ٹھنڈا چراغ
ہوا سوختہ آتش کا سب سوز و ساز | سمندر مین ڈوبا دخانی جہاز
وہ ریلا ہوا باغ فردوس مین | کہ میلا ہوا باغ فردوس مین
بڑھا ہر طرف جوے رحمت کا آب | کٹورا بجانے لگا ہر حباب
بھرے خوانچے ایسے بھرنے لگے | کہ خود میوے دامن مین گرنے لگے
قرابون مین کوثر نے رکھی سبیل | تہ نخل فوارہ سلسبیل
جوانون کے خاطر سب ساز و یراق | ٹہلتے ہوے راستون پر براق
سجانے پرپوش برائے زنان ۱؎ | گلابی کہارون کی سب وردیان
ہوا کیا کہ لڑکے مچاتے ہین شور | لگا دوہنڈنے کی طوبے سے ڈور
کھلے نخل ایجاد کے بھول بھل | ابد پر جما رنگ صبح ازل
لگے ٹوٹنے صبر و تمکین کے پل | بہار آئی لادے ہوے بار گل
شگفتہ ہر اک تختہ کا خشک و تر | رسیدہ ہر اک نخل کا ہر ثمر
ہر اک برگ مین ساز و برگ بہار | ہر اک لالہ صد معدن کوہسار
ہر اک جا پہ موجود ہر ایک شئے | کوئی ہمدم سے نے کوئی محو نے
گمان جسپہ جائے وہ تحقیق ہو | تصور مین آئے جو تصدیق ہو
سحر وہ کہ جس پر فدا ہر نفس | ہوا وہ کہ ہر دل کو جسکی ہوس
ہر اک بیل بوٹہ نگار آفرین | ہر اک خار و گل صد بہار آفرین
کلی بے صبا کے شگفتا ہوئی | خزان بے بہار آئے بتا ہوئی
پری سایۂ نخل کی پابوس | گلستان عروس آب عطر عروس
جو لالہ ہے لاکھا جماے ہوے | تو نرگس ہے کاجل لگاے ہوے

۱؎ ورد بمعنی گلاب۔

یہ مانا کہ دل سے نہ کہیے سنبھل نظر تو سنبھالو نہ جائے پھسل
کہین پھسل کر بیل بوٹا ہوئی کہین نکہت اُڑ کر فرشتا ہوئی
اگر شاہد گل ہے بلبل بدست تو پھولونکے بنگلے مین بلبل ہے مست
چمن اور ایسا دکھائے کوئی قسم صحبت گل کی کھائے کوئی
کہانی تھین دنیا کی پھلواریان یہ سچ مچ بہشت اور وہ گلکاریان
وہ گویا نیاز اور یہ بے نیاز یہ شان حقیقت وہ شان مجاز
وہ ہر لحظہ نعمت پہ نعمت ملی [1] کہ اک شکر کی بھی نہ فرصت ملی
ہر اک چہرے مین ایک نور دگر ہر اک حور ہے رشک حور دگر
ملین نعمتین سب کو بے انتہا اور آخر کو اِن نعمتون کے سوا
وہ نعمت جو ہے سر عین الیقین [2] جو ہے دین و ایمان ایمانِ دین

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی اعدوت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر الحدیث۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ تیار کی مین نے اپنے نیک بندون کے لیے وہ چیز کہ نہ کسی آنکھ نے (اسکی ذات کو) دیکھا اور نہ کسی کان نے (اسکے صفات کو) سُنا اور نہ (اسکی ماہیت) کسی دلمین آئی۔

[2] عن النبی صلعم قال اذا دخل اہل الجنۃ الجنۃ یقول اللہ تعالی تریدون شیئا ازید کم فیقولون الم تبیض وجوہنا الم تدخلنا الجنۃ وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجہ اللہ فما اعطوا شیئا احب الیہم من النظر الی ربہم ثم تلا للذین احسنوا الحسنی وزیادہ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے جسوقت داخل ہونگے بہشتی جنت مین پوچھے گا اللہ تعالی کچھ تم اور زیادہ چاہتے ہو۔ بہشتی جواب دینگے کیا تونے ہمارا منہ روشن نہین کیا۔ کیا تونے ہمکو بہشت مین نہین داخل کیا کیا تونے ہمکو دوزخ سے نجات نہین دی (یعنی اس سے زیادہ کیا ہوگا) فرمایا آنحضرت صلعم نے پس اُٹھا دیا جائے گا پردہ (دیکھنے والونکی آنکھون سے) پس دیکھین گے طرف ذات اقدس اللہ تعالی کے (کہ منزہ ہے صورت وجہت سے) پس نہین دیے گئے بہشتی کوئی چیز کہ زیادہ دوست ہو انکو بمقابلہ دیدار حق کے (یعنی انتہا تمام نعمتون کی دیدار حق ہے) پھر پڑھی آنحضرت نے یہ آیت للذین احسنوا الخ انکے لیے جنھون نے نیکی کی ہے ثواب نیک ہے۔ (یعنی جنت) اور زیادہ اُسپر (یعنی دیدار حق)۔

وہ نعمت کہ ہر اُسکے دم سے بہشت[1] جو بازارِ جنت کی ہے زرہشت
وہ نعمت جو ہر یک بہ از صد ہزار خدا بخشتے دیدار پروردگار
پڑا ہاتھ دھوکر جو پیچھے وضو گیا لے ہی معبود کے روبرو
نماز آئی کہتی بنا گنبد نام کہ کرپا کیے سجدے سے پہلے سلام
سو کد ہو اصوم افطار کا کہ تیار شربت ہر دیدار کا
یہ کہتا ہے ایمان کہ اے اہل ذوق اُٹھا دیجیے پردہ چشم شوق
عدم کو چلے ساعت نیک سے ق دو عالم سے چھٹ کر لے ایک سے
وہ ہے سامنے درگہ محترم قدم بزم امکان سے تھا دو قدم
ہر آغوش میں پرتو لایزال قد آدم آئینہ بے مثال
رہِ منزل کبریائی ملی ہر اک بندے کو اک خدائی ملی
خودی کے سے جو از خود جدا ہوگئے خدا سے ملے کیا خدا ہوگئے
کھلا دیکھکر ہم کو حالِ مآل کہ تھا حشر سوائے شوق وصال
یہ تھے انقلابات رد و بدل کشش منظر شاہد لم یزل

چشمہ اشت دعائے مقبول (انشاءاللہ)

۱۱ ۵ ۱۲

ادھر بھی ذرا ساقی گلعذار ہزاروں ہی تیرے امیدوار
جو ہین تیری چوکھٹ پہ مرزا دبیر یہ ناچیز ہے سکے در کا فقیر
کوئی موج مجھ تک براہ ثواب تو دریا ہے مین اک شکستہ حباب
چلے کشتی سے نہ میرے بغیر مرے ناخدا تیرے بیڑے کی خیر
وہ مے دے کہ لیتا رہوں تیرا نام وہ دے جو دلائے ترا فیض عام

[1] یہ بہشت قسم شیرینی۔

نہین جام کورے سکورے ہین بے — کھنگالے ہوے آبخورے ہین بے
زمانے کا عالم ہوا دوسرا — بفضل خدا و حبیبِ خدا
خوشی مین بھرے مومن و مومنات — احاطے مین رضوان کے اتری برات
جہنّم کے گھر مین غمی ہو گئی — مرا غصہ آتش سستی ہو گئی
بجین نوبتین خلد مین بارہا — کہ اسلام کے سر ہی سہرا رہا
خوشی کیا کہ اِک دم ہوا کدم نہو — یہ وہ عیش ہے جو کبھی کم نہ ہو
کہان ان بیدلی جب حزین دل نہین — ہو آسان کیا کوئی مشکل نہین
دعائین جو کی تھین ہوئین اب قبول — مراد ایک ہر اور ہزارون حصول
تمنا سبھون کے قدم پر پڑی — ہر اک آرزو ہاتھ باندھے کھڑی
دل و دلربا ہمدم حال وقال — نہ ہجران کا کھٹکا نہ فکر وصال
گیا اب جہنم مین وہ روزگار — کہ محشر تھا اِک اِک دم انتظار
ملا اُس سے تھی جسکی جسکو طلب — بمصداق المرء مع من احب
وہ حاصل ہوا جسکے جو دل مین تھا — ابھی قیس لیلیٰ کے محمل مین تھا
بنا پھر جو بگڑا تھا بن بن کے ساتھ — مجھے خود ملا محسنؔ احسن کے ساتھ
عجب چال مستانہ چلتے ہوے — جنان کی روش پر ٹہلتے ہوے
بگردش زہر چشم پیمانہ؛ — زہر سایہ پیدا پریخانہ؛
دلون مین مسرت تو رخ پر بہار — کلائی مین گجرے تو گردن مین ہار
کمر مین کرامت کے ٹپکے کا بل [1] — ملاتک ہلاتے ہوے مورچھل
مدینے کے عمامے بالاے سر — قبا ہاے استبرقی زیب بر
جلو مین غلامانِ روشن جبین — صراحی و ساغر لیے حور عین

[1] شاہ کرامت علی قدس سرہ اسم مبارک حضرت پیر و مرشد محسنؔ۔

خدا کی تجلی کا آنکھون مین نور	ہر اک نوک مژگان پہ اک شمع طور
دلون مین محبت کے راز و نیاز	زبان پر یہ آہنگ شوخ حجاز
شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریم [1]	قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم

[1] اس مثنوی کی دو تاریخین طبع کی درج کیجاتی ہین پہلی راقم حروف کی دوسری برادر عزیز مولوی انوار الحسن سلمہ اللہ کی ہے۔ اول:-

ماشاء اللہ نظم دلکش	شایستہ شمر دنش زاد را د	سر لعل و گہر شدست منظوم	از فیض طبیعت خدا داد
تمہید سخن ز عشق فرمود	شد مطلع مثنوی پریزاد	گویا تو ان شمر و لب را	گر مے غم عشق کرد فریاد
گفتن سخنے بغیر تمہید	جائز نبود بقبول استاد	معشوق زمانہ عشق را خواند	شد این صفحہ حیرت آباد
لیلی گردید کاکل قیس	شیرین شدہ است جان فرہاد	از قامت او قیامت آرست	در باغ سخن نشاند شمشاد
تشبیہ دگر بآن کشش کرد	کز وے شدہ حسن و عشق برباد	حالی کششے ز شاہد غیب	کان ہست کمند سرو لوشاد
ہنگام گریز دامن حشر	در دست تلاش او بیفتاد	مستقبل و حال را یکے کرد	این طرز عجیب کرد بنیاد
حقا کہ برائے وصل محبوب	کے شوق فتد بقید میعاد	آمد مقبول طبع دآورد	از دست ش پاتمال بیداد
تا موقع حرمت مے ناب	در بزم ادب نہ کرد اش یاد	چیزے دگر ست ساقی غم	روبش یارب کسے بنیاد
زندے بیباک اگر طلب کرد	نقلش نبود بجور و الحاد	کلکش با دائے حسن تقریر	در صرف ہزار معنی آزاد
لیکن بہ بیان ہر روایت	بے بیش و کم تمام رو داد	بنگر آیات پاک مصحف	با قول انس ز جمع استاد
یا یعنی دعا حصل دو سہ جا	تشریح لطیف شد نو ایجاد	در مدح پیمبران پیشین	نطق پاکش فرشتہ ارشاد
در نعت خاتم رسالت	فیض روح القدس بامداد	عرض مراح آنکہ مولا	با خلعت لطف خود کند شاد
امید و رجا کہ اہل معنی	بر ہر حرفش دہند صد صاد	تاریخ و دعا کہ یا الٰہی	توقیع قبول روز بیش باد

۱۲ ھ ۱۱

قطعہ تاریخ دوم

چون ابو المحسن حسن بنوشت حال انبیا	باکمال خوبی تحریر و تحقیق سخن
در شفاعت آرزو بودش بیانے ناگمان	رفت آن واصل بحق پیش خدائے ذو المنن
در ظہور آورد اکنون مقصد او این او	محسن من والد من کعبہ و ملجائے من
بارک اللہ مثنی موزون کہ در مصر خیال	جان عشاق سخن یا یوسفے گل پیرہن
بر سر ہر صفحہ حرف از فیض ممدوح کریم	لالۂ اندر حسین یا نور شمعے در لگن
شوخی ہر مصرع رنگین فدائے شان خود	خوبی ہر لفظ می گرد دبگرد خویشتن
بر سر میدان محشر آتش اندر پیش	در بہارستان رحمت سلسبیلے موجزن
از صفات او چہ گویم خوبتر فرمودہ است	حضرت والا برادر مولوی نور الحسن
دوش چون پرسید از من سال تاریخش بسرش	گفتمش نو سے ز انوار کرامات حسن

۱۲ ھ ۱۱

رباعیات

غدر کے زمانے مین آگرہ سے مع عیال واطفال کاکوری تشریف لیگئے وہ زمانہ بڑی مصیبت کا تھا عزت آبرو جان کے لالے پڑے تھے آگرہ کا مکان اسباب سے بھرا چھوڑ کر کاکوری پہونچے اُس زمانے مین یہ رباعیان اور یا حبیب اللہ اغثنی بیدے پر مصرعے لکھے تھے۔

مولا کی نوازش نہان کھلتی ہر | عزت مری پیش قدسیان کھلتی ہر
کہدو کہ ملک گوش برآواز رہین | مداحِ پیمبر کی زبان کھلتی ہر

ایضاً

مختار ہمہ زیر و بالا تو ہے | محبوب جناب حق تعالی تو ہے
گرداب بلا مین ڈوبتا ہر محسن | اِس کشتی کا پار کرنیوالا تو ہے

ایضاً

چھانی ہر جسند سب خدائی مین نے | اور طبع کی فکر آزمائی مین نے
اوج تنزیہہ تک پہونچکر لیکن | تشبیہ اچھی تری نہ پائی مین نے

ایضاً

مواجی طوفان بلا ہر سو ہے | اور قلب کو اضطراب ہر پہلو ہے
کردے بطفیل مصطفے بیڑا پار | اِس کشتی کا ناخدا یا تو ہے

ایضاً

گو شبہہ و شک مری برائی مین نہین | پر نقص تری رہنمائی مین نہین
ہے کون پیمبری مین تجھ سے بہتر | مجھ سے بدتر اگر خدائی مین نہین

ایضاً

مجھکو نہین چاہیے کسی کا سایہ
انسان کا ملک کا یا پری کا سایہ
سایہ نہ تھا جسکے تن اطہر کے لیے
میرے سر پر رہے اسی کا سایہ

ایضاً

بندہ کو نگاہ لطف مولا بس ہے
حضرت کا مرے لیے وسیلا بس ہے
مین مشت غبار رہون سہارا مجکو
دامانِ رسولِ مصطفےٰ کا بس ہے

ایضاً

گھر بیٹھ رہون وہ کارخانہ ہی نہین
باہر نکلون تو وہ زمانہ ہی نہین
کیا دونون جہان مین اے خداے کریم
مداحِ پیمبر کا ٹھکانا ہی نہین

ایضاً

دنیا مین ہے بس مجھے بھروسا تیرا
کافی عقبےٰ مین ہے سہارا تیرا
دارین مین کعبۂ مقاصد ہے مجھے
اے قبلۂ عالم آستانا تیرا

ایضاً

حامی دارین مین ہمارا تو ہے
اللہ کے سامنے سہارا تو ہے
شمعِ سرِ کوہ طور و قندیلِ حرم
خورشید فلک عرش کا تارا تو ہی

ایضاً

کیون تیری طبیعت اتنی گھبراتی ہے
منزل مین نہین دیر ہوئی جاتی ہے
جب آئے مدینے مین تو بس آ ہو بچے
وہ سامنے جنت ہی نظر آتی ہے

ایضاً

جب مائل نعت طبع عالی ہو جائے
ظلمت مین نور کی تجلی ہو جائے
پروانہ ہو گر چراغ فہمی محسن
جگنو بھی شہاب سہروردی ہو جائے

ایضاً

کیون حشر مین انتشار بجید ہوگا
سر پر مرے داماں محمد ہوگا
اُٹھون گا لحد سے جب مین انشاء اللہ
دل مین احد اور زبان پہ احمدؐ ہوگا

ایضاً

گو دشمن ہر جوان و پیرم گیرد
ہیہات کہ بکسی ضمیرم گیرد
ہان پیر فلک عصا ز دست من گیر
دستِ من پیر دستگیرم گیرد

ایضاً

دشمن ہوے شیر دوست سب مجھسے چھوٹے
جز دامن غوث اپنے پرائے چھوٹے
یک در گیرم بجان و محکم گیرم
اچھا ہوا میرے سب وسیلے چھوٹے

ایضاً

محبوب خدا ے زیر و بالا تو ہے
مقبول حبیب حق تعالیٰ تو ہے
کشتی مری طوفان مین ہر یا حضرت غوث
اِس بیڑے کا پار کرنے والا تو ہے

رباعیات مندرجہ ذیل بور طبع سے آراستہ ہو چکی ہین

مولا مرے عقدہ ہاے مشکل واکر
ہر غنچے کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہون یا نیک تیری اُمت مین ہون
محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر

ایضاً

یا رب آہِ رسا مدینے پہونچے
ہر نالۂ دل مرا مدینے پہونچے
چہرے کا جو رنگ ناتوانی سے اُڑے
گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

ایضاً

اِک شان خدا ہے سید عالیجاہ
ملک قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقت اُسکی محسن
بیساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

ایضاً

سرسبز کن اے سیّد ابرار مرا　　وہ رونق نخل گل بگلزار مرا
چون دانہ ہزار بار بروے زمین　　گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

ایضاً

یارب بطفیل حسن آن شاہ زمن　　میگردان ہر زبان من سود من
گر میسوزی چو شمع رخسار بسوز　　در میشکنی چو زلف مشکین بشکن

ایضاً

زان پیش بیا کہ من بخاک آمیزم　　جان چون گہر سخن بپایت ریزم
در صفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب　　بنشین چون نام و چون نگین برخیزم

ایضاً

عقدے مشکل کے میرے مولا وا کر　　ثابت قدم منزل استغنا کر
درماندہ ہون خستہ حال ہون بیکس ہون　　سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر

ایضاً

رنگین تری بزم اے پریشہ خوشخو ہے　　باقی تو اُداسی ہی عیان ہر سو ہے
تشبیہ کا پاتا ہون مرقع سنسان　　تنزیہ کو دیکھا تو مقام ہُو ہے

ایضاً

معراج کو جس وقت چلے خیر بشر　　آیا یہ پیام ذو الجلال اکبر
جلد آ اے نوردیدۂ عالم قدس　　اک چشم زدن مین ساتون پردے طے کر

ایضاً

ایمان کا غروب ہونے پر ماہ آیا　　تب دہر مین وہ سیّد ذیجاہ آیا
جلدی ہوئی ایسی کچھ اِس عالم تک　　سایہ بھی حضور کے نہ ہمراہ آیا

ایضاً

گر نکتہ نوازی کا تری دھیان آ جائے
بخشش کا معما نظر آسان آ جائے

مداح کے یا رب عدد احمد ہوں
جب روز حساب وقت میزان آ جائے

ایضاً

اے حُبِّ نبی کی میرے سینے مین رہے
اسکا ہی خیال مرنے جینے مین رہے

جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے
آہنگِ حجاز ہو مدینے مین رہے

ایضاً

رہجاؤ گے ہاتھ زندگی سے دھوکر
پچھتائین گے اقربا تمھارے رو کر

محسن کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھربار
جنّت کو سدھارے چلو مدینے ہو کر

تضمین بطور مناجات

من پر از غفلتی و بیخبردی — دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا زور و حجت و سندی — تو مرا تاب و قوت و مددی
یا حبیب الاله خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

خانه بگذاشتم برسوائی — نه عصا دارم و نه بینائی
شور سنقیم بدشت پیمائی — انت یا سیدی و مولائی
یا حبیب الاله خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

نه ز دنیا متمتع نه ز دین — دشمن جانم آسمان و زمین
دوستان خشمناک و چین بجبین — دشمنان بهر کشتنم بکمین
یا حبیب الاله خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من — خویش بیگانه دوست دشمن من
خانه زندان و راه رهزن من — ماندنم مشکل ست و رفتن من
یا حبیب الاله خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

منم و رهزن و ره مخطور — دل بیمار خاطر رنجور
عالم بیکسی و منزل دور — شب دیجور چشم من بی نور
یا حبیب الاله خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

بسکه بودم حریص فسق و فجور — گشته ناخوش زمن خدای غفور
هست اکنون شفاعت تو ضرور — آمدم بر در تو از ره دور
یا حبیب الاله خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

کار من ابتر ست هر نفسے | دل پر از درد سر پر از هوسے
بیکسم در جهان و نیست کسے | همدمے یا انیس در درسے
یا حبیب الاله خذ بیدی | یا لعجزی سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من | هست هر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من | نیست جز بر درت سلامت من
یا حبیب الاله خذ بیدی | یا لعجزی سواک مستندی

سوے ملک حجازم آهنگ ست | نام هندوستان مرا ننگ ست
آستانت هزار فرسنگ ست | دیده ام کور و پاے من لنگ ست
یا حبیب الاله خذ بیدی | یا لعجزی سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان | چار سوے سواد هندستان
زور ظلم ست و قوت شیطان | خوف جان ست و خطرهٔ ایمان
یا حبیب الاله خذ بیدی | یا لعجزی سواک مستندی

تشنهٔ خون من جفا کارے | دشمنم ظالم ستمگارے
من و در حال خود گرفتارے | نه مرا مونسے نه غمخوارے
یا حبیب الاله خذ بیدی | یا لعجزی سواک مستندی

کشتیم ته نشین چو دیدهٔ تر | گشته ملاح و ناخدا مضطر
بحر پر جوش و جوش پر ز خطر | سر ز سامان گذشت و آب از سر
یا حبیب الاله خذ بیدی | یا لعجزی سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من | آب چشمم گذشت از سر من
راه گم کرد خضر رهبر من | نه کسے یار من نه یاور من
یا حبیب الاله خذ بیدی | یا لعجزی سواک مستندی

زخم از دل گزشت و دل زقرار | خار از پاے و پایم از رفتار
رفت ہوشش از سر و سر از دستار | کار از دست و دست من از کار
یا حبیب الالہ خذ بیدی | یا العجزی سواک مستندی
کشتی من شکست و لنگر او | غرق شد نا خدا اے رہبر او
بحر و ہر لحظہ جوشش دیگر او | من بیدست و پا شنا ور او
یا حبیب الالہ خذ بیدی | یا العجزی سواک مستندی
کاروان رفت من پریشانم | دیدہ بر نقش پاے بارانم
ذرۂ دشت و گردشیدانم | راہ گم کردہ دربیابانم
یا حبیب الالہ خذ بیدی | یا العجزی سواک مستندی
ظلمت دہر چون صف مژگان | نور چون چشم سرنگین بمیان
لِمَنِ الملک گفتہ را بزبان | این مناجات بر لب ایمان
یا حبیب الالہ خذ بیدی | یا العجزی سواک مستندی
رہ رحم از تن جدا و تن ز توان | سینہ پر یاس و یاس بے پایان
جانِ من بر لب ست و لب بفغان | دل پر از درد و درد بے درمان
یا حبیب الالہ خذ بیدی | یا العجزی سواک مستندی
ناکسان بے سبب مرا دشمن [۱] | ہمہ خود آشنا خدا دشمن
دوستان سنگدل وفا دشمن | جملہ محسن کشش آشنا دشمن
یا حبیب الالہ خذ بیدی | یا العجزی سواک مستندی

[۱] خدا دشمن ترکیب مقلوب یعنی دشمن خدا۔

غزلیات

ابتدائی غزلین کہین جمع نہین ہوئین مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین جو غزلین او راشعار ملے وہ درج کیے جاتے ہین۔

ہر عیان جلوہ بتون مین بھی خدا کے نور کا
زاہد آنکھون مین لگائے سرمہ سنگ طور کا

سر جھکائے ہم ہین وہ تلوار کو کھینچے ہوے
یہ نیاز عاجز اور وہ ناز ہے مغرور کا

شیشیون کی کتنی خاطر کی خدا نے حشر مین
جرم ٹھہرا ٹوٹ جانا شیشۂ انگور کا

جب اٹھائین اسقدر دور فلک کی سختیان
حوصلہ پتھر ہو محسن دل سے چکنا چور کا

دیگر

نجات مح پیمبر کی آبرو سے ہو
نماز صبح قیامت اسی وضو سے ہو

تلاش کرتے ہو کیون حسن پاک کی تشبیہ
پڑھو نہ سورۂ یوسف اگر وضو سے ہو

زہے حیات کہ ہم معنے فنا فی اللہ سے [ف١]
زہے وفات کہ تاریخ لفظ ہو سے ہو

کہو کہ قدسیون کی بزم پاک مین محسن
پڑھے یہ نظم عطارد اگر وضو سے ہو

دیگر

خیال یار رہے دل اگر نہو نہ سہی
نہ جائے زلف کا سودا جو سر نہو نہ سہی

نبی کے صدقہ مین محسن ملے قصور مین حور
ہمارے عیب غضب مین ہنر نہو نہ سہی

دیگر

آنکھ پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر [ف٢]
ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہو کر

ف ١ سنہ ١١ ہجری مین وفات حضرت سرور کائنات صلعم کی ہوئی ہے

ف ٢ شعرا نے چشم کو ہندو اور ابرو کو کعبہ سے تشبیہ دی ہے۔

شب کو یہ جذب محبت کا تماشہ دیکھا
شمع پروانہ کے ساتھ اڑ گئی جگنو ہو کر
دیکھکر آنکھوں کو بھرتا ہوں میں دم زلفوں کا
کالے کوسوں گئیں آہیں مری آہو ہو کر
رو کے دھو ڈالیے سب نامۂ اعمال اپنا
چشم رحمت میں گزر کیجیے آنسو ہو کر
تالیاں سنکے دم رقص بجائیں محسن
زہرۂ چرخ گری فرش پہ جگنو ہو کر

دیگر

مبارک میکشو کس دھوم سے شورش ہے بادل کی
خدا حافظ ہے توبہ کا صراحی بیطرح چھلکی
بھلا محسن ہمارا دردسر ہونا نہو کیونکر
کہ آج اغیار کے ہاتھوں سے بوتی ہے صندل کی

دیگر

ہم آب زندگی سے گھاٹ پر تلوار کے اترے
حباب آسا ہمیں کشتی ملی ہے وہ بھی پانی کی
جو منہ دیکھی ہوئی کہتے تھے منہ تکنے لگے میرا
جو میں نے انکے منہ پر گفتگو کی بیدہانی کی
کہا قاصد سے کہدینا نہ لکھیں خط کبھی ہرگز
بحمد اللہ کہ نکلی رسم پیغام زبانی کی
سنا ہے محتسب بھی تاک میں ہے دختر رز کی
الٰہی رکھ لے تو حرمت شراب ارغوانی کی

دیگر

کھولی گرہ جبین کی نہ ابروے یار نے
مشکل کشائی چھوڑ دی اب ذوالفقار نے
معدوم محض تھا کمر یار کا نشان
موہوم کر دیا مرے اشکوں کے تار نے
جیتے تو ہٹتے پاؤں نہ بتخانے سے مگر
دھوکا دیا زمانۂ ناپائدار نے

دیگر

رو برو جسکے تو آئے اسے سکتا ہو جائے
نقش دیوار ترا آئینہ خانا ہو جائے
اے بتو مجھسے نہ بگڑو جو خدا بنتے ہو
کہیں بندا ابھی نہ اللہ کا بندا ہو جائے
کون نظروں میں سمایا کہ مرا مردم چشم
سب حسینوں سے یہ کہتا ہے کہ پردا ہو جائے
خواب میں مجکو ملی دولت بیدار وصال
آج اے سیم الٰہی مرا سونا ہو جائے

نہ کہو مجھ سے وہ آتے ہین عیادت کیلیے — دل بیمار نراس ہو کے ہین اچھا ہو جائے
رات ابھی دوڑتی آئے جو کرو وعدہ وصل — کہیے تو چار گھڑی دن سے اندھیرا ہو جائے

دیگر

نہ لگے تجھکو نظر اے قد رعنا والے — بے طرح گھورتے ہین عالم بالا والے
تجھپہ کرتے ہین فدا دین کو دنیا والے — صدق دل سے کلمہ پڑھتے ہین مولا والے
تجھپہ غش کرتے ہین ہزارون رخ زیبا والے — نئے جنجال مین ہین زلف چلیپا والے
ابھی دیکھے ہی نہین قامت رعنا والے — بہت اونچے نہ بڑھین سدرہ و طوبے والے
دل بیمار کوئی دم مین فنا ہوتا ہے — میرے پہلو سے نہ اٹھین دم عیسے والے
دام مین یار کے ہین دیدہ و دانستہ پھنسا — مجکو نادان نہ سمجھین دل دانا والے
قطرہ قطرہ مین مرے اشک کی مواجی ہے — مجھسے کیا آنکھ ملائین لب دریا والے
ہر قدم پر رہ الفت مین اندھیر اگھپ ہے — ہاتھ مین چاہیئے مشعل ید بیضا والے
عشق بے پردہ محبت سے دکھاتا ہے چراغ — راہ بھولین نہ کہین وادی موسے والے
یار کی باغ مین آمد ہے گھٹا چھائی ہے — کہو تیار رہین ساغر و مینا والے
میکدے بستے رہین پیر مغان کی ہو خیر — یارب آباد رہین ساغر و مینا والے
مے سے کیون پیر مغان بوے ریا آتی ہے — معتکف کیا ہوے میخانہ مین تقوی والے
سوچتے سوچتے جب صف ہین تک تو بچی — چیستان کہنے لگے فکر سراپا والے
مال کیا چیز ہے تیری تو خریداری مین — جان دینگے سر بازار زلیخا والے
بے زبان بھیجے جو بھیجے کبھی تم نے قاصد — خط لکھا ٹھئے تو بلا کر خط طغرا والے
دوستو میکدہ مجھ سے بڑی ساعت چھوٹا — حشر مین بھی نہ ملے ساغر و مینا والے
آپ کیون حشر مین پھرتے ہین بھٹکتے محسن — چلیے بیٹھے ہین جہان قرب بطحا والے

دیگر

خدا نے تِل کیا پیدا لبِ رنگین جانان پر
تو گویا ہیں حجرہ کا آتش لعلِ بدخشان پر

بہار آئی ہی رنگینی برستی ہی گلستان پر
رکھا کیون غنچہ دیوان حافظ طاق نسیان پر

ہم آخر جان دے بیٹھے لب جانبخش جانان پر
ہمارا مردہ دیکھو تیرتا ہے آب حیوان پر

بروز امتحان کیا دیکھیے آفت برستی ہے
غضب کا ابر اُٹھا ہی آئی شمشیر بُران پر

محبت کی دوڑ دھوپ آخر کو فیض ناتوانی ہی
چڑھا محسن مین سایہ بنکے بام قصر جانان پر

دیگر

اک آفت جان تری ادا ہی
عاشق کو قضا کا سامنا ہے

بادل ہی سو گرج رہا ہے
طوطی مستون کا بولتا ہے

مژگان صنم کا دھیان کیا ہی
دل مین کانٹا کھٹک رہا ہے

صاحب غیرون سے جی خفا ہی
اور کیا مجھے آپ سے گلا ہے

فرہاد نہ پوچھ سختی ہجر
دن آج پہاڑ سا کٹا ہے

لیلی کو پکارتا ہے بن مین
مجنون تجھے کیا جنون ہوا ہے

ہون محو خیال قامت یار
کیا اپنا بلند حوصلا ہے

دل نے ترے نقطہ دہن کو
جب سے دیکھا ہی مٹ گیا ہے

بشکل تصویر ہی جو خاموش
کچھ آج بھی وہ کھنچا ہوا ہے

اک آن ہو حسین وہ حسین ہی
یوسف ہونے کی قید کیا ہے

دامن سے وہ پونچھتا ہی آنسو
رونے کا کچھ آج ہی مزا ہے

محسن کو واعظو نہ چھیڑو
اچھا ہے جو کچھ برا بھلا ہے

دیگر

دشمن و دوست پہ شمشیر جفا چلتی ہی
آج کچھ اور ہی مقتل مین ہوا چلتی ہی

گل و بلبل کو لیے ساتھ صبا چلتی ہی
کچھ عجب رنگ کی گلشن مین ہوا چلتی ہی

نوک مژگان کے تصور نے یہ کانٹے بوئے — کہ چھری آج میان شہدا چلتی ہی
جھلملاتی نظر آتی ہے مجھے شمع حیات — صبح پیری ہی عیان بادِ فنا چلتی ہی
اے مسیحا ترے بیمار کی یہ حالت ہی — نہ دوا چلتی ہی اسیر نہ دعا چلتی ہی
حشر مین آئے عبث چھوڑ کے تہ خانۂ قبر — کیا خبر تھی کہ ابھی گرم ہوا چلتی ہی
کیون نکلتے ہو ابھی کنج لحد سے محسن — حشر کا دن ہی بہت گرم ہوا چلتی ہی

دیگر

مرتے دم تک انتظار دلبرِ رعنا رہا — دیر تک آنکھون مین وقتِ نزع دم اٹکا رہا
اے فلک ہم نے تجھے تھاما ستون آہ بسر — پر ہمیشہ سے ترا محسن کشی شیوا رہا

دیگر

کرشمہ خون بہا ٹھہرا شہیدِ ناز ابرو کا — یہ مضمون ہی براتِ عاشقان بر شاخ آہو کا
تماشا اُسکے چہرے مین ہی چشم و خال و ابرو کا — حرم مین ہی مکان صیاد کا کعبہ مین ہندو کا
مسلمان ہون قسم کھاتا ہون چشم و روئے جانان کی — کہ قرآن مین لکھا دیکھا ہی مینے حرف جادو کا
گلے تک سیل اشک آ کر ہمین آخر کو لے ڈوبا — چڑھانا دوش پر لازم نہ تھا اس طفل بدخو کا
شرارِ آتش دوزخ سے کیا کھٹکا مجھے محسن — ہی نقش مصحف روئے صنم تعویذ بازو کا

دیگر

کسی کو منزل دلبر کا راستا نہ ملا — ہزارون کھو گئے اس راہ مین پتا نہ ملا
عمل ہزارون پڑھے نقش سیکڑون لکھے — کوئی بھی یار کے ملنے کا ٹوٹکا نہ ملا
نہ دین کے ہوئے محسن ہم اور نہ دنیا کے — بتون سے ہم نہ ملے اور ہمین خدا نہ ملا

دیگر

کھلے تھے لب نہ ابھی نالہ و فغان کیلیے — کہ مانگی خیر فرشتون نے آسمان کیلیے
فلک سے گزری گئی سیرِ لامکان کیلیے — اب آگے جاتی ہی آہ رسا کہان کیلیے

کھلے نہ بھتے لب بلبل ابھی فغان کیلیے — کہ سر جھکانے لگی شاخ گل خزان کیلیے

صنم کدہ سے اُٹھون زاہد جنان کیلیے — کہان سے مجکو اُٹھاتے ہو تم کہان کیلیے

تڑپ تڑپ کے تو پہونچا ہون کوی ابرک — یہان سے اے طپش دل اُٹھون کہان کیلیے

سواد نجد نہ صحراے بے ستون چھوڑا — ہمارے شوق نے بھٹکے کہان کہان کیلیے

شب فراق نہ ہو روز انتظار نہ ہو — تو ہم بھی فکر کرین عمر جاودان کیلیے

قفس مین بیٹھے یہ سوجھی کہ آتش دل سے — لیے چلو کوئی چنگاری آشیان کیلیے

قضا نے کس لیے فرہاد و قیس کو چھیڑا — مجھی کو پہلے بلانا تھا امتحان کیلیے

ہر جی مین لکھیے وہ افشان یار کی تعریف — نہ چھوڑیے کوئی مضمون کہکشان کیلیے

بہار آئی یہ نشو و نما کا عالم ہے — کہ بلبلون نے سبق گل سے گلستان کیلیے

غزل سرائی رندانہ ہو چکی یارو — کھلین گے لب کے اب دلربا بیان کیلیے

ازل مین جب ہوئین تقسیم نعمتین محسن — کلام نعتیہ رکھا مری زبان کیلیے

غزل نعت

سخن کو رتبہ ملا ہے مری زبان کیلیے — زبان ملی ہے مجھے نعت کے بیان کیلیے

زمین بنائی گئی کسکی آستان کیلیے — کہ لامکان بھی اُٹھا سر قدمکان کیلیے

ترے زمانے کے باعث زمین کی رونق — ملا زمین کو رتبہ ترے زمان کیلیے

ازل مین چُن لیے خالق نے رنگ رنگ کے دُر — بجاے لعل و گہر تیرے ارمغان کیلیے

کمال اپنا دیا تیرے بدر عارض کو — کلام اپنا اُتارا تری زبان کیلیے

اُٹھائے آپ کی شاہنشہی کا بار شکوہ — یہ ظرف تھی الٰہی زمان کے لیے مکان کیلیے

تو مصر منزل مقصد کا سعد اکبر ہے — جو مشتری مہ کنعان بہا کادان کیلیے

نکالے ڈوبے ہوئے بیڑے دین کے اور نوح — سے تھے ناخدا فقط اک کشتی روان کیلیے

لکھا قلم نے یہ پڑھکر درود کرسی پر — مجھی لیے ہے یہ کرسی خواندہ مہمان کیلیے

بنی ہے نار ترے دشمنون کے جلنے کو — بہشت وقف ترے عیش جاودان کیلیے

چمک گئی ترے باروں سے منزل توحید | یہ چار اسکے بنائے ہیں لامکان کیلیے
احد کے پہلو میں کیا کہ رہا ہے نقطۂ میم | بلا و قدسیونکو حل چیستان کیلیے
دکھائی خانۂ تنزیہہ حق نے تیری شبیہ | جو بے نشانونکو خواہش ہوئی نشان کیلیے
تھی خوش نصیبی عرش برین شب معراج | کہ اپنے سر پہ قدم شاہ مرسلان کیلیے
ہزار رشک کرے لیکن ایسی رفعت کی | تھی سرنوشت کمان فرق فرقدان کیلیے
نہ دی کبھی ترے عارض کو مہر سے تشبیہ | رہا یہ داغ قیامت تک آسمان کیلیے
سوائے آئینۂ جلوۂ شہ لولاک | نہ تھا محل کوئی تصویر کن فکان کیلیے
نہ تھا بجز قد بالا سے سرو عالم | جو کوئی تیر تھا قوسین کی کمان کیلیے
نزول نسخۂ پاکیزۂ کلام مجید | ترے عروج ترے عہد کے بیان کیلیے
عجب نہیں جو کہے تیرے فرش کو کوئی عرش | کہ لامکان کا شرف ہے ترے مکان کیلیے
ترا ظہور ہوا جب قریب بولا کفر | حمل میں آیا ہے سورج مری خزان کیلیے
بہار بڑھ گئی حضرت کے جان نثار نے | اسی چمن سے قلم لگئی جنان کیلیے
کریگا کیا تری توصیف کلک منشی چرخ | زبان چاہیے منہ چاہیے بیان کیلیے
خدا کے سامنے محسن پڑھونگا صفت نبی | سجے ہیں جھاڑ یہ یا تونے لامکان کیلیے

دیگر

حالت ہو جیسے مرے شیب شباب کی | دکھلا دو ہمیں بھی عالم غفلت کے خواب کی
بھیگے عرق فشان پہ ہے سرخی شراب کی | شبنم سے ہے گلی ہوئی لو آفتاب کی
نار نفس نے دی ہیں خبریں اضطراب کی | اللہ خیر ہو دل خانہ خراب کی
شہر گناہ شکل مٹا دے عذاب کی | اے طفل اشک عمر ہی فرد حساب کی
برباد کی امنگ ہمارے شباب کی | مٹی خراب کی دل خانہ خراب کی
چھونے نہ پائی خشک بھی تر دامنی مری | محشر میں دھوپ ڈھلنے لگی آفتاب کی

دفتر کھلا جو میرے گناہوں کا صبحدم — دیکھا تو شام ہوگئی روز حساب کی

اُنکو کبھی خیال ہو میرا یہ وہم ہے — جاگیں مرے نصیب یہ باتیں ہیں خواب کی

دم توڑنے لگا جو ترا مست چشم ناز — رضوان نے روح کھینچ کے بھیجی شراب کی

میدان حشر میں سبئے رندان تشنہ کام — پیر مغان سبیل لگا دے شراب کی

دیکھے گئے جو میرے گناہان بیحساب — بخشش مرے خدا نے مری بیحساب کی

ہر جرعہ کو تولے رہیں مردمان چشم — کہہ دو کہاں ہے دلِ خانہ خراب کی

حالت تباہ کسکی ہے دورِ حضور میں — ایمان کی عقل کی دل خانہ خراب کی

دین سے مٹا دیا مجھے دنیا سے کھو دیا — ہیں سب غرابیان دل خانہ خراب کی

کیں تونے ابتدا میں غضب کی لگاوٹیں — عادت خراب کی دل خانہ خراب کی

ہر بھول کسکی عشق میں از خود فراموشی — یادش بخیر اس دلِ خانہ خراب کی

دھبا لگا کفن کو مرے جسم زار سے — گاڑا انہے مجھے زمین کی مٹی خراب کی

کیا قہر ہے چھڑا اسکے گلستان میکدہ — لائے بہشت میں مری مٹی خراب کی

رسوا کیا مرا غم دل فاش کر دیا — طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی

اے یار تو نے بزم میں غیروں کے سامنے — چھینٹے تہیں دیے مری مٹی خراب کی

پھرتا رہا جو ناقہ لیلیٰ ادھر اُدھر — دست جنون میں قیس کی مٹی خراب کی

سُرخی کہاں کے خون شہیدان عشق کی — اے آسمان زمین کی مٹی خراب کی

مضمون نعت میں پڑھو محسن کوئی غزل — کیوں گلزمین شعر کی مٹی خراب کی

اُٹھتی ہے لامکان سے جو چلمن حجاب کی — آمد ہے کس پیمبر عالی جناب کی

مصحف کا ایک صفحہ جبین ہے جناب کی — تقریظ حق نے لکھی ہے اپنی کتاب کی

یا ایھا النبی علی وجہک السلام — سُرخی کتابیں میں ہے ہر ایک باب کی

سب چلنے لگی ہوائے شفاعت جو تیز تیز — آتش نہ کیوں سنے مری مٹی خراب کی

ارواح انبیا کو وہ نسبت ہی تیرے ساتھ — جو نسبت آفتاب سے ہی ماہتاب کی
وہ آنکھ پھوٹے جسکو دکھائی نہ دے خدا — جب یاد آئے سرور عالی جناب کی
جسمین نہو محبت محبوب حق کا گھر — مٹی خراب اُس دل خانہ خراب کی
پہونچے فلک پہ تیرے قدم کے مٹے ہوے — ذرّون کو سے اڑی ہی ہوا آفتاب کی
بالاے ہفت چرخ ہے محبوب حق کا نور — ہی لامکان مین دھوپ اسی آفتاب کی
تا حشر تیری مدح سے ہو میری آبرو — اشراق اسی وضو سے ہو روز حساب کی
مقصود آفرینش محبوب کبریا — کیا بات ہی جناب رسالت مآب کی
پہلے پڑھا سوال نکیرین سے درود — کیا بات ہی مرے دل خانہ خراب کی
یارب ہو خاتمہ مرا حضرت کے نام پر — بس یہ اخیر فصل ہی میری کتاب کی
محسن کی التجا ہی فنا فی الرسول ہو — اے بحر فیض لے خبر اپنے حباب کی

دیگر

دوڑی ہے کسی جلوہ گہ ناز و ادا مین — ملنے کی سکت اب نہین باقی ہی قضا مین
شیشے سے نکل رند مے آشام ہین بیچین — غمزے نہ کر اے دختر رز ایسی گھٹا مین
گل سنتے ہین گلزار مین آمد جو خزان کی — کیا چھپتے ہوے پھرتے ہین دامان صبا مین
شرمائی ہوئی آنکھ کی چتون ہی قیامت — شوخی کی جھلک پھر ہی انداز حیا مین
محشر مین دل غمزدہ کی قدر کھلے گی — اس مال کے دام اٹھین گے بازار جزا مین
اے شوق سنبھل چوٹ چلا چاہتی ہی اب — میرے دل پرخون مین تھے رنگ حنا مین
محسن شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے — کیا راز و نیاز آج ہی بندہ مین خدا مین

دیگر

کیا خزان ہی گلشن امید پہ چھائی ہوئی — نرگس چشم تصور تک ہی کملائی ہوئی
ہون وہ افسردہ کسی گل پیرہن کے ہجر مین — سیر دامن تک کی کلیان بھی ہین مرجھائی ہوئی

یاد ہے کیف خماری نے کیا مستونکو چور
ساغر مے وہ جما ہی خم وہ انگڑائی ہوئی

سادگی کی قدر کچھ عہدِ جوانی نے نہ کی
جو اُمنگ آئی طرفدارِ خود آرائی ہوئی

رفتہ رفتہ یہ بڑھا ہی اُسکو عاشق سی حجاب
یاد بھی اب دلمین آتی ہی تو شرمائی ہوئی

جانگر کشتہ مجھے اس شرمگین کی شرم کا
تیغ بھی چلتی ہی گردن پر تو شرمائی ہوئی

اِس غزل کہنے مین ہی تعمیل ارشادِ امیر
بعد مدت آج محسن خامہ فرسائی ہوئی

نظم دل افسردہ

ہی منزل اک مہ کنعان کی قلب زار و مضطر مین
یہ مہمانِ عزیز اُترا ہی کس اُجڑے ہوے گھر مین

نہ کوئی پوچھتا ہی اور نہ ذکر اسکا ہی دفتر مین
بڑا دیوانہ ہی محسن کہان آیا ہی محشر مین

نہی الفت کا مٹھا درد ہو تقسیم اعضا مین
کہ بسم اللہ طفلِ اشک کی ہی دیدۂ تر مین

وصال و ہجر مین ہی بیقراری ایک حالت پر
نہین کیا اک گھڑی کا چین بھی میرے مقدر مین

خدا کے واسطے اے قیس کیون مجکو ستاتا ہی
نہ کہنا تھا کہ ہی کچھ کچھ مروت میرے دلبر مین

شب ہجران الٰہی آج بھی کیا طے نہین ہوگی
اندھیرا چھا گیا وقتِ نمازِ صبح محشر مین

جگہ دے مجکو میرے دلربا کے غنچۂ دلمین
بہار اب کی برس رکھے مجھے زندانِ دیگر مین

یہ شمشیر ابرو بسملون نے سر جھکائے ہین
ہماری بندگی کا سجدہ ہی محراب دیگر مین

کھبی ہی شکل موزون تیری ہر آئینۂ دلمین
ہر اک مصرع ترے قد کا ہزارون بحر کی بر مین

اُچٹنا خواب غفلت کا ہی آسان پر یہ مشکل ہی
کہ رحمت کا بھروسہ مجکو چھینٹے دے نہ محشر مین

عوض مین غمزے کے دنیا کرشمے کے عوض عقبیٰ
لگا ہی ٹھیکا اُنکی نرخنامہ یار کے در مین

ہی جی مین اِس غزل کی بحر مین بھردیجیے گوہر
کہ تاب جلوۂ حسن بتان ہو آب دیگر مین

زمین شعر پر اعلیٰ مضامین عرش اعظم سے
چلے آتے ہین شوق مصرف نعت پیمبر مین

حسد کیون لامکان پر ہی آزادی افکار محسن کا
کسی دن معرکہ ہوگا عطارد مین سخنور مین

ہوا عالم معنبر صبح میلاد پیمبر مین　　بسا ہی نالۂ جانسوز بلبل تک گل تر مین

بہار آئی ہی شب سکر دیار خلد و کوثر مین　　ابد تک اب خزان سوتی رہی پھولونکی چادر مین

بھری ہی شوکت شاہنشہی اللہ اکبر مین　　اذان کی پنج نوبت بج رہی ہی ہفت کشور مین

نبوت کا تجمل اصطفا کی مسند آرائی　　فلک کی ہفت اقلیم اور زمین کے ہفت کشور مین

شجاعت کا صلحنامہ نہان ہی جین ابر مین　　سخاوت کا خزانہ ہی نگاہ بندہ پرور مین

میان بدر شمشیر ہلالی اسقدر چمکی　　کہ اب تک چاندنی پھیلی ہوئی ہی ہفت کشور مین

ہوا ہی اللہ اللہ مطلع انوار محبوبی　　شرف کی پہلی منزل تھی بنی ہاشم کے اختر مین

بھرا علم لدنی حق نے سینے کے سفینے مین　　کہ لہرین لے رہی ہی بحر مواج آپ کی بر مین

عیان فرما کے نور علمک مالم تکن تعلم　　کلام پاک کے تارے اُتارے قلب انور مین

عبادت پھولتی پھلتی رہی ہی ذات مقدس سے　　ریاضت باغ باغ آکر ہوئی پاکیزہ پیکر مین

طواف اپنا کرے کعبہ یقین ہی اس سعادت سے　　کہ خطبہ تھا شہ کونین کا قد برمنبر مین

نگاہین مہر طلعت کے مقابل خیرہ ہو جاتین　　شب معراج اگر کاجل نہوتی چشم اختر مین

پڑھا ہاتف نے بسم اللہ سبحان الذی اسریٰ　　جب آیا خانۂ زین براق برق پیکر مین

فلک نے آبرو پائی جو چتر فرق عالی کی　　دُر شہوار انجم ہو گئے داخل نچھاور مین

باستقبال آیا مرحبا ہے آدم و عیسیٰ علیہ السلام　　جو پہونچا خدمت الاب رعالی برادر مین

ید بیضا چراغ طور سے روشن کیے دستی [1]　　کہ سجدے مین جھکا ہوگا اندھیرا راستہ بھر مین

دعا یوسف کی لے ہر دلعزیز انجم بقربانت　　رہے پیراہن محبوبی خالق ترے بر مین

قلم ادریس کا مدحت نگار طلعت قدسی　　کہ ساتون باب چھٹک آئے اُسکے جسم اطہر مین

لئے شکر یہ مین اُس بت شکن کو خوان صحت نعمت　　یہ مہمانی ہوئی باغ خلیل ان کے زر مین

جوان ہاشمی کس شان سے بالائے عرش آیا　　کہ آئی ہفت پشت آسمان پیر چکر مین

---

[1] دستی مشعل کو کہتے ہین۔

وہ دن جلد آئے یارب ہو تنبیش اعمال سے کے
قریب عرش کرسی ہو تری دربار داور مین

گنہگاران اُمت کی صفائی کی شہادت کو
تری چشم عنایت مہر ہو ہر ایک محضر مین

کہا یہ پہلے پوچھے جائین جب سرکار محشر مین
ندامت سے صفایہ منہ چھپا لین اپنا محشر مین

معافی کی ملے جاگیر مجکو ایسی حالت مین
کہ دیگر عرضیان بے حکم سے داخل ہون دفتر مین

عجب کیا گر کہین حضرت نے اُمت کی حفاظت کا
مچایا کہ لیلیا دوزخ کے کارندون نے نشتر مین

کراما کاتبین امید تشریف شفاعت مین
کہ دین لکھدین نام اپنا گنہگارونکے دفتر مین

غرض ہر جا شفیع و رحمۃ للعالمین تو ہے
زمین مین آسمان مین جنت الماوی مین محشر مین

نہین ممکن کبھی تیرے مدائح سو مین دس لکھنا
جو کلک دو زبان ہو دہ زبان دست سخنور مین

ذ تیری مدح بس ہے جو لکھی خامہ نے قدرت کے
نبوت کے صحائف مین خداوندی کے دفتر مین

سخن یارب مرے دلکی تڑپ کے ساتھ حاضر ہو
سند لینے کو سرکار قبول خاص داور مین

رہے پہنے ہوے قرآن کا جامہ سخن میرا
کوئی حرف غلط آئے نہ سہواً میرے دفتر مین

لکھے کلک رضا سے کاتب اعمال نقل اسکی
مرے انفاس کا ڈورا لگا کر اپنے مسطر مین

یہ نعت تازہ سنکر عندلیب شاخ طوبیٰ تک
کہے کیا خوب طوطی بولتا ہے باغ سُسر مین

اسی در کی گدائی سد اسکندر ہو ہمت کو
نہ جاؤن مین کبھی دربار کسریٰ مین نہ قیصر مین

سمایا ہو خیال دلربا ہر لحظہ و ہر دم
کہ میری جان آنکھون سے چلے اللہ کے گھر مین

نکیر و منکر آئین قبر مین میری یہی کہتے
کہ سو آرام سے یاد خدا حُب پیمبر مین

لگا دین خاک پا ممدوح کی مداح کے منہ مین
تیمم کرکے داخل ہون نماز صبح محشر مین

سفارش نامہ ہو مولا کا اس دست شکستہ مین
پکارین جب مجھے سرکار عالیجاہ داور مین

درود غیر محدود آپ کی روح معظم پر
تسلسل رشتہ ہے جب تک ابد کے سلک گوہر مین

سلام غیر محدود آل و اصحاب مکرم پر
دوام عیش ہے جبتک بہشت روح پرور مین

فلک کو عرش پر تھا ناز تقدیم قدمبوسی
مگر دیکھا تو کعبہ چھپ چکا تھا پہلے منبر مین

کلید باب جنت نذر کی سلطان عالم کے
مسہری پھولوں کی مہکا کرے رضوان کے گھر مین

نہ کیون صد ادب پر ختم ہو جبریل کی عرضی
کہ شمع قرب نے تاثیر کی پروانہ کے پر مین

بقرب قاب قوسین آپ پہونچے تو نہ تھا باقی
پر یک تیر کا پلہ کیا ترکش اور کمانگر مین

تعجب کیا معما کھل گیا گر میم احمد کا
کہ ہے نیرنگ بیرنگی ہمیشہ رنگ نے گر مین

خدا کا نام حق ہے مصطفےٰ اسکا نام بھی حق ہے
نہان ہے سر حقیقت ہی مجاز ذات اطہر مین

گھر اسکا کعبہ اور اللہ اسکے کعبۂ دل مین
خدا ہی اسکے گھر مین اور وہ سب کے خدا پاک کے گھر مین

پڑھون اک قطعہ پر نور جسکا مطلع روشن
لکھین لوح بیاض آفتاب صبح محشر مین

ق

اٹھینگی انگلیان کلمے کی تیری سمت محشر مین
جو پہونچینگے ہے کسکا دخل آج اللہ کے گھر مین

ترا اسم گرامی زیر بسم اللہ عنوان مین
ازل کے ہر صحیفے مین ابد کے ہر سطر مین

ترے انوار کا پرتو مہ کنعان کے نقشہ مین
تن بے سایہ کی تصویر عکسی مہر خاور مین

حسب مین اور نسب مین اور شرافت اور کرامت مین
نہ تیرا مثل مظہر مین نہ تیرا مثل مضمر مین

دل بیدار کا مانند ظاہر مین نہ باطن مین
ضمیر پاک کا ثانی نہ مظہر مین نہ مضمر مین

ترے ہی نور سے نکلے زمین و آسمان بیشک
نہان تھے ماضی و مستقبل و حال ایک مصدر مین

دم شمشیر ہو سی تیرے اصحاب اکرم مین
کمال آل ابراہیم تیری آل اطہر مین

وفا و ہیبت ہارون ہے عباس رضؓ حمزہ رضؓ مین
جلال تیغ یوشع تیغ سلمان رضؓ و ابوذر مین

تری نسبت سے حسن یوسفی و صبر ایوبیؑ
گل اندامان جنت سبط اکبر سبط اصغر مین

رہ جنت ملی ہے آکے تیرے آستانے سے
شمیم خلد کوچہ کی نسیم روح پرور مین

تو وہ کوکب ہے جسکا لامکان تک نور پھیلا ہے
نہین ہے اس شرف کا کوئی تارا آسمان بھر مین

نہین ہے اور نہوگی اور کے طالع مین قسمت مین
جو تیری منزلت جو قدر ہے سرکار داور مین

انیس آخرت

ازل سے ہے عشق حسن کے نشان کے روئے تاباں کا ‫—‬ لیے صد فتنہ محشر ہوا مہمان دلِ جان کا

منادی ہو گئی ناکا کھلا ہے شہر جانان کا ‫—‬ مگر جو آئے آگ چھپا پہ لیے خونِ رگ جان کا

یہ وہ مقتل ہے جسمین اہل دل مرتے ہین مرنے پر ‫—‬ نکلنا جان ہی کا ہے نکلنا پوسے ارمان کا

نمک پرورد ہے ہر زخم دل ذوق شہادت کا ‫—‬ کہو چھیڑے نہ شورِ حشر ذاکر اپنے نمکدان کا

خداوندا بڑے اس سرزمین کی ہر قدم زد لست ‫—‬ خزانہ ہو ہر اک ویرانہ مین گنج شہیدان کا

مشیر خاص شاہ عشق کا ہے دردِ بے درمان ‫—‬ روان ہے سکۂ قلب بیقرار و چشم گریان کا

قطعات مین نظام الملک والملت ہے ناکامی ‫—‬ دبیر الدولہ اسکے خالصہ مین داغ حرمان کا

ہزارون مثل قیس و کوہکن ہین سربکف حاضر ‫—‬ اجارہ کیا انہین دو کوہ کو و بیابان کا

دل پرسوز بسمل شمع ہے دیوان والا کی ‫—‬ کنول خوش رنگ زیب بزم ہے خون شہیدان کا

کرامت آپکی لطف و نوازش کی ہے زہر ملی ‫—‬ زمرد ہے نگینہ خاتم دست سلیمان کا

ہے ہو حق عاشقونکے بوسے پر آہ و زاری کا ‫—‬ نہین نالون سے خالی کوئی گوشہ نیستان کا

نہین آسان اٹھانا عشق کی جو مین دل جانبر ‫—‬ کلیجا ہاتھ بھر کا لائے جو ہو مرد میدان کا

ہے ادنی کام دل کے ٹکڑے کرنا کاوش غم سے ‫—‬ لٹانا چشم پرخون سے خزانہ لعل مرجان کا

وصال یار مین آنا تصور رنج فرقت کا ‫—‬ ہر اک پہلو مین لبریز کیے ہین درد ہجران کا

ستم محبوب سے ہو جو تو سمجھے مہربانی ہے ‫—‬ چلے سر پر جو آرہ بار ہو گردن پہ احسان کا

خلیل خاص وہ ہے جو بھڑکتی آگ مین گر کر ‫—‬ ہر اک انگارہ کو سمجھے کہ خاکہ ہے گلستان کا

ذبیح اللہ سے یہ قول شاہ مردانہ ہمت کا ‫—‬ جو آئے ڈر کر ہم تک مین ہے شیر اس نیستان کا

انیسی دار الشفا مین ہے یہ نسخہ حفظ صحت کا ‫—‬ کہ صد ہا درد ہون لیکن خیال آئے نہ درمان کا

وفات سے ہفتہ عشرہ پیشتر ایک عزیز نے بذریعہ خط کے خیر و عافیت مزاج دریافت کی تھی اسکے جواب مین قلم سے یہ غزل تحریر فرمایا تھا

بحکم کُنتُ کنزاً مدعا تھا آفرینش سے ۔۔۔ بشان دلربائی بندہ کرنا نوع انسان کا

ملا پہلے شرف سب انبیا کو عشق کامل کا ۔۔۔ کہ اُنکے دیدۂ دل مین بھرا تھا نورِ عرفان کا

انھین مین ایک عند اللہ و لھم و اعلاہم ۔۔۔ عزیزِ حسن و الفت عاشق و محبوب سبحان کا

کیا ہر اک نبی کو اہلِ عرفان اس ہدایت سے ۔۔۔ کہ لوث شرک سے ہو پاک کعبہ ہر دل و جان کا

لیے تکمیلِ مقصد دورِ آخر کے لیے ٹھہرا ۔۔۔ وہ جسکے نام نامی سے ہو سکہ دین و ایمان کا

رہا بالجملہ گو دورِ ہدایت ایک مُدّت تک ۔۔۔ قدم مرکز سے ہٹتا ہی رہا کفار نادان کا

ضلالت روز افزون دیکھکر رضوان ہو حیران ۔۔۔ کہ یہ حالت ہو تو اللہ ہی ہے سیر گلستان کا

تلاش شہ مین پہونچے دیدہ ہاے منتظر دُھر تک ۔۔۔ کھلا اک تختہ گویا لامکان مین نرگستان کا

تقاضاے طلب مین یون ہوا رطب اللسان و کیسے ۔۔۔ گل گلزار قدسی سرو خلعت کے خیابان کا

کہ یارب جلد بھیج اسکو جو اپنے علم و حکمت سے ۔۔۔ کرے نور یقین سے دیدہ بینا ہر دل و جان کا

بفرمانِ قبول دعوت الواح زبرجد نے ۔۔۔ بتایا قرب مقدم درۃ التاج رسولان کا

پکارے چرخ کے چو منزلے سے لین مسیح آخر ۔۔۔ وہ دیکھو قبلہ کے رُخ پر ہلال ابروے ایمان کا

غرض ان مژدہ ہاے جانفزا کے بعد وقت آیا ۔۔۔ ظہورِ مصطفےٰ فخرِ رُسل محبوب یزدان کا

رُخِ پُر نور جسکا مہرِ انورِ صبح قدرت کا ۔۔۔ تن بے سایہ ہی مصداق کامل ظلِ سبحان کا

کہا روح القدس نے النوید اے عالم ہستی ۔۔۔ زمانہ آگیا توحید کے مدت کے ارمان کا

اندھیرا چھا رہا تھا ہر طرف کفر و ضلالت کا ۔۔۔ یہ ہی خورشید ایمان مشرقستان مغربستان کا

تزلزل آگیا نوشیروان کے قصر عالی مین ۔۔۔ مٹے گا نام تک اک روز گبر نا مسلمان کا

صنم مٹی مین ملجائینگے گل آتشکدے ہونگے ۔۔۔ ضلالت روئیگی سر رکھ کے پلہ منہ پہ شیطان کا

کلیدِ رحمتِ حق کا اشارہ ہی کہ کھلجاے ۔۔۔ ادھر باب شفاعت اُسطرف دروازہ غفران کا

پڑھون اب وہ غزل محسن کہ جسکا مطلعِ عالے ۔۔۔ وظیفہ ہو ہر اک قدسی طبیعت اہلِ عرفان کا

۱ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ع

ہی بیرنگی کے آئینہ مین نقشہ شکل انسان کا — تعالی شانہ یہ روپ ہی کس حسن پنہان کا

تو ارد شکل موزون مین سہی مضمون قرآن کا — مگر اللہ رے مطلع ناظم قدرت کے دیوان کا

مورخ اگلے وقتون کا ہی عشق اُسکے کوئی پوچھے — کہ حق کے بعد ازل مین نور تھا اُس روی تابان کا

کہون ایمان کی سو بار اُٹھا لون سر پہ قرآن کو — کوئی ثانی نہ یزدان کا نہ اُس محبوب یزدان کا

وہ زیب عرش عالی ہی وہ شان لایزالی ہی — مثال بے مثالی ہی شرف ہی دین و ایمان کا

صفی اللہ کا پیارا خلیل اللہ کا حامی — لب عیسی کا ہمدم ہمزبان موسی عمران کا

وہ قاتل کفر و ظلمت کا وہ ماحی شرک و بدعت کا — وہ حامی اپنی ملت کا وہ ناسخ دیگر ادیان کا

وہ ہم صورت ہی معنی پرور عالم کی رحمت کا — وہ ہم معنی ہی صورت آفرین کے لطف و احسان کا

خمیدہ نخل اعجاز اُسکے اثمار خوارق سے — رسیدہ میوہ اُسکی تربیت سے زہد و عرفان کا

قدم پہ زیب عرش پاک کا وہ تخت زرین کا — کہان پایہ محمد کا کہان پایہ سلیمان کا

وہ عزت انبیا مین جو مہ تابان کی انجم مین — وہ رتبہ اولیا مین جو رعیت مین ہی سلطان کا

لقب اُمّی و مثل لوح محفوظ اُسکے سینے مین — بھرا علم اولین و آخرین پیدا و پنہان کا

فصاحت کلمہ پڑھتی تھی لب جانبخش حضرت کا — زبان شستہ گویا نسخہ تھا اعجاز قرآن کا

حمایت اہل عالم کی اشارہ عین رحمت کا — شفاعت عاصیون کی اک کرشمہ چشم احسان کا

ہر اک موج اسکے دریاے عطا کی چشمہ کوثر — گل خود رو گلستان کرم مین باغ رضوان کا

شب معراج مین حق نے بلایا اسکو پاس اپنے — کیا سو طرح کا پاس اپنے محبوب اپنے مہمان کا

بٹھایا خلوت تنزیہہ مین اسکو تن تنہا — فرشتہ بھی جہان پہونچے ملائک کا نہ انسان کا

خودی سے بُعد جو پہلے الف کو نون ایمان سے — خدا سے قرب جو پچھلے الف سے نون ایمان کا

خدا جانے حبیب کبریا جانے کہ کیا گذری — ہوا جب سامنا عشق آفرین کے روے تابان کا

الٰہی مجھکو کر ایسا شہید اپنی محبت کا — دعا — کہ ہر نوک مژہ فوارہ ہو خون رگ جان کا

وہ لو حب محمد مصطفی کے گھر کرے دل مین — دو عالم ہو چراغ کشتہ جسکے طاق نسیان کا

اُسی کے صدقے مین کٹجائے آفت دین و دنیا کی	رہے چلنا ہمیں مشکل بہ آسان آسمان کا

مجھے لیجائے یا رب آب و دانہ اسکے قصبہ مین	جہان ہر کھیت کا ہے ہمسر نمونہ باغ رضوان کا

اُسکا شوق اُسکی آرزو ہو وقت مردن تک	رہے تا روز محشر سر پہ سایہ اُسکے دامان کا

مٹادے ہندسے نام و نشان طاعون ملعون کا	کہ یہ کافر ہے دشمن ہر مسلمان نامسلمان کا

قطعاتِ تاریخ

تاریخ گوئی مین جناب والد مرحوم کو ملکہ خاص تھا۔ ایک مرتبہ مسجد دار دروازہ مین پوری مین ایک شب مین قرآن شریف ختم ہوا بعد ختم کے مولوی نصر اللہ خان مصنف نے تاریخ عربی کی فرمایش کی اسی وقت تھوڑی دیر کے بعد فرمایا

خَتمُ المصحف ۱۲۸۹ھ

کاکوری مین خود اپنا کمرہ و حویلی تعمیر کرایا۔ مولوی افضل علی مرحوم نے کہا کہ اس عمارت کا تاریخی نام ہونا چاہیے۔ تھوڑا تامل کر کے فرمایا "غریب خانہ" ۱۲۸۱ھ اسکی تاریخ ہے۔

جناب مولوی امجد علی صاحب حال ڈپٹی کلکٹر پنشنر سے اور جناب والد مرحوم سے لڑکپن سے محبت تھی۔ جناب مولوی صاحب موصوف کا عقد ہوا جناب والد نے تاریخ لکھی۔

مبارک آمد زکدخدائی مے صال امام امجد دمید عید امید زین بہ چار ستون الف دو صد

اس شعر سے کئی طرح تاریخ نکلتی ہے اول صوری چار ستون و الف دو صد دوم مصرع اول سے سنہ ہجری اور مصرع ثانی سے سنہ ہجری برآمد ہوتے ہین سوم مصرع اول و ثانی کے حروف منقوطہ کے اعداد بقاعدہ جمل لینے سے سنہ ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین۔ چہارم مصرع اول کے حروف غیر منقوطہ اور مصرع ثانی کے حروف منقوطہ کے اعداد جمع کیے جائین تو سنہ ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین پنجم مصرع اول کے حروف منقوطہ اور مصرع ثانی کے حروف غیر منقوطہ جمع کیے جائین تو سنہ ۱۲۶۴ھ نکلتے ہین۔

منشی عبد الحمید صاحب نے اپنے بھانجے کی ولادت کی تاریخ اس شعر سے نکالی تھی

شمع بزم آرائے عالم آمد فصل بہار — طالع بیدار عزت نیر برج شرف

اِس شعر مین مصرع اول سے سنہ ہجری اور مصرع ثانی سے سنہ عیسوی اور منقوطہ تمام شعر سے ہجری اور مہملہ تمام شعر سے عیسوی نکلتے ہین۔

مولوی محمد احسن مرحوم مغفور کی بیاض مین ایک نایاب تاریخ عربی دستیاب ہوئی ہے یہ تاریخ سورہ فیل سے نکالی ہے بیاض سے پتہ نہین چلتا کہ کس واقعہ کی نسبت یہ ناز کہی گئی ہے غالبًا غدر کی یادگار ہے۔

وہو ہذا الاولے السنة الہجریہ

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل ای حذف واحد من اعداد اصحب الفیل فبقی ۱۵۲۰۔ الم یجعل کیدہم فی تضلیل حلل کیدہم بلفظین ای کی دوہم وجعل کے فاعل لم یجعل ودہم مرادف عاشر مفعولہ والمراد ان اسقط ۳ من ۲۵۱ فبقی ۲۴۸ وارسل علیہم طیرا ابابیل ای اضعف علی العدد السابق اعداد طیرا ابابیل وہو ۲۶۶ تحصل ۵۱۴ ترمیہم بحجارۃ من سجیل ای زید علیہ عدد حجارۃ من سجیل وہو ۸۰۵ تحصل ۱۳۱۹ فجعلہم کعصف ماکول فحذف ہم ای ۴۵ من المیزان تحصل ۱۲۷۴ھ

الثانیۃ السنۃ الفصلیۃ الہندیہ

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل ای یحذف کل الف یوجد فی اصحب الفیل فبقی عددہ ۲۵۰ الم یجعل کیدہم فی تضلیل کی فاعل لم یجعل ودہم مفعولہ والمراد من دہم عاشر حروف الابجد وہو الیاء ای یحذف عاشر الابجد من ۲۵۰ والمعنی المعمای ان فی الکی حرفان الکاف وہی حادی عشر من الابجد والیاء وہو عاشرہ فیحذف العاشر وعددہ ا فبقی ۲۳۹ ویضاف عدد طیرا ابابیل وحجارۃ من سجیل کما مر لیبلغ ۱۳۱۰ ثم یسقط ہم ای ۴۵ بحکم جعلہم کعصف ماکول فبقی ۱۲۶۵

۱۲۶۵ ف وہو المقصود۔

والثالث سمت بکرماجیت

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل حذف الالفان بحکم الم تر فصا اعدده ۲۵۰ الم یجعل کیدہم نے تضلیل اضیف عاشر کے یعنی ۲ فی تضلیل اغنی ۱۲۷۰ فحصل من میزان الکل ۱۵۲۳ ثم اضیف عدد طیرا ابابیل وعدد حجارة من سجیل بہا، الوقعة فے الحجارة یعنے ۱۰۴ فحصل ۲۱۹۹ ثم اسقط منه عدد ہم د عصف وہو ۲۸۵ بحکم کاف التشبیہ فی فجعل ہم کعصف ماکول فبقی ۱۹۱۴ سمت وہو سنة التاریخ

الرابع السنة المسیحی

الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل حذف الالف یعنی الواحد من اصحب الفیل ثم اخرج عدد ۵ فی الزبر والبینة وہو ۲۵۲ الم یجعل کیدہم فی تضلیل ای اسقط عاشر کی فبقی ۲۷ وصار حاصل المیزان ۱۷۹ ثم زید عدد طیرا ابابیل وحجارة من سجیل فحصل ۱۹۵۳ ثم حذف ہم بالزبر والبینة فحصل ۱۸۵۷ بالزبر والبینة وہو ۷۴

وہو المقصود۔

جب کبھی قطعات تاریخ حضرات شایقین منگاتے جناب والد مرحوم خود اپنے قلم سے لکھکر روانہ فرما دیتے تھے نقل رکھنے کی نوبت نہین آتی تھی۔ اسوجہ سے قطعات تاریخ کے جمع کرنے مین بڑی دقت ہوئی جو قطعات دستیاب ہوے درج کیے جاتے ہین۔

تاریخ اضافۂ دوم منشی جمال الدین حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری

از بہر اضافہ مکرر تاریخ حوالۂ قلم کن
از جسم جمال دین سر ہر گیر ۱۲۶۳ دو بار اضعاف وی رقم کن

تاریخ معافی جرمانۂ شیخ عبد القادر

جرمانہ چو بوجہ بر آمد گفتم ۱۲۶۴ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

تاریخ چاہ و مسجد باغ تعمیر کردہ منشی تاج الدین خان شاہجہانپوری

چون بنا کرد این عمارت شان الانزلت کجکلاہ تارک دنیا و تاج فرق دین
نام ہر یک خامہ ام از بہر تاریخش شمرد چاہ زمزم قبلۂ حاجات فردوس برین

تاریخ روانگی خود از وطن

چون از وطن بستم کمر از بہر تصمیم سفر افتاد اشک چشم من لخت دلم بر ہر قدم
این مصرع پر درد و غم از بہر تاریخش شنو رو کم نمود اندوہ و غم درد و الم رنج و ستم
۱۲۶۶

تاریخ معاملہ کہ تصریحش مناسب نیست[1]

مال مفت و دل بیرحم چو فرمودہ سرش [2] سر بر آورد سنش از زبر دو تنہا

[1] مولوی محمد احسن مرحوم کی بیاض مین بھی اس معاملہ کی تصریح نہین ہی اور راقم حروف تو اسوقت پیدا بھی نہین ہوا تھا لہذا یہ معلوم نہین ہو سکا کہ کس معاملہ کی تاریخ ہی۔

[2] کل اعداد ۱۲۷۷ ہوے جسمین سے اعداد ز یعنی ۷ و با یعنی ۴ کل ۱۱ نکالے ۱۲۶۶ ہوے۔

تاریخ ولادت پسرِ علی حسین خان نواسہ قاضی محمد صادق خان اختر

ساقی اے جانِ دل فدایت — اکسیر نشاط خاکِ پایت
اے چشمِ تو نرگسِ سیہ مست — موسے مژدات پیالہ در دست
گیسوے تو موجِ رنگ و بوہا — ابروے تو حدِ آبروہا
برخیز چو شاخِ لالۂ تر — پُر کن ز شرابِ سرخ ساغر
ہر قطرہ شگوفہ ایست رعنا — برچین از شاخِ سبز مینا
برگیر ز شیشہ ہاے ناب — بشکن سرِ بصبہ ہاے سرخاب
اے مرشدِ خانقاہِ طامات — اے قبلہ و کعبۂ خرابات
عیسےٰ لبِ تست وحیِ منزل — بسم اللہ سرنوشتِ انجیل
ہر کس ز تو در نشست ئشو خواند — الحمد تحیۃ الوضو خواند
از دست تو ہست بادہ خواری — کفارۂ جرمِ روزہ داری
در سینۂ فیض ہا تمتم گیر — در شجرۂ تاک تبسم گیر
از دل بکش اے کشیدہ قامت — اندیشۂ قامت القیامت
مہرِ سرِ شیشہ بشکن آسان — بلقیس طلب کن از سلیمان
خار و خسِ بزمِ آشنائی — بردار ز جامِ کہربائی
گاو رو بشار غم سرِ زشے — مینا اثرے بہار جوشے
رُخ غازہ طراز زعفران زار — لب تشنۂ خندہ ہاے سرشار
از گردشِ چشمِ بادہ سازی — از نقشِ قدم چمن طرازی
گفتا دمِ عیش و شادمانی ست — نوروز بہار جاودانی ست
رخشندہ برآمد آفتابے — از مشرقِ طالعِ خبابے

آن کافسر مہر پروران ست
نامش بہ علی حسین خان ست

لا زال فیوضہ شہیرہ
ما دام الشمس مستنیرہ

شد فصل بہار گلشن دل
آمد صبح شگفتن دل

افزود مسرت والم کاست
بنشست سبو پیالہ برخاست

اندوہ و کدورت از جہان رفت
صاف مے دل بر آسمان رفت

آوردہ بہار فصل دربار
آب حلب و ہواے تاتار

صبح است بہار خندہ ریزی
شام است و ہوای مشکبیزی

اقبال یسار زہد بشکست
قلب نے و مے بہم ببین بست

دادند بعابدان بجور
از پنبہ گوش تار طنبور

مژگان چہ عجب شود رگ چنگ
از پردۂ دیدہ خیزد آہنگ

مے زاہد خشک در سبو کرد
بشکست تیمم و وضو کرد

بزم جوش و خروش گرم ست
ہنگامۂ ناے و نوش گرم ست

مے شد بے شیشہ شیشہ بے مے
نے شد بے نغمہ نغمہ بے نے

صد چادر مہ ز سر کشیدند
تا خیمۂ عیش بر کشیدند

بستند ز مہر و ماہ کاکل
بر دائرۂ فلک جلاجل

خلخال بپاے بستہ زرین
مہ پارۂ مشتری ز پروین

رقاصۂ زہرہ قامت آراست
در انجمن ستارہ برخاست

صد قافلۂ پری ست راہی
از قافت بقلقل صراحی

ہر لب از نغمہ شد نمک سود
عیسے شدہ میہمان داؤد

آرایش خندہ بر جبینہا
چون نقش بکرسی نگینہا

چشم خوابیدہ در تماشا
از پردۂ دیدۂ زلیخا

شیرینی نغمهاے تریافت   نے هم سرو برگ نیشکر یافت

هر موشده تار رشته ساز   از پیکر سرمه خاست آواز

ناخن زده گل بتار سنبل   پر شد رگ گل زخون بلبل

از کثرت جوشش می ناب   عالم شده غرق عالم آب

بودم مثل حباب تنها   لبریز هواے آمد نها

عید ست وزبانه راسرو رست   فکر تاریخ پر ضرورست

احسانے کن زفیض باطن   اے نام و تخلص تو محسن

گفتم چه نوید مژده دادی   درهاے طرب تو بر کشادی

بیهوده ی صبحدم صبوحی   ساقی سقیاً فداک روحی

دل ساغر بے خمار گردید   طبعم صبح بهار گردید

اکنون ایماکن انچه خواهی   آرم بعنایت الٰهی

فرمود که نشه ز معنے   پیمانه دور سال فصلی

گفتم از فیض نور فکرت   ماه تابان اوج حشمت

گفتا که نشد دلم شکیبا   از شمت داشتم هوسها ۱۲۵۵

گفتم که بگیر بهر سمت   خورشید منیر اوج عزت

گفتا این نغمه هم خفی کن   کوکب تانون علیسوی کن ۱۹۰۰

دانی که من از خمار تنگم   سوداے باده فکم

خواندم ترکیب تازه فی الحال   سرو دولت زباغ اقبال ۱۲۱۶

گفتا هوس ست فکر دیگر   در سال هجرت پیمبر

سر برده فرد برنگ خورشید   گفتم گل شاخسار امید

گفتا که هنوز آرزوی ست   درطرز جدید جستجوی ست ۱۲۶۷ھ

خواہم کہ کنی مثال روشن — از بینہ و زبر بیّن

گفتم معراج حسن تقریر — از بدر بنا نزل شرف گیر ۱۲۶۷ھ

گفتا بر فکرت آفرین باد — فیض ازلت در آستین باد

در ساعت نیک ای خوش اختر — نام تاریخیش برآور

گفتم متفراسے اہتمامش — ممتاز حسین خان ست نامش ۱۲۶۷ھ

از برکت اسم فیض معمور — بادا ممتاز بین جمہور

یارب این نور شمع ایجاد — در چشم زمانہ مردمک باد

در محفل نشاتین بادا — کیفیت نشہ اش دوبالا

در بزمگہ ابد بقاش — پیمانہ عمر خضر جامش

سنگ اقبال و دولت او — مانند دو پلۂ ترازو

قطعہ مشتمل بر نام تاریخی فرزند جناب نواب مہدی علیخان رامپوری

جناب آفتاب اوج حشمت — مہ برج شرف مہدی علیخان

خدایش داد فرزند جوان بخت — فروغ دیدہ و دل راحت جان

جبینش مطلع انوار دولت — رخش آئینۂ اقبال تابان

بساز و برگ بہجت بود ہمدوش — بہارستان عشرت کرد سامان

دماغ آرزو زین مژدہ بشگفت — تمنا را چمن شد جیب و دامان

دم صبحے در آمد ہاتف غیب — بعنوان جبین عیش خندان

بگفت اینک چہ خوش فرخندہ نامست — پے تاریخ تاج الدین حسن خان

تاریخ وفات حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ

ہر دل بسمل ز تیغ ہذا بخیال شاہ تراب علی — درد او در لقا و او بلا ز وصال شاہ تراب علی

فتوای بود شریعت ابرهان بود طریقت را
پاک از اثر نفس و شیطان مقبول خداوند سبحان
در دیده تجلی حق هر سو بر لبها نغمهٔ الا هو
شبلی و جنید پاک گهر منصور و شهاب الدین به در
مصروف جهد و ریاضتها یا محو شوق عبادتها
بسم الله نامهٔ عدت ادیباچه صحیفهٔ کثرت ا
برباده لذات جهان بیگانه خواهش آب و نان
مهمانی هر بی برگ و نوا انجاح مراد شاه و گدا
گلدستهٔ باغ رحمت ها لولوی بحر کرامت ها
بیکار عقول اهل بصر عاجز فکر ارباب نظر
انعام ایزد و احسانش با رحمت خاص رضوان
در فکر سال شد به سان حالش محسن از رضوان

اقوال شاه تراب علی افعال شاه تراب علی
هم سنگ جواهر در میزان اعمال شاه تراب علی
خوشحال شاه تراب علی و مآل شاه تراب علی
هم قطب الدین و خنکار امثال شاه تراب علی
هر روز و شب هر ماه هر سال شاه تراب علی
اثبات شاه تراب علی ابطال شاه تراب علی
مشتاق صوم رمضان شوال شاه تراب علی
بیداری همه خلیل خدا از نوال شاه تراب علی
مفتاح گنج عنایتها آمال شاه تراب علی
ناقص در فهم ادراک تسبیر کمال شاه تراب علی
بر جان شاه تراب علی بر آل شاه تراب علی

گفتا که بود گلهای جنان پامال شاه تراب علی
۱۲۷۵ھ

ایضاً

افسوس شاه تراب با محبوب درگه کبریا
همه حق جلال و جمال و همه بدر مهر کمال او
بر داشت از عالم قدم شده شمع انجمن ارم
پی سال رحلتش با خدا دل من گفت شد آشنا

مقبول حضرت مصطفی صلوا علیه و آله
همه نسال و همه جمال احسنت جمیع خصاله
در ظلمت آباد عدم کشف الدجی بجماله

که بخواندم از ره می و ها بلغ العلی بجماله
۱۲۷۵ھ

ایضاً

چون حضرت شاه تراب علی محبوب جناب لم یزلی
در رفته بخلوت خاص حق دریافته نیرنگ مطلق
حقا که ید بیضای او افروخته شد شمع ایمان

کو بود شبیه ولقا آیینهٔ دین محمد را
گرد آه غبار آلود جفا آیینهٔ دین محمد را
بخشید صد آب و رنگ صفا آیینهٔ دین محمد را

یک جملہ بوصف او برخوان پے سال وصالش اے محسن | گو حق ز تراب نمود جلا آئینہ دین محمد را
۱۲۷۵ھ

ایضاً
بزبان عربی

ادخل فی الخلد تراب اللذی | کان ولیاً من الاتقیا
ان رغب الفکر اے عامر | قل رضی اللہ عن الاولیا
۱۲۷۵ھ

ایضاً

رفت ز دنیا تراب شاہ حقیقت نگاہ | طبع من از بہر سال ہمت عالی گماشت
گفت کہ آن شاہوار گوہر وحدت محیط سلہ | وصل خدا در نظر داشتہ خود را گذاشت

تاریخ مرقد اقدس حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہٗ سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

دی گزشتم محسن اینجا با رفیقی خرقہ پوش | ہر دو گشتیم از ہجوم بیخودیہا منفعل
محو در گم گشتگیہا ہوش و سر مصروف شکر | دیدہ با اشک آشنا دل با طپیدن مشتغل
گفتم این خلوتگہ حسن ست یا دیوان عشق | نور ریزد از در و دیوار در دا ز آب و گل
گوہر از رخشانی روی تراب اندر عرق | برق از بیتابی ہر ذرہ اینجا منفعل
بے ستون سنگے بمینا میزند یا کوہ نجد | گل بدامانم ز کنعان میرسد یا از چگل
زیر نخل طور موسای ست اندر خواب ناز | یا بخاک وادی ایمن شرارے مضمحل
جلوہ روے نیازے یا شکست زلف ناز | ساز تمکین حیا یا سوز شوق مشتعل
ساعتی آن غیبدان با خود مراقب گشت و گفت | دیدہ ات بنود مگر از نور معنے مکتحل

سلہ وصل خدا در نظر کے عدد ۲۰۰۵ ہیں اسمین سے خود را یعنی ۱۱۰۸ نکالے تو ۱۲۷ ہوے مصرع اول میں اشارہ اضافہ عدد ایک ہے لہذا کل عدد ۱۲۷۵ ہوے۔

این تجلیهاے ایمان ست یا انوار زہد | با صفاے خاطر پُر نور عرفان مشتمل
زیر خاک آسودہ شاید گوہر یعنی تراب | آنکہ در عالم نظیرش نیست صورتے لا یحتمل
از درستیہای اعمالش شریعت را سند | وز براہین کمالاتش طریقت را اجل
حسن را از صاد چشمش مُہر فرمان قبول | عشق در دیوان شوقش مدعی مستدل
ہمتش از اختیار دین و دنیا محترز | نسبت او تا عدم از بزم ہستی منتقل
بر سپہر اوج عرفان آفتابے بے زوال | بر سر تخت ولایت بادشاہے مستقل
گوش کن بشنو کہ میگوید سروشی بر درش | بارگاہ شاہ والا ہمت و بیدار دل

۱۲۷۵ھ

ایضاً

چون ساختند قبر شریف تراب شاہ | مقبول بارگاہ خداوند ذو المنن
گفتا سروش مرقد پاک تراب شاہ | محسن بخواند خوابگہ مرشد زمن

۱۲۷۵ھ

قطعہ تاریخ خرقہ پوشی حضرت شاہ حیدر علی و حضرت شاہ تقی علی قدس سرہما

چون آن دو قبلہ اہل دین حیدر علی و تقی علی | کردند در بر خوشتن از شرعیت فقر بے ریا
در چشم حیرت جلوہ گر شد یک تجلی از دو شمع | دیدم بذات شان دوئی بارنگ وحدت آشنا
حسن شریعت را دو رخ زو رطریقت را دو ید | لفظ حقیقت را دو قاف اسرار معنی را دو را
اظہار حق را ہر دو لب ہای ہدایت را دو چشم | از نام ایمان دو الف لفظ یقین را ہر دو با
بگذر ز راثنینیت و بگذار نیرنگ دوئی | محسن بتاریخش بگو پوشیدہ خرقہ اولیا

۱۲۷۵ھ

تاریخ وفات مولوی رضی الدین خان

سیدی مولوی رضی الدین | شدہ دمساز سلسبیل و بہشت
داخل گلشن ارم فرمود | ملہم را نہ سلسبیل و بہشت

۱۲۷۶ھ

تاریخ انتقال مولوی ناصر الدین مرحوم

چون رفت بسوے خلد برین از دہر جناب ناصر دین | خورشید سپہر علم ویقین شہوار دُر دریای شرست

از سال وفاتش داد خبر رنگین جمل انشاء و خبر | یک خوابگہش فردوس دگر آرام گہش بادا بہشت

۱۲۸۴ ۱۲۸۴ھ

تاریخ تولد پسر مولوی اسد اللہ صاحب صدر الصدور

باد با آب و تاب در عالم | گوہر شاہوار درج اسد

گفت سال ولادتش محسن | مہر تابندہ شد ز برج اسد

۱۲۸۸ھ

تاریخ پیدائش پسر شیخ فیض الحسن وکیل مین پوری

چو تابندہ شد در کنار ظہور | مہین گوہر درج فیض الحسن

سروشے ز محسن بتاریخ سال | بگفتا مہ برج فیض الحسن

۱۲۸۹ھ

تاریخ تیاری چبوترہ خود در پائین باغ مین پوری

بنا کردند جاے دلنشینی | کہ زینت داد باغ پر فضا را

براے سال تاریخش ز محسن | بگفتا گلستان منت خدا را

۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولوی حسن بخش مرحوم

مخزن علم و عمل فخر زمن | قبلہ احسن ابو المحسن حسن

از سعیدی واز شہیدی نو عین سلہ | ابن ابن میرن ابن حسین

۱۲۲۱ھ

سلہ میرن یعنے شاہ میر محمد قلندر حسین یعنی مولوی حسین بخش شہید۔

روز میلادش عزیزی محترم [ف۱] | ریخت برخوردار باد از قلم

طالعش دمساز و دولت یار ماند | از نصیب و بخت برخوردار ماند

علم ظاهر خواند با صد جستجو [ف۲] | از بزرگانِ خود و در لکھنؤ

در طریقت جد عالیجاه او | هادی او مرشد او شاه او

مولدش کاکوری و از شصت سال | مین پوری بود از دار الکمال

بود مہرے در غبارے مستتر | نافذش خذ ما صفا دع ما کدر

بے نوایان را کریمی چاره ساز | مفتی و مستفتیان را دلنواز

در پناه مصطفے دین را پناه | عید اسلام و امام عیدگاه

بست پنجم از ربیع آخرین | بود گوشه زبیماری حزین

خواب چون آب و غذا افسانه شد | اشک غمخوارانش آب و دانه شد

از دوا کردن مرضها می فزود | روغنِ بادام خشکی می نمود

داد از ما و منِ عالم نجات | بے حواسی قبل سه روز از وفات

نے بغیر و نے بخود پرداختن | هیچکس را هیچگه نشناختن

لیک بر می جست با عجز و نیاز | مثل اہل ہوش وقت ہر نماز

قبله رُو بعد از تیمم می نشست | صحت ارکان نمی رفتی ز دست

باز هر گه میرسیدی تا سلام | بدهمان بیهوشیش با لالتزام

نوزده ز اول جمادی چون رسید | صبح سه شنبه سر از بستر کشید

گشت پیدا دفعتاً آثار یاس | ز اضطراب بشره و نبض و حواس

ف۱ مولوی عبدالوہاب۔

ف۲ حضرت شاہ حیدر علی قلندر و شاہ تقی علی قلندر۔ مولوی محمد حسن علی محدث لکھنوی سے فقہ حدیث و تفسیر کی تکمیل کی تھی۔

برلب او بار بار الله بود | بر زبانِ دلفگاران آه بود
قبل وقت ظهر آن مہر مبین | چید از بہر تیمم آستین
چون بیان کردند کان پرستِ دور | ذکر حق سر کرد با ذوق حضور
ضربہا بر دل زدن بیتاب کرد | گرمیِ جوشِ طپشہا آب کرد
بہر پوشیدن طلب کرد آن زمان | جبہ و عمامۂ میرن میان
طاقیِ مرشد بسر بر سر نہاد [1] | از زبان الحمد للہ گفت شاد
چون بہنگامِ زوال آمد نہار [2] | بر زبانش شد روان یارب بیار
بر و اداہمی بہ پیشش خشت خام [3] | زود دو دست ناتوان با ذوق تام
رفت بالائے رخ او دست راست | جیب زیجانی از انجا بر نخاست
باز از دستِ یمین جیب را کشید | تا کہ از نہم تا رخ انور رسید
ہمچنان شد در تیمم چارہ گر | ہر دو دست زار او با ہمدگر
از اشارت کرد فرضِ ظہر ادا | با سلام شوق پیش آمد قضا
رفت سوئے عرش اعلیٰ روح او | کل شئے ہالک الا وجہہ
ہاتفے از بہر تاریخش نوشت | جائے پاکش باد الٰہی در بہشت

۱۳۰۱ھ

تاریخ نگارستان لطافت از مولوی حسن رضا خان صاحب بریلوی

حسن کز حسنِ طرزش طبع استاد | بعنوانِ تخلص یوسفے گفت
زمین شعر او را عرش اعلیٰ | سپہر آرائے چرخ چارمی گفت

---

[1] مولوی محمد محسن نے عمامہ میرن میان کا سر پر رکھدیا۔

[2] زوال کے وقت سے زبان پر یارب لا ؤ تھا مطلب یہ تھا کہ نماز کا وقت آگیا ہے اینٹ تیمم کیواسطے لاؤ

[3] واحد خان ملازم

کلامِ پاک ورا حضرت خضر — مصفا تر ز آب زندگی گفت
به فیض فکر جانے در سخن ریخت — سخن در ذکر میلاد نبی گفت
نبی ہاشمی کاندر صفاتش — خدائے پاک سبحان الذی گفت
برائے یادگار سال محسن — بہارستان نعت احمدی گفت
۱۳۰۲ھ

تاریخ وفات حکیم مشتاق علی مرحوم

مشتاق عیسے طبیب حاذق — شمعی روشن و مالک جنابے
بگذشت ازین جہان و بگذاشت — ہر خلق ملال و اضطرابے
چون باغ اکرمش حسن بود — رنگ الفت بہ آب و تابے
جا یافت بہ پہلوے برادر [سلہ] — شد جمع حباب با حبابے
ہاتف سر مرقدش رقم کرد — مہتاب قرین آفتابے
۱۳۰۲ھ

ایضاً

میرزاد در جوار حضرت حق — آنکہ در زہد و معرفت طاق است
تیرہ چشم جہانیان گردید — نیلگون روئے ہفت اطباق است
گفت روز وصال او جبریلؑ — کز این جہان اطلاق است
کیست اندر حریم قدس آمد — گفت رضوان بجئے کہ مشتاق است
۱۳۰۲ھ

تاریخ مثنوی ترانۂ شوق از منشی احمد علی شوق

اِس قدر شوخ مثنوی محسن — نہ کسی نے سنی نہ دیکھی ہے
رو برو اِس زبان اُردو کے — فارسی کی تمام ترکی ہے

سلہ مولوی حسن بخش مرحوم کے مزار کے پہلو میں مرزا حکیم مشتاق علی مرحوم کا [illegible]

کس بلندی پہ ہے زمین شعر | فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال اسکی | فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اڑے جاتے ہین لفظ سے مضمون | سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے | ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتف غیب بھی یہ کہتا ہے | بارک اللہ عجیب شوخی ہے

۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق باذوق | افسونے خواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین | نیرنگ معنی شگفتہ

۱۳۰۵ھ

ایضاً

مے سزد بہر نثار این نگارین مثنوی | آب و تاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گو چہ میگوید سخندانش بہار بیخزان | گفتمش کہ بود خرامے بہر گلزار نسیم

۱۳۰۵ھ

ایضاً

ہوش رُبا گفت ز اہل مذاق | چاشنی این سخن ذوق شوق
ہاتف غیب از پے تاریخ سال | گفت ز محسن چمن ذوق شوق

۱۳۰۵ھ

تاریخ محامد خاتم النبیین دیوان نعت منشی امیر احمد امیر مینائی مرحوم

امیر اللہ اکبر وہ عزیز مصر معنی ہے | کہ بندہ ہے سخن بھی جسکے انداز طبیعت کا
چلے آتے ہین مصرعے شکرستان فصاحت سے | وہ طوطی بولتا ہے شاخ مضمون بلاغت کا
دُر معنی اُچھل کر آئے دامان بلاغت مین | وہ جزرومد ہے دریاے عبارت مین فصاحت کا
سخنگو کہ رہے ہین جھوم کر نشہ کی حالت مین | کہ ابر ہی دفتر دیوان کی ہے یا ابر رحمت کا
فضیلت اُسپہ حاصل ہے نہ عرفی کو نہ فیضی کو | مقابل اُسکے کیا رتبہ غنی کا یا غنیمت کا

نہین کچھ شاعری سی فخر اسکی ذات کو حاصل
سخن کو اسکی نسبت سی ملا رتبہ سعادت کا
دماغ اُسکا گل صد رنگ ہی گلزار دانش مین
دل اسکا عطر مجموعہ ہی گویا علم و حکمت کا
رسالہ ہیر زاہد کا زبان خشک خامی کی
لب حکمت نوا اک نسخہ ہی قانون قدرت کا
وفا مین لطف مین علم و عمل مین ورع و تقوی مین
ظہور اس سے ہوا ہی شاہ مینا کی کرامت کا
اُسی کے پر تو صورت سے پیدا صورتِ معنی
اُسی کے قلزم کثرت کا مرجان رنگ وحدت کا
یہ دیوان کیا ہی گویا اک گلستان ہدایت ہی
ثمر ہے یا کہ محبوب الٰہی کی رسالت کا
گہر باری قلم کی ہی عیان ہر لفظ و معنی سے
ہر اک نقطہ ہی موتی بحر مواج رسالت کا
فراموشی رہے دارین سے یاد پیمبر مین
یہی ہی ایک سیدھا رستہ گلزار جنت کا
سروش غیب نے تاریخ کیا اچھی کہی محسن
کہ یاد مصطفی اسکا وسیلہ ہی شفاعت کا

قطعہ تاریخ کتاب مدح پیغمبر یعنی خمسہ مدیح خیر المرسلین از منشی عبد المجید سحر

مرحبا سحر عجب خمسہ رنگین لکھا
پنجہ مہر جو ثانی ہے تو یہ ہے اول
نظر آنے لگی اک سرو چراغان کی بہار
جھاڑ مین یا تو نکلے گویا کہ لگائے ہین کنول
ہو گیا اور ہی اشعار کا تضمین سی روپ
شفق سرخ پہ چھائے ہین سنہری بادل
صاف اشاروں سے بتاتی ہی نگاہِ تضمین
کہ یہ تشبیب یہ تمہید یہ قطعہ یہ غزل
واقعی ہوتی ہی تشبیب قصیدے سے جدا
پیش خوانی ہی کو کرتے ہین جسے مستعمل
عمدہ سامان مہیا کیا اُس مضمون کا
جو طلب کرتی تھی تشبیب کی بیت اول
غیرت چشم سیہ ہند و سواد متھرا
اشک باران کیلیے تھا نہ کوئی اور محل
کفر سرمستی و بیبا کی و شور مُرلی نے
تھے صنمخانہ ظلمت کیلیے لات و ہبل
برج و کاشی کے مضامین لکھی اس خوبی سے
کہ بنے صندلِ پیشانی ہندو ے زحل
پھر سخنگو نے طلب کی جو قسم ایمان کی
آب زمزم سے نہانے کو چلا گنگا جل

فصل سرسبز کی رنگت کو عجب رونق دی
خضر معنی ہے بچھائے ہوئے دھانی مخمل

جوش میخانہ وہ لکھا کہ پئے مےکش طبع
مے نہ گنجد بہ صراحی و صراحی بہ بغل

چند افصل بہار چمنستان سخن
بلبل آمد بر بلبل بہ تمنائے غزل

ذکر ظلمت میں ہی ہر حرف سیہ سے پیدا
لیلیٔ دیدہ کافر کی مسی اور کاجل

قبلہ و کعبۂ دارین کی وہ نعت لکھی
حرف جو خامہ سے نکلا وہ گرا سر کے بل

ربط کا سلسلہ کیا خوب رکھا مد نظر
نہ ملا دشت سے گلشن نہ چمن سے جنگل

طبع موزون کا حقیقت میں نہیں ثانی ہے
دیکھے عینک کو لگا کر بھی جو چشم احول

ہاتف غیب نے محسن سے کہی یہ تاریخ
یہی خمسہ ہے وہ جسکا ہے نہ ہمسر نہ بدل
۱۳۰۶ھ

تاریخ وفات مولوی محمد احسن مرحوم نائب وزیر ریاست بھوپال برادر خورد مولوی محمد محسن مرحوم

میتوان اندیشد کہ رنگ رفتہ بعد سالہا
لعل گردد در بدخشان و عقیق اندر یمن

میتوان اندیشد کہ گردد نالۂ افسردۂ
بلبل شیرین نوا یا طوطی شکر شکن

میتوان اندیشد کہ از تاثیر دامان نسیم
نکہتے از غنچہ خیزد یا شمیمے از ختن

لیک نتوان شد کہ مثل احسن آید در وجود
سرو رعنا در گلستان یا گل نو در چمن

رفت حیف از دہر آن جان جہان ہمرہش
ہوشم از فرقت از دل راحت از جان جان ز تن

شوخی طبع رسایم سرد از ہر سوز و ساز
ناگوار خاطر من سوختن یا ساختن

نیست در دار فنا محسن چو من اندوہگین
ہر نفس سوہان خود ہر دم سنان خویشتن

من باو باشم الٰہی از طفیل مصطفیٰ
چون شود در بزم قدسی مجمع بے ما و من
۱۳۲۵ — ۱۸۴۲

گفت دل ہر گہ کہ آمد در زوال آن آفتاب
مرد در گورست احسن زندہ در گور من

تاریخ انتقال حافظ الطاف حسین مرحوم کاکوری ڈپٹی کلکٹر بنارس

بشنو از نے چون حکایت میکند از درد و غم — وز جدائیها شکایت می کند پیش انام

آنکہ نامش بے اضافت بود لطافت حسین — حیف رفت از سفینۂ مملکت سوی دار السلام

مولدش کاکوری و مدفن بنارس از قضا — حافظ و ڈپٹی کلکٹر مرجع ہر خاص و عام

ابن ابن حضرت شاہ کرامت بود آہ — لطف آ خورشید تابان مہر اماہ تمام

محسن افسردہ خاطر بہر تاریخش نوشت — جان پاک وے بود خلد آشیان طوبیٰ مقام

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ کتاب شہادت نامہ مولفہ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور دام فیوضہ سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

نور عینین علی اکبر علی انور کہ ہست — در جہان مثل پدر بے مثل در مجد و علا

نوجوانے مایہ دار فیض پیر دستگیر — نونہالے بر در ایوان علم مرتضیٰ

حافظ قرآن و قاری عالم فقہ و حدیث — صوفی پاکیزہ باطن عارف سر خدا

رونق درگاہ شاہ کاظم و شاہ تراب — ابن ابن شاہ حمید آفتاب اولیا

اینک از آثار تحقیقش روایات صحیح — در بیان مشکل آل شہ مشکلکشا

شمع فانوس سخن در کنوت سوز و گداز — لالہ زار فکر داغ آفت و کرب و بلا

از فرات دیدۂ تر ساکب یاقوت و گہر — وز بدخشان جگر گویا جواہر پارہا

محسن از خونابۂ دل سال تاریخش نوشت — کان لعل واقعات کاروان کربلا

۱۳۱۰ھ

تاریخ وفات والدہ جناب منشی امتیاز علی مرحوم وزیر ریاست بھوپال

فغان ز رنج و غم منشی امتیاز علی — وزیر کشور بھوپال روشن ضمیر

برفت والدہ اش زین جہان بدار بقا — زمانہ تار شد و گشت تیرہ مہر منیر

فرشتہ خصلت و قدسی نژاد و پاک نہاد — بفیض مہر منیر و بجود ابر مطیر

سوم بد از سہ ذیقعدہ نیز یوم احد — کہ آن مکرمہ آمد حضور رب قدیر

سروش گفت بے سال رحلتش محسن | کہ شہ نشین جنان باد روح اُم وزیر

تاریخ تالیف درّ منظم مولفہ جناب مولانا حافظ علی انور صاحب سجادہ نشین تکیہ شریف کاکوری

مولوی حافظ علی انور کہ غور فکر او | در میان کعبۂ ارباطن زمزم ست
نونہالے صالحے پرہیزگارے نوجوان | صوفی صافی طبیعت عالم ست و اعلم است
از تراب پاے کاظم صافی آئینہ اش | وز لسان حیدری تیغ کمالش را دم است
خوش نوشت این درّ منظم از برائے اہل فقر | در بیان حال مولائیم کہ غوث الاعظم ست
شیخ عبد القادر جیلی کہ در محراب قدس | گردن صد اولیا بر پای تسلیمش خم ست
دفتر شاہ ولایت را ست مُہر خاتمہ | خاتم شان نبوت را نگین خاتم ست
کثرت او در حقیقت خارج از وحدت کجاست | ہم بہار و ہم نسیم و ہم گل و ہم شبنم ست
نوشدارو خستگان گمرہی را از حمتش | رافتش خونین دلان معصیت را مرہم است
بسکہ می بالد بخود از جوش معنیہاے شوخ | میتوان گفتن کہ ہر حرفش ہمانا مدغم ست
حرف حرفش خالی از سوز و گداز عشق نیست | لفظ لفظ او دل پُر داغ و چشم پُر نم ست
از مقالات و کمالات کرامات عجیب | بنگر و عارف گر این عالم ورائے عالم ست
ختم شد چون در دو سال اینک برائے مہر سال | محسن آن تاریخ بنگارم کہ مثل او کم ست
یعنی واحد کہ تعبیر دو سالش می کند | گوہر منظم ہمہ یا جملہ درّ منظم ست

۱۳۱۱ھ ۱۳۱۲ھ

تاریخ تیاری باغ نواب اکرام اللہ خان مرحوم نواب یار جنگ کاکوروی

جاہ نواب یار جنگ افزون | عمر او ہمچو عمر خضر دراز
عقل با فیض و ہمتش ہمدوش | بخت باعیش و عشرتش دمساز
یاد کن آنکہ در بدایت عمر | بود در حسن گفتگو ممتاز
دم استادیش جمال الدین | کہ بہ بردا شت علم و دانش ناز

دیده طرز فصاحت سخنش ‌‌ نقبش داد بلبل شیراز

اینک انداز طرز رنگینش ‌‌ کرد بنیاد طرفه باغ آزاد

چون گلستان حضرت سعدی ‌‌ هر رگ و ریشه اش بهشت انداز

کلک محسن نوشت تاریخش ‌‌ چند افکر آسمان پرواز

هجری و عیسوی بیک مصرع ‌‌ هست گویا دو نغمه دریک ساز

باغ شاداب اول و دومش ‌‌ باغ شاداب بلبل شیراز

تاریخ وفات حضرت شاه علی اکبر قدس سره سجاده نشین تکیه شریف کاکوری

از جهان افسوس شاه ما علی اکبر گذشت ‌‌ آنکه بود اندر بزرگیها علی و اکبرے

جد او بوده شریک جزو نام بوتراب ‌‌ والدش را میتوان گفتن سمی حیدرے

در عبادت زاهدے در ریاضت کاملے ‌‌ در طریقت مرشدے و در شریعت سرورے

جذب اسرار حقیقت در سلوک راه راست ‌‌ کشتی جذب طبیعت با همایون لنگرے

علم کامل با عمل مثل گل و فصل بهار ‌‌ نور قلبش با سویدا آفتاب خاورے

نسبت و کیف شهود شهای مستان شگرف ‌‌ همت او باده گلگون صفا جوهرے

در گلستان خموشی غنچه او گلبنے ‌‌ در دبستان تکلم حرف حرفش دفترے

خوش تامل خوش تحمل خوش طبیعت خوش مزاج ‌‌ نیک ظاهر نیک باطن نیک خو نیک اختر

بر زمین تکیه محو عالم بالاے قدس ‌‌ بود گویا این جهان او جهان دیگرے

با خداے خود وصال او بقول عاشقی ‌‌ حسن را پرورد گار و عشق را پیغمبرے

اکبر با سعد اکبر بود بهر یادگار ‌‌ جاے خود بگذاشت نام نیک شاه انورے

نام نیکش با علی انور الٰهی دائما ‌‌ باد مثل بارش نیسان ولے گوهرے

بهر تاریخش ملائک محسن از ما گفته اند ‌‌ بر سپهر قرب حق دیدیم سعدی اکبرے

تاریخ وفات جناب منشی امتیاز علی مرحوم وزیر ریاست بھوپال

چراغ شام اودھ منشی امتیاز علی
چو شد بکشور بھوپال خیر خواہ وزیر

صدائے تہنیت از چار سو رسید کہ ہست
جناب عالیہ اقبال ہند وجاہ وزیر

براوج رفعت و شان عدالت و انصاف
جناب عالیہ مانند مہر و ماہ وزیر

جناب عالیہ خاقان کشور ایمان
بدین پناہی اسلام بادشاہ وزیر

جناب عالیہ در پردہ قبلۂ عالم
کلید مسجد و مفتاح خانقاہ وزیر

شنیدہ ام آنکہ حضور جناب حق امروز
ببر شتافتہ مقبول بارگاہ وزیر

فغان ز دہر و زمین و زمانیان برخاست
عیان شد از در و دیوار آہ آہ وزیر

دعا بخواند سروشے و محسن آمین گفت
کہ شہ نشین ارم باد و دین پناہ وزیر

تاریخ ترتیب دیوان منشی محمود صاحب حمد بلگرامی

چہ دیوان عالی شاہد طبع صمد
در فصاحت بے مثال و در بلاغت مستند

ہاتف غیب از برائے سال تاریخش نوشت
اوج عز و شان معنی ہاست اللہ الصمد

تاریخ وفات شیخ ضیاء الحسن مرحوم پسر شیخ فیض الحسن وکیل رئیس مین پوری

مین پوری کی آبجو ایسن
جسکو کہنا ندی نہین زیبا

مختصر ایسی جسمین گھاٹ نہ پاٹ
ناؤ اسمین کہان کہان ڈونگا

کہین وہ محض خشک اور کہین
آنسو بہتا ہوا شہیدون کا

شیخ فیض الحسن کا ماہ منیر
کہ ضیاء الحسن تھا نام اسکا

ایک دن غسل کے ارادہ سے
اس ندی کے کنارہ پر آیا

حیف صد حیف غرق کرنے کو
لب الحسن ہوا لب دریا

اک زمانے مین مچ گیا کہرام
اٹھی ہر سو صدائے واویلا

مادرِ مہربان کی آنکھون سے | کبھی جمنا بہی کبھی گنگا
محسن اسکا تو صبر مشکل ہے | گو نہین چارہ جز رضا بقضا
ہر صدا غیب کی لب ایسن | چاند فیض الحسن کا ڈوب گیا
۱۳۱۴ھ

تاریخ وفات شیخ بخش آلہی مرحوم رئیس اٹاوہ

بخش الٰہی الکریم ابن الکریم | نیک نیت نیکخو ہیکلی گزین
خوش طبیعت خوشمزاج خوش سیر | پاک ظاہر پاک باطن پاک دین
یوسفِ اخلاق او ہر دل عزیز | ہر زمان فرق نیازش بر زمین
از پئے حسن طلب در بزم خویش | رحمتے بگماشت رب العالمین
مدتے ز امراض مزمن در تعب | سالہا از ناتوانیہا حزین
روح پاک آخر ز ظلمتہائے جسم | قید خود بشکست و شد خلوت گزین
بہ مہ ذیقعدہ و حاوی عشر | روز یکشنبہ کہ شد عالم غمین
سینہا چاک و جگرہا پارہ شد | شد فغان و نالہ ہم اندوہگین
در گلستان اٹاوہ مولدش | ہر فن او دہلی جنت قرین
عارض او در بجد مہر منیر | نور صافش در جہان ماہ مبین
محسن از سال وفات کیف روح | دوش چون پرسیدم از روح الامین
در جواب ہر دو گفت آن غیب دان | لمعۂ نورش بفردوس برین
۱۳۱۵ھ

تاریخ وفات قاضی احمد حسین مرحوم وکیل مین پوری

چو رفت از جہان قاضی احمد حسین | کہ بُد پاکدل خوب و نیک خو
عزیز جہان فخر ارباب عقل | جوان وجیہہ و حسین و نکو

سروشے چو محسن بایمای سال | دعا کرد از لفظ اغفرله
۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات مولوی محمد نظیر الحسن مرحوم پسر مولوی محمد احسن مرحوم

نور دل و دیده نظیر الحسن | رفت چو گنج گہرے زیر خاک
محسن دل خسته بصد ناله گفت | خوابگهش باد بفردوس پاک
۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات مزار جناب منشی مشرف علی وکیل کاکوری مرحوم

بلند رتبه مشرف علی وکیل جلیل | که باد جنت ماواش مسکن و مامن
چو بست دہشت اکتوبر آمده هر هر | بشام شنبه کشیده برخ نقاب کفن
بخاک او گل تر از هوای فکر دمید | مزار پاک مشرف علی شگفته چمن
۱۸۹۹ء

ایضاً

محسن خونین جگر در سال تاریخش نوشت | روح پاکش باد طوبیٰ منزلت دار المقام
۱۳۱۷ھ

تاریخ واپسی جناب خان بہادر منشی اطہر علی وکیل از حیدرآباد بمقام لکھنؤ

چون عزیز از جان برادر مولوی اطہر علی | باز آمد در وطن با شوکت و جاه قدیم
این صدا برخاست از پیر و جوان با صد اَمان | لکھنؤ را آصف آمد طور سینا را کلیم
۱۳۱۹ھ

قطعه تاریخ تعمیر چاه بمقام مین پوری از حکیم طالب علی صاحب کاکوروی

شیخ طالب علی صاحب دل | عابد حق شناس و حاذق طب
ظاهر او برنگ چشمه مهر | باطن او چو اختر ثاقب
کرد تعمیر چاه بهر رفاه | شکر فیضش بهمگنان واجب

آب شیرین خوشگوار و لطیف — رحمت حق بحاضر و غائب
لاجواب ست مصرعهٔ تاریخ — چشمهٔ فیض از دم طالب
۱۳۲۰ھ

قطعهٔ تاریخ وفات حضرت حافظ محمد عارف قدس سره

چون گذشته یازده یوم از جمادی دوم — در دو آگین نالها رفت از زمین تا آسمان
عازم خلد برین شد آفتاب اوج دین — سیدی حافظ محمد عارف قطب زمان
مرشد ارباب باطن عارف والا مقام — صوفی عالیجناب و واقف سر نهان
از مضامین مقالاتش طریقت محو ناز — وز براهین کمالاتش شریعت شادمان
این پوری از قیامش بود دار الاولیا — مسجد از انوار قلبش کعبهٔ هندوستان
بادیا رب زیب جنت ذات آن والا صفات — در جوار حضرت حق روح پاکش جاودان
بهر تاریخ وفاتش گفت محسن از سروش — هادی آفاق طوبی منزلت جنت نشان
۱۳۲۰ھ

تاریخ کتاب مصنفه مولوی وصی علی صاحب

وصی صالح جوانی باسعادت — که با علم و عمل آرایش زرین ست
چه خوش این نسخه دلچسپ بنوشت — که در بینش خرد در نشین ست
بقوت کرد حل چار مشکل — که هر یک سر از اسرار دین ست
یکے در روشنی ہاے مزارات — که آن سرو چراغان یقین ست
دوم در رحلت تعمیر گنبد — که ارض از رفعتش چرخ برین ست
سوم اندر جواز طوف مرقد — که زآداب دل مستر شدین ست
سراج الاولیا عبد الصمد شاه — که فیضش در جهان مهر مبین ست
چه تقریظش نوشت از راه تحقیق — که هر لفظش سزاے آفرین ست

تو دانی گر بود فردوس در دہر | مزار انبیا و صالحین ست
ز انوار تجلیہا توان گفت | کہ خورشید فلک زیر زمین ست
بود این نسخۂ پاکیزہ نورے | کہ پیدا از جمال کاملین ست
بگو محسن برائے سال طبعش | کہ مصباح قبور عارفین ست

قطعہ تاریخ وفات زوجہ مولوی سعید احمد رئیس و آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ ۱۳۲۰ھ

حیف از دو شنبہ حسرت گزین | حاوی عشر از ربیع آخرین
کاندران شد کوکبے زیر زمین | لمعۂ نور سعادت بر جبین
عابدہ کز زہد و تقوا ایش خمیر | عارضش از نور ایمان مستنیر
از اٹاوہ بر و تقدیر غفور | مبتلائے ہیضہ شد در کانپور
در تدا دیہا نہ بودش ہیچ سود | روغن بادام خشکی ے نمود
آخر از دنیا گزشت شد قرین | در حضور امہات مومنین
زوج معصومش سعید احمد کہ ہست | نوجوانے عالمے یزدان پرست
زیر کوہ صدمۂ جانکاہ شد | بر لبش صد نالہ و صد آہ شد
غیب دانے بہر تاریخش نوشت | جاے پاکش زیب گلزار بہشت

تاریخ انتقال حکیم محب علی صاحب مرحوم کاکوروی ۱۳۲۱ھ

حیف آن چار شنبہ در نصیب | ہیزدہ از جمادی دومین
کہ طبیب اجل محب علی | صوفی صاف دل صفا آئین
رفت از دہر این و آن بگذاشت | روح او زیر عرش با تمکین
دفنش زیر پائے والد شد | مژدۂ منزل بہشت برین

درجہ پاے والدین بود — جنت این گفتہ است سرور دین
پے سال وفات او رضوان — گفت مجلس فروز خلد برین

تاریخ تبدیلی آر ڈبلیو ایس ایکمن جج مین پوری پریسیڈنٹ ایکمن یونین کلب از جانب ممبران کلب

ہے روپ یہ آج کی شب تار — کہتا نہیں ہے سانولا پن
ہے لمعۂ انجم آسمان مین — نیلم کے نگین کا ہے کندن
پھیلی ہوئی روشنی سے گویا — ہے اختر ہر چراغ روشن
کیا خوب کلب سجا ڈٹون سے — چمکا ہے ہے اپنا رنگ روغن
افلاک پہ کرسیون کا پایا — بیٹھے ہوے ماہران ہر فن
زینت مین ہر ایک چیز اعلی — رونق مین ہر ایک شے ہے احسن
صورت ہے عروس بزم کی شوخ — لیکن کچھ اداس سی ہے چتون
دکھلاتی ہے رات کی سیاہی — اجڑے ہوے تختہ ہاے سوسن
ہے سوز درون چراغ گویا — آتشبازی ہے برق خرمن
ہر ایک انار اشک افشان — ہر چرخی ہے مبتلاے شیون
ہے معدن سوز قلب ہر لیمپ — ہر شیشۂ شکست کا ہے مخزن
ویران ہے طرب کا آشیانہ — برباد سرور کا نشیمن
رخصت ہے کلب سے کسکی محسن — ہے چھنی ہوئی جو دل کی دشمن
کس کی خبر وہا حیرت سے — ہر سینہ ملال کا ہے مسکن
تقدیر کے پیچ مین ہین ممبر — ہے کسکے فراق کی یہ الجھن
جاتا ہے کون اس چمن سے — پھولا ہے جو رنگ نا شگفتن
ہاتف نے کہا کہ میجر جس — خورشید سپہر جاہ ایکمن
١٨٩٦ع

قطعات ذیل ممبران انجمن یونین کلب و رؤسا ضلع مین پوری کی طرف سے لکھے تھے جو انجمن یونین کلب مین پوری کے جلسون مین پڑھے گئے تھے۔

قطعہ تاریخ جوبلی سنہ ۱۸۹۷ع

سرو باغ سلطنت وکٹوریہ — دمبدم سرسبز ہو شاداب ہو
جب تلک دنیا ہے اسکا چمن — پھولتا پھلتا ہو اسیراب ہو
شرق سے تا غرب نور سلطنت — صورت خورشید عالمتاب ہو
تخت پر بیٹھے ہوئے پچاس سال — کیون نہ تعظیم اسکی باآداب ہو
دل یہ کہتا ہے کہ اک جشن عظیم — سارے عالم مین باتیعاب ہو
تیلیان تک شکر کا سجدہ کرین — طاق ابرو چشم کو محراب ہو
اس تکلف کا ہو سامان خوشی — قیصر و کسری کا جشن اک خواب ہو
شاد و خورم ہر امیر و ہر فقیر — مست و سرخوش شیخ ہو یا شاب ہو
طبع مین لڑکون کے ہو وہ تازگی — رہبر و اسکول کے تالاب ہو
وہ پریوش اک بنائین سائبان — صرف جسمین اطلس و کمخواب ہو
پردون مین یکسر ہو دیبا و حریر — فرش رنگین قاقم و سنجاب ہو
وہ طراوت ہو کہ پانی گرد ہو — وہ صفائی ہو کہ موتی آب ہو
مطربون کے لب سے ہو نغمہ ریز — دست ساقی مین شراب ناب ہو
دوش پر رندون کے رکھا ہو ستار — زاہدون کے ہاتھ مین مضراب ہو
چارسو چھوٹین وہ آتشبازیان — حسرت دل پارۂ سیماب ہو
روشنی ہر سمت ہو پھیلی ہوئی — آب زر کا دہر مین سیلاب ہو
شمع کے اندازہ ہون پروانہ مین — مرغ زرین کرمک شب تاب ہو

دستگیری ہو غریبوں کے لیے — مفلسی کا درد و غم نایاب ہو
یا الٰہی جشن جوبلی آج کا — دوسری جوبلی کا فتح الباب ہو
اختر طالع ترقی پر رہے — آج تارا ہے تو کل مہتاب ہو
سب کہیں خورشید عالمتاب اسے — ہفت کشور میں بلند القاب ہو
یہ رہے تاریخ محسن یادگار — اوج پر خورشید عالمتاب ہو
۱۸۸۷ء

قطعہ تاریخ جوبلی شصت سالہ ملکہ معظمہ قیصر ہند

اے شہنشاہ زمن وکٹوریہ — تیرا طالع مہر عالمتاب ہو
اختر طالع ترقی پر رہے — آج زہرہ ہے تو کل مہتاب ہو
پھولتا پھلتا ہو گلزار عمر — دمبدم سرسبز ہو شاداب ہو
قیصر و کسریٰ مع نوشیروان — ہند میں انگلینڈ میں القاب ہو
نام تیرا ہفت کشور میں رہے — ہر جگہ منتظم با آداب ہو
جس جگہ برسے ترا ابر کرم — آب سیم و زر کا اک تالاب ہو
سجدہ میں گر گر کریں بندے دعا — نہر کا نالے سے عیاں محراب ہو
آتش رشک و حسد میں آپ ہی — تیرا دشمن پارۂ سیماب ہو
راہ میں چھڑکاؤ کرنے کے لیے — لعل کی یا موتیوں کی آب ہو
بیل بوٹوں کی چمک سے رات دن — اطلس افلاک بھی کمخواب ہو
دوسری جوبلی کی وہ ہو روشنی — پہلی جوبلی کرمک شب تاب ہو
بیشتر تضمین ہیں اس تاریخ کے — اوج پر خورشید عالمتاب ہو
کہہ چکا تھا محسن غیب آشنا — ہر تمنا اسکی مقصد یاب ہو
یا الٰہی جشن جوبلی آج کا — دوسری جوبلی کا فتح الباب ہو

فضلِ یزداں سے یہ جوبلی دوسری پہلی سے بڑھ کر آب و تاب ہو
آج پھر امن کلب کے جلسہ میں پڑھیے وہ تاریخ جو نایاب ہو
دوسری جوبلی سے سلطانِ جہاں تیسری جوبلی کا فتح الباب ہو

معما و لغز

محمد

صبح[1] آمد و شب تمام گردید
الحمد وداع خویش خواندم

احمد[2]

قربان حیا حرف کسے نشنود از وے
چون ہمدمش آید
جانان بخطاب خفی می کند ایما
از چشم و بخواند

نبی

وے کثرت یاران ترا ما دیدیم
فرد اسمائے عاشقان را دیدیم
گور[3] وے ورق شد ز مردم خالی
از پشت ورق شمار اسما دیدیم

علی

سرو قدش چو سر کشیدہ معا
سرو را دست در کمر زدہ ام

احسن

خوب بے مداح تاج سلطنت گویا نبود
ہر شکستے را کہ آمد فتح کرد او آشکار

سلہ بقاعدہ تجسیم مراد از شب دل، ل ست و تمام آن لام ملفوظی ست چون بگرداند ال شود از لفظ الحمد خواندہ شود یعنے در لفظ ال بجاے ال لفظ محمد خواندہ شود محمد گردد۔

سلہ یہ معما خود حضرت والد مرحوم کے قلم کا بیاض پر لکھا ہوا ہے اور اسپر یہ عبارت لکھی ہے "رایتُ ما رایتُ ثم قلتُ کم ربیع الثانی ۱۲۷۴ ہجری۔

سلہ مراد از مردم نامس ست چون عدد اسم را کہ ۱۶ ست از پشت ورق ما دیدیم ۱۲ بنظر آمد بدین صورت اسم نبی گردید۔

ہادی علی

آن ماہ دی شب از بر شید ارمیدہ آہ علمش بود کہ نیست ولش راز عشق لاہ

ایضًا

دارم نگارِ نازنین خورشید روے مہ جبین
تا چشم شوخش دیدہ ام فارغ شدم از آن و این
گیسو بدوشش می کند دل را ز ہر سو گم کہ وے
تا عالمش را دیدہ ام رفت آخر از من عقل و دین

شمس

چون من آشفتہ نباشم شب وصل مہر ننمود واثرہ سپید اکرد

چراغ حسن

تا کند از پی دلم تیغ جفا قضا علم روے حبیب از خطی کرد بہار حسن طے

معین

سرشش منفعل از عشق و دلم شوق انگیز آرزوے سر من در دل سودا زدہ باد

لالہ ستارام

رنجے برسد ز ہر طرف از پئے لال گویا در شش جہت جز آرام نیافت

ستارام

ست عربی بمعنی شتر

چون بوسہ وہی قرضہ یک مرتبہ ام افزون انصاف امانت کن چون باز ترا دادم

سلہ واؤ کے عدد ۶ اسپر اضافہ کیا تو ۶۰ ہوے جو عدد دس کے ہین الف کا عدد ایک اسپر اضافہ کیا۔ ا ہوے جو عدد یا کے ہین میم کے عدد ۴۰ اسپر اضافہ ہوا ۴۰۰ ہوے جو عدد ۱۰ کے ہین دوسرے مصرع مین اِن کے معنے اگر جسکا مخفف ار ہے اور امانت مرکب ہے ام و انت سے چنانچہ ترا نے انت نکال ڈالا۔

لغز باسم احمدؐ

آبروے حسن معانی لفظے ست چون عینش را گویند دو رکن ستایش حق لازم آید و اگر گویند
رکن درود خواندن مناسب در لغت صحیح رباعیست گو بعضے بعکس آن سه حرفی دانند در کلام
معتبر سہمست گو برخے فعلش خوانند چارمش را باسیومش نسبتے که اولش را با دوم وے در ضعف
دوم را با ثالثش همان که دوم وے را با چهارم آن اولش سوم از احادست و دوم هشتم آن چنانچه
سوم از عشرات چهارم و چهارم وهم آن اولش نصف دوم اوست و دویم نصف وے و سیومش ربع
چهارم هست و چهارم ربع وے محاسبے که حساب عبارت بالا کند اول ثانیش برو ظاهر شود و سابع
له معاشر عایاے سربلند دانسته باشد ثالث و رابعش همچنان بروے منکشف گردد اگر یکے از چهار حرفش

---

۱ مثل عین کا غین ہے غین (الف) غین کے عدد ہزار ہین یعنی اگر احمد سے الف نکالڈالین تو حمد رہتا ہے۔
۲ اور اگر اُس الف کو میم کردین تو محمدؐ ہو۔
۳ احمد کا عکس دم حا ہے۔
۴ دال (۴) کو میم (۴۰) سے وہی نسبت ہے جو الف (۱) کو یا (۱۰) سے ہے۔
۵ دونا دوم (۵۰) کا سو ہوتا ہے جسکو میم (۴۰) سے وہی نسبت جو یا (۱۰) کو دال (۴) سے ہے۔
۶ لفظ احاد کا تیسرا حرف الف ہے جو احمد کا پہلا حرف ہے۔
۷ یعنی دال (۴) میم (۴۰) کا $\frac{1}{10}$ ہے۔
۸ مراد دوم سے عدد (۲) کا ہے۔
۹ عدد ح کے (۸) ہین اور لفظ وے کے عدد (۱۶) ہین۔
۱۰ لفظ چهارم کا چوتھا حرف میم ہے۔
۱۱ یعنی دال (۴) $\frac{1}{4}$ عدد لفظ وے (۱۶) کا ہے۔
۱۲ ح سابع بارت بالا یعنی بارت بالا کا ساتوان حرف بجاے لام کے ح ہو تو اح ظاہر ہوجائین۔
۱۳ م عاشر عایاے سربلند یعنی عایاے سربلند کا دسوان حرف بجاے نون کے میم ہو تو لفظ مد حاصل ہے۔
۱۴ عدد یکے کے ۴۰ ہین جو میم کے عدد ہین اگر احمد سے میم نکالڈالو تو احد رہتا ہے احد کے معنی ایک ہین۔

افگنی یک ماند واگر دو افگنی دو دو اگر سه[1] افگنی همچنان سه صورت نماید و اگر چهار[2] افگنی هم با چهار مساوی ماند کسی از اول مصحف گرفت چنانچه بعض انسان[3] از آخر قرآن[4] بشمایش در زمین جا وارد چنانچه اسم آن[5] در آسمان احمد[6] سر معنیش[7] داشت عمرے در وجد بسر کرد و دیگرے[8] خیال صورتش کرد لختے از جا در آمد حکایت مختصر کنم آن یوسف لقا چون نوح برائے سفینۂ آدم ناخدا ست کمال صورتش آنکه بنده ست و نقصانش آنکه خدا ست و بس ۔

[1] ح کے عدد ۳ ہین جو مشابہ ح کا ہے اگر احمد سے ح نکالڈالو تو تین حرف باقی رہتے ہین ۔

[2] یعنی اگر دال حذف کیا جائے احم باقی رہجائے جسکے عدد ۹ ۴ ہین اسمین سے عدد ۴ ہم جو ۵ ۴ ہین نکالے تو ہم باقی رہے ۔

[3] کاف تشبیہ یعنی مثل شی کے لام کے عدد ۳۰ ہین الحمد سے لام نکال ڈالا احمد ہوا ۔

[4] آخر قرآن مین الناس ہے اسمین سے بعض انس آن ہے ۔

[5] اسم آن سے مراد ترکیب آسمان کی ہے ۔

[6] احد مین معنی کا اوّل حرف یعنی میم آیا تو احمد ہوا ۔

[7] جز وجا کا ج ہے جو مشابہ ح کے ہے یعنے ح لفظ آمد مین آئی احمد ہوا ۔

[8] یعنی احمد مین میم کم کرین تو احد ہوتا ہے ۔

تمام شد

ٹھمریان

بسنت

ذیل مین حضرت جدامجد مولوی حسین بخش مرحوم کی وہ ٹھمریان ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہین جنکا حوالہ صفحہ ۷ مین دیا گیا ہی۔

۱ لائے ہین آج بسنت بنا کے — جبرئیل امین خدا کے
۲ طہر کی پچکاری بنائی — نور کے رنگ بھرا کے
عنبر اگلال بنائے درود کا — چھڑکین شفیع الورا کے
۳ حوریں بسنتی پہنے ملائک — چیرہ باندھے مصطفا کے
گھوڑا شہانا سجائے کھڑے — دروازے نبی مصطفا کے
۴ نجم کا سہرا سبحان کا مکنع — نور کا شملا بندھا کے
قرآن کا چتر گھما دت — سب مل پیچھے دولھا بنا کے
۵ الا اللہ کے بجت نگارے — ساج بجت لا الہ کے
حوریں بسنت بنائے گاوت — واری رسول خدا کے
آگے صفیں انبیا سب باندھے — پیچھے پرے اولیا کے
۶ عرش الہی پہ دھوم مچی ہی — آئے حبیب خدا کے
ملتی کرکے ارج کرت ہون — ناناحسن مجتبی کے
درس دکھادو اپنے حسن کا — صدقے علی مرتضی کے

ایضاً کافی

سنئے رنگ کے بسنت بناؤ — دربار نبی ان سے لے آؤ

۱ درود سلام کے جوڑے سلاکے حمد و ثنا مین رنگاؤ
قرآن شریف کے ہار گندھاکے حسن حسین پہناؤ
سبھی مل دھوم مچاؤ

۲ کوثر حوض سے گاگر بھر کے ساری سبھا چھڑکاؤ
نور کے پھولن منڈھا چھواکے علی مرتضیٰ کا بلاؤ
نبی مصطفےٰ کو دکھاؤ

۳ انبیا اولیا سارے ملائک عرش پہ کرسی بچھاؤ
حورین بولاکے بسنت گواؤ حبیب خدا کا سناؤ
نئے نئے رنگ سون چھاؤ

۴ پیرن اپنے حسن بخش کا نیکی چلن سکھلاؤ
نبی و علی کے چرن چھواکے اوگن عجب بکساؤ
درس اُن کے دکھلاؤ

ایضاً

حورین گاوین بسنت بہاری
بڑے پیر دوارے پر تہاری

۱ تم ہو پیر دستگیر جگت کے دو و جگ تم پرواری
آل نبی اولاد علی ہو سن لیو بنتی ہماری
راکھو اپنا درباری

۲ جوڑا بسنتی پہرے ملائک ہار بھری لائے تھاری
غوث و قطب سب ٹھاڑے کہت ہین نور بھری پچکاری
چلو بڑے پیر پہ واری

۳ رنگ برنگی برس رہو ہر — بھجت ہین نرنا ری
کاہو کی پاک پچھوری ہی بھیجی — کاہو کی چونرسا ری
کونی رسمر بو رکھلا ری

۴ میرن پیر کا دوارا دکھاؤ — پلکن دھور بہاری
تین کی او کھد پاؤن درس سون — کٹ جاے بپت ہماری
حسن اُنکے بلہاری

بسنت شہانا دیس

۱ حورین کنواری بسنت لیے آؤ — علی مرتضی گھر دھوم مچاؤ
عرش سے تارے توڑ کے سارے — اُچھی نیکے پھولون ہنڈھا چھواؤ
۲ چاند سورج کی چیری بندھا کے — حسن حسین دونو پہناؤ
واہی سبھا مان میرن سائین — لاے حسن اون بکساؤ

ہوری کافی

جن جاؤ برج ہین کنھیا
کھون برج کی سکھن مان بچے ہوا تک
ہمکا چھانڈ کھون بچے ہو پیارے — جگت مان ناہین کو و بمرا لو چھیا
ہم ایسے تمکا بہت ملی بچے ہین — تم ایسے ہمکا نا ہین ملیا
یاہی ریت موے جیا مان کھٹک
سونی مندر واکا ہم کرہین — ہم تو ہین وامین آگ لگیا
آگے چلو تم بھاگ مچاؤ — ہم ہون ہین پاچھے تمرے اَو یا
ناہین مرجہون ٹیک پٹک
منتی کرت ہون مانت ناہین — تمکسو جات ہی جی کا بسیا

میرن موہنی بتاؤ حسن کا پاس ہے مورا اُنکھ کا دیویا
دیکھا کرون نت واکی جھلک

ساتورے کیسی دھوم مچائی

۱- بھری پچکاری کیسر رنگ کی پھرت ہین چتر کھلاری
ابیر اگلال بھرے جھوبن مان چھڑکت سب نر ناری
بچت ناہین اپنی پرائی

۲- جو سکھی آئی سو رنگ مان بھیجی جو نکسی متوا ری
تن من کی سدھ ناہی رہی تنکو ماری پھرت بورای
دیت سانورے کی دوہائی

۳- بھیان پکڑ کے رنگ مان بورت کیسو ہو کنور کنہائی
راہ باٹ کاہو گردا لگاوے اب کو دیرج مان نہ آئی
ہوت سب کی رسوائی

۴- کہت گوالن میرن ٹھہرے چرنن سیس نوانی
اپنا رنگ برساؤ حسن پہ ایسی جگت دیو بتائی
پلیت صاحب سون لگائی

نرموہیا کاہین کیسے مناون

۱- ہم سے مانے تو مانت ناہین کیسے مین تن من واڑون
منتی کرت ہون پیان پرت ہون کہہ واپ سمجھاون
سجریا پہ کیسے سلاؤن

۲- پھاگن کی سب دھوم مچی ہے　　مین کیسے دھوم مچاون
ابر اگلال کہان سے منگاؤن　　کیسے چونریا رنگاؤن
کوہکا سنگ پھاگ کھلاؤن

میرن ایسی موہنی بتاؤ　　جاسون موہنوان ملاؤن
دو جگ تج کے وای کا ساؤن　　وای کی چیری کہلاؤن
حسن کا مین بیان سکھاؤن

سانورے کا مین کیسے بلاؤن
۱- اون بن جیا مان ہوک　　اوٹھت ہے کہکا کہیجو او کھاؤن
تاکو وموریسے اوپکا جوتیا　　جاسون مین پتیا لکھاؤن
سندیسوا مین انکا سناؤن
۲- ابکی پھاگن بیت جیا مین آتنیہے　　سونو مندر واجراون
تن من بارکے دھور اوڑاون　　رنگ بھبوت رماؤن
بروگ کا جوگ بناؤن
۳- میرن تم ہین بیرو ابلاؤ　　تمہری مین چیری کہاؤن
گروا لگا کے سجریا سولاؤن　　مین برہن سکھ پاؤن
حسن کا مین گن سکھلاؤن

بھیروین
تم بن کوئی ناہین ہمرا سنگاتی
ہم روؤت تم بن دن راتی
تم تو سوتن مان نت سووت ہو　　ہم جاگت ہین جو بنوا کی ماتی

ہمرے بلاسے تم آوت ناہین — پھوٹ ہم کا سندیس نہ پاتی
تن من بار جوگن ہو چھون — سوسنے مندر وامان ہون ہین پاتی
میرن سائین کے ہین بلہاری — اپنے حسن کا لگاے لوچھاتی

ایضاً

بدسوا نہ جاؤ پیروا ہمار

بنتی کرت ہون پیان پرت ہون — جنم کی ہون چریا تمھار
بھرے سدہارے جو نبوا او نگھین — کیسے ہین رکھیون سنبھار
مانت ناہین تو سنگ چلون گی — لاؤ بند یا کہار
میرن پیا کا دھیان بتاؤ — حسن کی اور نہار

دادرا

بھرلے پانی سگھر پنہاری

اب ہین سبیر اکونا اکیلا — پھر نا ملہئی بھرن کی بیرے باری
پریم کی ڈورسے گاگر پھانسو — تاہین پرواے ہر تو ہی گاری
پنگھٹ جاے گھونگھٹ جن کھولو — دکھین دور وا تو دھرم پکاری
اونچی جگ تیاپ کیسے اوترھیو — پتری کمریا گگریا ہی بھاری
میرن گگری حسن کی اوتارو
تم نہ اوترھیو تو کون اوتاری

جنگلہ

نیا لے آؤ مورے بالم
ذیو ندیا اوتار
ہمرے تو سنگ کی پار اوتر گئین — ہم ہین پڑین منجدھار

یا ندیا مان ناؤن نا بیڑا — کہگن اوترون ہین پار
اپنی دَیا سون پار اوتارو — گن اوگن نہ نہار
احمد تم سے ارج کرت ہون — حسن کی سن لو گوہار

ایضاً

رات چلے سگئے سانولیا
سووت موہین چھوڑ
رین اندھیری چونک پڑون مین — رووت رووت کیو بھور
گھر باہر مین اُن کا ڈھونڈھون — ڈھونڈھ پہرون چیوا اور
سجیا پرای جای سکے سوے — چھوت ناہین مور نسے اور
میرن سائین حسن کی تم سون
چاہ کی لاگی ہے ڈور

ایضاً

گون ہم سے ہین آؤ کہار
مائی باپ موری ڈولیا کندا و — گوئیان بہنا دیو سنوار
بیرن آؤ تو ہے گروا لگاؤن — بکٹی ہون اچانک چالن ہار
ساس نندیا آور کر ہین — کی رہی پت ہو درس اوتار
دیکھون پیا سون کیسی بنت ہے — یا ہی جیا مان سوچ بچار
احمد تمہین پوچھو حسن کا — جادن کو ؤ ناہین پوچھن ہار
میرن پیا سون ملاؤ حسن کا — مین تمہری بلہار

سانون

ہمرے بر سیا نہین آسے ہو — جوبن او گئے بنائے

کہے رے ہاتھ پتیا لکھ بھیجون — تا کو رے آوے نہ جاسے

کیچ بہت پتیان رپٹے ہو — انگنان مان کسو نہ جاسے

بجلی چمکے بدرا گرجے ہو — تکت جیرا ڈرا سے

جہ گن بلین سیان میرن — حسن کا دیو بتلاسے

دیس

لائے پہناؤ مالن موہے ہروا — پیا مورے آئے ہین آج مندروا

پھولن سیج بچھاؤ تند یا — رات سولہون ہین اپنا پیروا

جا سون پیا کا نجر بھر دیکھون — ویسو لگاؤ نینوا کجروا

میرن سائین پیا کا ملاؤ

تم ہین سون لاگو ہی جس کا اسروا

ایضاً

سانجھی بتاؤ موسون پیروا — کا سنگ لاگو من تور

جو تم اور کا چاہت ناہین — تلپھت کاہے جیا مور

کب کی ہین ٹھاڑے بنتی کرت ہون — چتوت ناہین موری اور

تم تو سوتن سنگ رین گنوائی — رووت بھیو موہے بھور

میرن ٹیپر رسے حسن بلہاری

پیم سے رنگ دیو بور

ایضاً

گرو لاگے ہون رنگ مان بھیجون — آج تو آؤ مورے اور

بھرے پچکاری وا سے ہون ٹھاری — آج مین دیکھون تو ہے بور

ہم سون چوڑ کے پھاگ کھلت ہو — برج کے کہت ہین تھچھور

میرن اپنے رنگ مان حسن کا
ابتو کرو سبر بور

شہانہ برخوردار مولوی نور الحسن سلمہ اللہ تعالے

آج سُہانا شہانہ گواؤ — میرن سائین گھر دھوم مچاؤ
نیکے نیکے بیلون منڈھ چھواؤ — گھر باہر سب رنگ چھڑکاؤ
نورحسن کا دولہا بناؤ — ہیرے موتن کا سہرا پنہاؤ
محسن حسن تم نوشا بناؤ — احسن میان تم گروا لگاؤ
میرن سائین تم اپنی ہی رنگ مان — اپنی حسن کی پگڑیا رنگاؤ

شہانہ برخوردار مولوی انوار الحسن

نئے نئے رنگ کا شہانہ بناؤ — محسن میان گھر منڈھا چھواؤ
سونے کا سہرا موتن ہروا — آئے حسن انوار پہنا
دھوم گجر سون برات سجاؤ — سب مل نبی کے دوارے لے
چوکھے رنگ سون میرن سائین — محسن حسن کے بسن رنگوا

سجن بن رووت رین کٹی

آپ توجاسے سوتن گھر سوسے — ہمری خبر نا لئی
بھور بھیو تب ہون نہین آسے — یہ نئی بات بھئی
جن بلمایو بیر وا دا کو — سکھ مان نہ راکھی دئی

میرن سائین حسن کا سبنھارو
وا کی بپت سہے نئی

اعلان

مین نے اِس کلیات کا حق مصنفی انجمن
اخوان الصفا کاکوری کو دیدیا ہی جسکی بنا پر حسب
منشاے ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء اسکی باضابطہ رجسٹری ہو گئی
ہے کوئی صاحب بلا اجازت انجمن موصوف کے
قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ فرمائین۔ البتہ جس قدر
جلدین مطلوب ہون انجمن سے طلب فرمائین

نور الحسن وکیل۔ ہردوئی

جون ۱۹۰۸ء